

نشانہ کارہ شادی و نکاح

آپنا دل

sanadha.pk.com sanadha.novel.com

قیمت = 60 روپے

دوسرا نمبر - 2011ء

پیشہ ورانہ شادی و نکاح

قیمت = 60 روپے

آپنا دل



سرواق: تانیہ فرید آرائش: روز بیوی پارڈر عکاس: موی رشما

مستقل سلسلے

- 0240 جوریہ سالک طلعت نظامی 222 یادگار لکھو
243 شہلا عامر میوند رفیعان 224 آئینہ
251 شہلا کاشف طلعت آغاز 226 ہم سے پوچھیے
254 ہوسوڈاکٹر ہاشم ہزا روین احمد 229 آپ کی کھت
257 حنا احمد ایمان وقار 231 گالگی باتیں
000 قاترین ہما احمد 235 کترینیں

خط و کتابت کے لیے: "آپ کی کھت" پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی 74200 فون: 021-35620771/2
لیکس: 021-35620773 کے ذریعہ خطوط سے نئے آئیڈیل پیشکش کی سیکل info@anachal.com.pk

انسی شہسار چیمپس

ابتدائے

- 14 مریہ سرگوشیاں
15 عبدالستار یادی حمد
15 محمد یاسین وارثی نعت
16 مریہ در جواب آل

دانش کدہ

- 20 مشتاق احمد قوشی لکھو
40 وہ جو اک میں تھا یاسین نشاط
110 چھوٹا چاند نزهت جمین غیاہ
160 ابھی تو پھول کھلے ہیں شبانہ شوکت
182 جنوں عشق تک سیملا شریف طہ
202 تیرے کپے کی آخری شب فرید فرید

ہمارا آنچل

- 23 علیہ امین / انوش فاطمہ
مومن قمریشی / احسانہ سلیم

سروے سال نو

- 68 صبا میشل امتاس
26 سیدہ شہر بیتالیک اور سال

سلسلہ وارناول

- 104 محبوب آپ قدوسوں میں علاخان
156 گر گر کیڑے ریحانہ آفتاب
200 کشر سلطانہ
80 افتخار صغیر احمد
134 نازکیول نازی

پبلشر: مشتاق احمد، پرنٹر: ہنسٹن ہنسٹن، ایڈیٹر: حسن پرست، پریس
ہاکی اسٹیڈیم کراچی، فیسٹ کراچی، 71 نمبر، پریسنگ: عبداللہ ہارون، روڈ کراچی۔ 74400

ام کلوم بنت جبریل نے انھیں خبر دی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ خبر سنا کر مسخراً رہ گئے۔
 ہے جو لوگوں میں باہم کرا رہے کی کوئی شے کہ اس کے لیے کسی اچلی بات کی مثال سمجھانے یا اس کی
 اسطرح اور کوئی اچلی بات کہہ دے۔ (بخاری، جلد: 3، کتاب: احزاب، 49، حدیث: 857)

سگوشیاں

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 فروری ۲۰۱۸ء کا آچل حاضر مطالعہ ہے۔

الحمد للہ آئندہ ہمارے شیخ کے اشاعت کے بجائے اچل اشاعت اللہ جانیس برس کا ہو جائے گا یہ سب آپ بہنوں
 کی محبت اور تعاون ہی سے کہنا چلی مسلسل بغیر کسی تاخیر یا چٹائی کے تقریباً چالیس برسوں سے آپ کی تفریح و طبع اور دل
 جوئی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں کہ ان کے لیے یہ بڑے سزاوارتی بات ہے کہ بہنوں نے جس طرح اس تمام عمر
 میں ادارے کی حوصلہ افزائی کی ہے وہ ادارے کے سامنے قابل فخر ہے بلکہ میں اور میری تمام ساتھی کارکن اور ادارے
 کے جملہ افرات آپ تمام بہنوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اس تمام عمر میں آپ کی شہرت و عزت کا
 فضل و کرم سے اس نے ہمارے چل کو عزت و تکرار کیا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کا تعاون آئندہ بھی اسی طرح
 برقرار رہے گا اور آپ سب ہماری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کرتی رہیں گی آپ کے شہور سے آپ کی رائے ہماری رہنمائی کا
 فریضہ سرانجام دیتے ہیں امید ہے آپ سب اپنی طرح آچل چکے ہوں گے اس واسطے میں ہماری معاونت کرتی رہیں گی۔
 ایک ضروری بات آپ کے گوش گزار کرتی ہوں کہ آپ سب کو مطلع ہونا چاہیے کہ 2018ء کا شمارہ سالگرہ ہمیں ہوا آپ کا آچل
 اکثر ایسویں برس میں ملے گا کہ آپ بہنوں کے گزرتے ہوئے کی بنا پر انہوں نے سنا کہ کچھ کہ اس سفر میں کہاں
 تک کامیاب غمخیزے اور خوش کامیابی بہنوں سے سالگرہ منبر کے لیے خوب صورت گلشن خریدیں کی درخواست ہے
 بے شک کھادی بہنوں کے تعاون سے ہی آچل کا سالگرہ فرما رہی ہے آج تک مکمل کر لگا۔

وطن عزیز آج کل شدید پانی کی قلت کا شکار ہے سیاسی طور پر اور معاشرتی طور پر بڑی بے یقینی اور انتشار کا شکار ہے
 ابھی امریکا و مسکی کی گونج ختم نہیں ہوئی کہ کن عزیز میں معصوم اور بے گناہ کیوں کو روکنے کی ہینٹ چڑھانے کی خبر
 نے ہر ذی ہوش کو ایک کرب ایک عجب خوف میں مبتلا کر دیا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ دن و رات کی حفاظت فرمائے اور ہمیں ہر
 آفت سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو ہدایت عطا کرے آمین۔

اس نمائندے کے ساتھ

مبادا بٹل، علامہ خاں نذرت حسین میاں، بریمنٹا، خراب، شبانہ شوکت، محسن سلطانہ فرید فرید۔

اچھے ایک کے لیے اللہ حافظ۔

دعا گو

قیصر آراء

حکایت

کہنے پہ بڑی جب پہلی نظر کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
 یوں ہوش و خرد مفلوج ہوئے دل و جنوں بیدار ہوا
 تلوں کا تقاضا یاد رہا نظروں کا تقاضا بھول گیا
 احساس کے پردے لہرائے ایمان کی حرارت تیز ہوئی
 سمجھوں کی تڑپ اللہ اللہ سراپا سودا بھول گیا
 جس وقت دعا کو ہاتھ اٹھے یاد نہ نکا جو سوچا تھا
 اظہار عقیدت کی دھن میں اظہار ذوق تقاضا بھول گیا
 پھر روح کو اذانِ رقص ملا خواہید رقصا بھول گیا
 پہنچا جو حرم کی چوٹ پر اک لہر کرم نے گھیر لیا
 باقی نہ رہا یہ ہوش مجھے کیا مانگ لیا کیا بھول گیا
 ہر دلت برستی ہے رحمت کہنے میں جی اللہ اللہ
 باقی ہوں میں کتنا بھول گیا عاکی ہوں میں کتنا بھول گیا
 عبدالستار دہلوی

نعت

چھا گئے لہر کرم ہو گئے ختم ختم
 آگئے شاد اہم ہو گئی ہضم کرم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 آج سدرہ کا مقام بولا آتے سے غلام
 میری منزل ہے یہی حیرے قدموں کی قسم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 ہم بڑے ہیں یا بھلے جو بھی ہیں آپ کے ہیں
 صدقہ حسنین کا دو دہرہ سر جائیں گے ہم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 ہوا جب حبشہ پناہ دیں گے خدا
 مصطفیٰ چشم کرم مصطفیٰ چشم کرم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 اے مرے سرور دین آپ سا کوئی حسین
 دلوں عالم میں نہیں کھن پیٹ کی قسم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 خواب میں آگے شہا اتنا فرما دو ذرا
 تو کوئی لکڑ نہ کر تیرے غم خوار ہیں ہم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 چھوڑ کر آپ کا رہ جائیں جاؤں گے کھڑے
 صدقہ حسنین کا دو دہرہ سر جائیں گے ہم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 آئے دن پھر سے بھلے قافلے طیبہ چلے
 سب گئے وہ گئے ہم جانے کب ہوا کرم
 اللہ اب کر دو کرم اللہ اب کر دو کرم
 محمد یاسین دہلوی

ناشر مکہ الکتاب مفتاح احقر شری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک سے کہا: "اے مالک! دوزخ کی حقیقت بیان کر کہ میں اس کے محل سے واقف ہو جاؤں۔"
مالک نے فوراً کہا: "یادوں اللہ! دوزخ کے حالات ششکلی آپ نہ آپ میں خاتمت ہے اور نہ سنا ہے چھٹکی آپ میں ہوت ہے۔"
اسی وقت مسلم اپنی ہوا گنگے مالک پر محبوب ہو کر بھلائیات کر کے اسے تفصیل سے بیان کر کہ "جب دوزخ کے مالک نے
بیان کرنا شروع کیا۔ "یادوں اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب سے سات دوزخ تیار کی ہے۔ جن میں سے ہر دوزخ کی پہلی چیز دنیا
زمین و آسمان کے مانند ہے اور جن میں اللہ نے طرح طرح کی عذاب کی پیداکر ہے۔ ہر دوزخ میں ستر ہزار دیوانگ دیوانگ کے ہیں۔ ہر
میدان میں ستر ہزار دیوانگ کے ہیں۔ ہر پہاڑ کے ستر ہزار دیوانگ کے ہیں اور ہر دیوار کے ستر ہزار دیوانگ کے ہیں۔ ہر
اسی طرح ہر شے میں ستر ہزار دیوانگ کے ہیں اور ہر گل کے اندر ستر ہزار دیوانگ کے ہیں۔ ہر مکان میں ستر ہزار دیوانگ کے ہیں
ہر دیوار پر لکھری میں ستر ہزار دیوانگ کے ہیں۔ ہر صندوق میں ستر ہزار دیوانگ کے ہیں۔ ہر گھوڑی میں ہر دیوانگ کے ہیں۔ ہر گائے
اس کی ایک چنگاری دے زمین پر آجائے تو اس کی گردی سے دنیا کے تمام دیوانگ اور دوزخ مل کر آکر تھرہو جائیں گے۔"
مالک نے پھر بتایا کہ: "یادوں اللہ! ایک دوزخ اللہ تعالیٰ نے ہر نف کی پیداکر ہے۔ یہ دوزخ اس میں درجہ سانس لیتی
ہے۔ اس سے چھ ماہ کی دور تھرہو ساری ہوتی ہے۔"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کے یہ حالات سن کر بہت متعجب ہوئے۔

ساتویں بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "چھ ماہ کی عمر کے بعد ہم ساتویں بیان پر آئے۔ وہاں یہ کہہ کر دل بہت خوش
ہوا کہ بہت سے فرشتے عبادت الہی میں مصروف ہیں۔ وہاں سے کچھ آگے دو چھوٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسحاق علیہ السلام
تشریف لائے۔
پھر یہ وہاں سے لوٹ آئے۔ دو چھوٹے دیوانگ ایک بڑی عظیم الشان کسی ایک فرشتہ چڑھا ہے اس کی شکل صورت سے تنگی اور
خوش خلقی کی بنا کہ اس کے دائرہ کا کچھ بھی بہت سے فرشتے تھے۔ وہ بھی ایک نیک صورت اور خوش برکت نظر آتے تھے۔
روایت کرنے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتایا: "یادوں اللہ! اس فرشتے نے تمام فرشتوں سے پہلے یہ بہت کلام دیا ہے۔"
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "میں اس فرشتے کے سامنے گیا اور میں نے کہا: "سلام علیکم یا فرشتہ اللہ۔"
فرشتوں نے مجھے دعا جواب دیا اور کچھ سے پیش کر وہاں پہنچا۔ "سلام علیکم یا فرشتہ اللہ۔" آپ کی صفت اور شان تو خود اللہ
کے اس وصفوں سے بہت محبوب کہ مالک دوزخ کے دوزخ کی باتیں سنا کر کہیں کر دیا ہے کہ جس وقت کمال کا خوشی کا۔
تمام اہم موصول ہوئے ہی فرشتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "یادوں اللہ! آپ کی صفت اور شان تو خود اللہ
تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمام ستوں سے اعلیٰ اور افضل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کی امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔" یہ کہتے ہوئے جنت کا لہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہزار گز جنت کی
بیر کرانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور فردوس میں شری ہوئی طرح طرح کی نعمتیں ادا کھڑی فرمائیں۔ اسی وقت خدا نے

دلی آئی۔ "اے میرے محبوب! بہت سی یہ تمام نعمتیں تیری کشف کے لیے رکھی گئی ہیں۔ تیری کشف جنت میں ہمیشہ عزت و احترام
اور کھلاؤ کا طریقے سے ہے۔"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو فوراً حمد سے میں گئے اور اللہ کا شکر بھرا دیا۔
جنت اور فردوس کی ہر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت کلام فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس مکان کی باتوں
میں تو ہر ستر ہزار مرد و ستائیس سے کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر فرشتوں کے ساتھ دوزخ کو لایا اور اسی نماز سے فارغ ہوئے تو
اللہ تعالیٰ کی طرف سے جن میں سے پہلے گئے جن میں سے ایک میں شہدائے دوزخ سے میں شراب نوشی سے میں دوزخ کھڑا تھا۔
ایک اور روایت میں کہا گیا ہے کہ ایک اور چھٹا پیر کی خاص میں بانی ہجر اور تھا۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "یادوں اللہ! اس میں سے آپ جس خیالے کو چاہیں قبول فرمائیں۔" حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کے ساتھ سے دوزخ کا پیالہ کے کرنی کیا۔ فرشتوں نے آفرین کہا۔ پھر بولے: "یادوں اللہ! آپ کی بات کا
پیالہ پی کر فرما تو ساری امت آپ کی بانی میں شری ہوئی اگر شراب پی کر دوزخ کے لئے میں صرف دینی اگر شہر پی کر دوزخ کے
دوسری کشف لذت و دنیا میں مشغول رہی (دعا سے بہت کرتی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا کیا کہ دوزخ کا پیالہ کے کر کیا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دنیا میں ہر ادا اور وقت سے نجات پانے کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے میں خود بخود سے جو دوزخ
کے پیالہ سے ہر اس میں درجہ سانس لیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں دوزخ کا پیالہ بانی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ پیالے میں جو دوزخ بانی ہو گیا ہے اسے بھی لیں تاکہ کشف میں کمال پانے نہ
جائے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "یادوں اللہ! اب وقت کر چکا ہے جو ہوا تھا وہ ہو گیا۔ ہم ان کی پیش ہوا
کر کرنا آپ بانی دوزخ ہو گئی کی لئے جو بھی کمال پانے نہ ہوگا۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کی بات سن کر بہت
متعجب ہوئے۔ (مسند احمد بخاری ترمذی ابن ابی حاتم مشفق علیہ)

سوداوا ہنسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت آسمان کی سر کے بعد ہم سوداوا ہنسی پر پہنچے۔ یہ مقام جبرائیل علیہ السلام
ہے اس سے آگے جانے کی دن میں ہر صفت و صفات اور نہ ہم الہی ہے اس سے آگے قدم بڑھا میں انوں کے پر مل جائیں۔
جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "یادوں اللہ! یہ مقام میری آخری حد ہے۔ یہاں سے میں آگے نہیں بڑھ سکوں۔"
سوداوا ہنسی اور اصل چاروں طرف حضرت اور تمام خلق کے دربار میں صاف کی مشیت رکھتا ہے اس مقام پر تمام مخلوق کا
علم ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے دوار جو کچھ ہر وہ فرشتہ ہے جس کا علم نہ کسی کی کو ہے نہ کسی کی مقرب فرشتے کو سوائے ان کے جسے اللہ
تبارک و تعالیٰ میں اس سے کوئی علم عطا فرمائے۔ یہ وہ حد ہے جہاں پہنچے سے جو کچھ جاتا ہے وہاں لایا جاتا ہے۔ جو کچھ ہو
جاتا ہے اس سے پہلے سے پہلے ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا شہادہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک صالح بندوں کے لیے کیا کچھ یہاں پہنچا کر کما ہے جو نہ کسی آگہ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا
اور نہ کسی ذہن کے تصور میں اس کا ذکر ہو سکا۔ سوداوا ہنسی پر حضرت جبرائیل علیہ السلام رک گئے اور کہا: "آپ کے تشریف
لے جائے۔"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جبرائیل! کیا تم یہاں مجھے تھکا چھوڑ دے گے؟"
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: "اے صاحب اللہ! اس کا کہنا نہ ہوا۔ یہاں سے دوسرے فرشتے آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کو لے گئے۔ جہاں میں آپ سے ہر ایک اور خدمت سے ہر ایک آپ دربار الہی میں ہمیں اللہ عزت و باری
تعالیٰ سے ہم کلام ہوں تو ہر ایک ایک از نو دہ بیان فرمائے گا۔"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یادوں اللہ! ان کی از نو دہ بارگاہی میں ہر شے کرنا چاہیے ہوا۔"
جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: "اے صاحب اللہ! میری از نو دہ کے قیامت کے روز مجھے اجازت دی جائے گی کہ میں علی

صراط پر اپنے بر بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کو یاد رکھیں۔“

اللہ تعالیٰ نہ ہماری ہی کیا شان ہے کہ جبرائیل اعلیٰ علیہ السلام اسے حمل صراط پر لائے کی آرزو رکھتے ہیں لیکن ہماری کیا حال ہے؟ ہم کیسے کہہ کر صراط پر ہیں۔

اسی وقت اس اعلیٰ رشتہ خدائی کی قوت کی سخت دورانی کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس سخت دورانی کو صرف کہتے ہیں۔ اس سے آگے کے بعد میرے سر ہزار ہرے زوہرات کے تھے اور ایک پردے سے دوسرے پردے تک کی دورانی کی مسافت پانچ سو برس کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ دور طے کر کے مقام اربل پر پہنچے۔ یہ جگہ اربل شریف کی ہے اور پھر مقام اربل شریف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر کے اٹھارہ گاہوں تک پہنچنے کے بعد دوبارہ جلال ساتھی میں ہماری کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف بخشا۔ (بخاری، مسلم، بروایت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یعنی بروایت محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ (صحیح)

سودہ انہی کے بارے میں قرآن حکیم میں سورۃ النجم میں ارشاد ہوئی ہے۔

ترجمہ: اے تو ایک مرتبہ لو کہیں دیکھا تھا سودہ انہی کے پاس۔ انہی کے پاس جنت المادنی ہے۔ جب کہ سودہ کو چھانے کی گئی تو وہیں جہاں پر چھان رہی تھی۔ وہ جگہ اب بھی نصد سے بڑی یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی شانوں میں سے بعض شانیں دیکھیں۔ (سودہ انہی ۱۸۲۳)

تفسیر: ان آیات مبارکہ میں شہد معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سودہ انہی پر پہنچنے کی تصدیق کی گئی ہے اور اس مقام اربل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوبار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں ظاہر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے چہرہ میں ایک بر شرف بہ مغرب کے درمیانی ناسے تھا جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے جھلا جائیں بلکہ اللہ کی اس فیض قدرت کو تسلیم کر لیا کہ آپ کو ان آیات مبارکہ میں اسے تو ایک مرتبہ لو کہیں دیکھا تھا۔ ”کہہ کر اس طرح کیا گیا ہے اس ملاقات کا مقام سودہ انہی تنہا کیا گیا ہے جو ساقیہ اہل ان کی آخری حدود پر واقع ہے۔ سودہ کو ان بھی رشتہ خدیش جاسکا فرشتے انکا انہی میں سے وصول کرتے ہیں اور سودہ تھی یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کے قریب جنت المادنی واقع ہے۔ سودہ کو اربل زبان میں میری کے درخت کہتے ہیں اور میری کے معنی آخری سر کے ہیں اس طرح سودہ انہی کے کنوئی معنی ہوں گے وہ میری کا درخت انتہائی جبر سے پرورش ہے۔ غرض اس کوئی نہ اپنی تبارک روح اعلیٰ میں اس کی شرف میں لکھا ہے کہ اس پر ہر عالم کا علم ہو جاتا ہے کہ جو جگہ ہے اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس سے قطعی شرف ان میں خیر ہے اور ان میں خیر نہیں ہے۔ انتہائی غریب علیہ الرحمۃ والاثر میں لکھی ہے۔ ہمارے لیے یہ یاد رکھنا کہ ہمارے دل کی آخری حد پر وہ میری کا درخت کہیا ہے اور اس کی شکل و صورت کی نسبت کیا ہے یاد رکھنا کہ ہمارے دل میں نہ صرف ہمارے دل کی آواز سنائی دیتی ہے۔

یہ بات اہل کمال سے کہہ دو کہ انہی کی جگہ جس کے لیے انسان زبان کے الفاظ میں ”سودہ“ سے زیادہ مندوں اور بہتر اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کو لکھیں۔

آیت مبارکہ میں جنت المادنی کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے کنوئی معنی ہیں ”وہ جنت جو حق پر ہمارے آگے جنت المادنی اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو لائی وہ ممکن تھا جیسا کہ بعض کے نزدیک وہیں یہ لہذا کرتی ہوئی ہیں۔ (تفسیر حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ یہودی جنت ہے جہاں خرت میں اہل ایمان وقتوں کو گئے دلی ہے۔ لہذا وہ جنت ہے جس میں ہمہ اہل کو لکھا جاتا ہے۔

(جاری ہے)



سلسلہ اشجیل لیکھا احمد

مومن قریشی عبد الحکیم

اسلام علیہ بناظرین دعا میں شرف لاری سے مومن قریشی نہایت ہے ادب انہیں بالادب طریقے سے اور جلد از جلد ہمارے لیے ہماری کثرت کو یاد دہانی میں ضروری جانے دیتا۔ (بی بی سی)۔ اب ہم آپ کو اپنی قیمتی تفسیر پیش کرتے ہیں۔ ہماری پیش کردہ سچ پر نہیں ہے۔ ہوئی اور ہماری اہل جان سے خبر نہ لے کر ہے۔ جبری اختیاز حادث ہو گیا ہے۔ ہمارے اہل جان سے محض مندی کی اور لاری پر لکھ دلی تاریخ پیش اور دینہ تو ہم تمام ہوتے۔ 29 مارچ 1995ء میں انگریز لاری۔ مومن قریشی جو بعد میں اہل ایمان رہ گئے۔ اور خود تیسرے نمبر پر براجمان ہے۔ تمام یہی لکھ دے سون کو کچن میں تاہم وہ سمجھتے ہیں کہ انہی کے لیے۔ افسانے کہنے کے بعد کچنوں اور دینہ میں پھرنے کے لیے گئی ہوں۔ یعنی مومن کو آوری جو ایمان کرنے کا بہت شرف ہے لیکن تمام کھر والے خانہ آواز سے بس یہی جانے کی آوری میں تکیا ہوتا ہمارے دل سے کس سے ملنے جو ہیں (ہو ہو ہو)۔

مومن کو آوری میرا سارے مومن کو لاریاں اور چڑے پائے شوق سے طوطے دعا سے کڑے اور بلایاں کھر دے کھیلے میں ڈال کر دینا کے آخری کو نے میں پیچکا۔ آئے۔ چڑے نیلے چیلے اور مر مر کر کے ایک لہر چڑیاں پائی جس میں اس کی پیٹا سے کھیلے میں دلی کو کوئی کر لی گئی جب ہی تو ہم آگے ہیں اور ان کو کو لاریاں میں ان کی نگاہ وغیرہ تو دلی ہوئی ایک کو کو حار قریش نے ہاؤز پر یاد اور مرتے دلی ہوئی بڑی مشکل سے فرسٹ ایڈریج جب جا کر چڑیا کی جان میں جان آئی میں بہت زیادہ شرم لائی ہوں۔ اس کی طرف سے کوئی سے کوئی کو کو لکھ کھاف بہتوں پر چڑھ کر رہی ہوں میرے بہت سے نام ہیں جو کھر کو دالوں کی طرف سے شناخت ہوئے تاکہ آپ کو لہذا نہ مانیں۔ اہل ایمان اور انعام (حنا کی طرف سے) کا بعد کی چڑیا ڈاک اور دینہ بہت سے ہیں پر تا نہیں کہیں شرمندہ ہوں اپنے ناموں سے دوسری قسمت اپنے پیارے نام کا علیطہ بگاڑا ہے۔ میری خواہشوں میں سے

ایک خواہش سعودی عرب کا نام پاکستان ہوتا پاکستان کا نام سعودی عرب ہوتا یا پھر سعودی عرب پاکستان میں ہوتا دوسری خواہش تیسرے کو لاریاں کو لاریاں۔ تیسری کی آزادی کا خواب میرے سر دالوں میں لے کر چلے گئے۔ چہرے کی دلی تپشیں سرور کو کھر کو لاریاں دینہ میں آئیں۔ کھانے میں سب کچھ کھا لیں ہوں کھر صرف زندہ رہنے کے لیے اہل کمال ہوں جب ہی تو نظر کھر میں کا چشمہ نہیں لگا ہوا ہے۔ پچھلے سال وہ ہم مرتے مرتے بچے لیکن اب وہ ایمان دینا شروع کر دیا ہے۔ اسے اسے چاروں ہوں پانچ سو برس کی کچنوں آج پانچ تائوں آج پانچ تائوں اور دینہ میں کھانے کیا کیا پانچ کھر اور دروشت کر۔ دروشت میں میرا شرف طواروز کیا گیا تو کیا کیا بات ہے آخر ان کی ”اسم چھڑی بہت بہت پندہ بہت مافر ہیں اور شخصیت میں ہمارے لیے کئی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اولاد ہیں اپنا سب کچھ ان پر قربان کر دیو تو ہم ہوگا۔ اس کے بعد کھر کا نظام غلام اقبال بہت زیادہ دینہ میں شکر ہے آپ دونوں کا درجہ تمام بندوں کے غلام ہونے کا چھاپا جھانے ہوئے ہائے انہی کو کیا کہنا تاہم ضرور چھاپا۔

سکرنا عادت سے میری سکرنا میں اپنی ہوں بس اتنا تصرف ہے جی پچھان سے میری السلام علیکم! آپ کی آج کی ساری کاغذات آپ کے ساتھ حاضر ہے تو جناب میں آج کی بڑے عمر سے کاغذات قاری اور اس کا لکھ کے لیے کھر کو پائی کا قریب انہی سے کرسی ہوں پھر آگے کے دیکھتے ہوئے ہے کہ۔ 4 اپریل 1992ء کو جب اس دنیا میں رونق مخرنے کی آبی پر اسوں ہوں دلی میں کس شاید میرے سارے سے انہی اور کچن دیکھتے ہے بڑی کارستانی ہیں اور سب بھائی کے خواہش مند ہے۔ لیکن ہمارے قیصر و جلال میں رہتی ہوں نام تو پہلے تاج کی ہوں کس دنیا عانی ہے ہم تمام ہمیں اور ایک چھوٹا بھائی ہے کہ سب سا۔ عرصہ ہوا کھر بننے کا چھانے ہوئے ہوں کہ کچن سال میں بیڑک کیا تھا اور سب سے کھر تک بدن رات رات بھر بیٹے کے خواب دیکھ رہی ہوں جو قبل میری سسرور کے کھی پھر انہیں ہوگا۔ ہر اعلیٰ ہی ایک ایسے کھانے سے ہے جو لوگوں کو کھر بھلا کر خوش ہوتے ہیں اسے آپ تو انہی سے ہر اور خدش ہو گئے۔

میں سرخ بل بالکل نہیں ہوں اعتبار جلد کرتی ہوں جس کی وجہ سے لکڑی کو ڈھاتی ہوں۔ میں سوچتی ہوں اب اعتبار نہیں کروں گی جب تک آزاد نہ ہو کر پھر بل نہیں کرتی۔ وہی بالکل نہیں ہوں کسی کی آگھ میں آئینوں کو لٹکھا جائے وہ کوئی بھی نہیں ہو سکتی۔ ہماری میں ہوتی اگر کوئی خوشخوفا ناراض ہوجائے تو اسے بھی سنا لیں کہ کھڑا بیٹے بندوں کو پسند کرتا ہے میرے والدہ بھی میرا اچھی اداش ہیں بہن بھائی میری جان رشتہ داروں کے بغیر اگھوری ہوں۔ غصہ بالکل نہیں آتا جب آتا ہے تو ذکر تارہی ہیں ہوں مگر جب کڑی پر جھڑواؤ لگاری ہوتی ہوں کوئی پاؤں رکھ دے پھر برداشت نہیں ہوتا دل چاہتا ہے سر پہ زینڈوں۔ رازش سب ہی اچھا لگتی ہیں مگر بہت اثر خریف ہے یہاں تک کہ میں نے دل میں اتار لی ہیں۔ پسندیدہ لباس شلوار قمیض بڑا سادہ پسندیدہ ہوشم کر دیوں کی بارش اور لافٹ کان کرنا پھر میں جی کی تقریر سناتا میک ہے پھر نہیں کی جاتی بھی نہیں نماز روزے کی یاد ہوں ہر جگہ لہرا نہیں پڑتے ہیں سے سخت نفرت پسندیدہ شخصیت میرے پیارے لیے لی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر بڑا شوق ہے دل چاہتا ہے روز بھر کھتی ڈش پکال جائے۔ خاصاں تو نہی پوچھیں کہ ایک ہوتو بتاؤں (میں) جی ہوں میں آئینوں کی بڑی میں، میں حد سے زیادہ حساس ہوں کی بات بری لگتے ہوتوں وہیں سے نہیں لگتی۔ کھانے کی زیادہ خوشکین ہیں پکانے کی زیادہ ہوں کچا جانے ہیں دیکھتے مت دینا جانے سے پہلے یہ کہارتو پک کر کھا آپ ضرور بتانا۔

عالیہ امین

السلام علیکم الزام دے دینے اور سلامتی ہو اور نہ دینے والے بھی خوش رہیں نام تو آپ میرا چھوٹے بھائی ہے سناں کی پہلی بچ کو اس خادم دنیا میں اس کی سہول کر اس کی روٹی سے رشتہ جوڑا تو میری ماں نے اندھروں کو کھلے کار کہ اس دنیا سے طاقتور ناجاہل میری خالہ کو بھوکے چکر چکر دوری غمی خدا جانے اپنی ماں کے لیے دوری غمی یا قسمت پر یا پھر سنے سال کی آگ دو ٹکڑے کر دی گئی اس آفتاب سے کہ میری عمر سولہ سال ہے اور ہم جنوری سے سترہ سال کی کسی میں قدم رکھوں گی نڈل پاپ ہوں جی ہاں اپنے اسکول کے دور میں بہت ہونہار لائق تاقی اسنوڈت بھی اپنی لائیوں میں تانی کے

پاں پر دوش پاؤں اور ایو کی دوسری شادی کے بعد پھر سے اپنے گھر آئی تھی جسے بڑے دو بھائی ہیں جو تعلیم کے حصول کے لیے ایسٹ اوڈل میں پڑھ رہے ہیں۔ میری اسٹپ مدر بہت اچھی ہیں ان کے مگے دو بیٹے ہیں میرے چار بھائی ہیں سیکھتے ہیں کوئی گلی پاں یاد رکھتا ہے ہاں میری فرینڈز میں سے نہیں چاہتی لو پو پو دانی بہت اچھی ہو تم نے مجھے زندگی کے دشمن راتوں رات بچ کر مراد اور ان کی بلندی اور اچھی سے خفا اور تیار ہی دولت زندگی کا مطلب بہت اچھے سے اذہر ہو چکا ہے (مکھنک) اس کے علاوہ میری خواہ زندگی میں آجکل وہ جواب کا بہت اہم بدل ہے کہ آج کل وہ جواب میں پاگل ہے رند نہ زندگی دھماکی آدج سے زندگی سا کہ ہے ویسے آپ سوچ رہے ہوں کہ میں نے آپ کو اپنی پسند پسند سے آگے نہیں کیا اور پتا ہے میں سوچ رہی ہوں کہ پسند ہانہ پتا کر کیا کروں آپ نے مجھے کون سی وجہ دینی ہے جس کی بھی کوئی ایسے انسان پسند نہیں دے سکتے کہ خود اپنی اور خاصاں کے متعلق کا اختلاف نہ ہو لی کہ کمر کے امور خوشی پر اسما سوچی ہوں میں میری بڑی خوشی ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے آج تک کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا کروں کسی سے کوئی بات نہی نہیں۔ (نہ کوئی کام پر ہوتے ہیں اور بھائی اسکول میں ہیں اور میں کمر پر ہوتے ہیں۔ اسی کیوں پر چپ کا کل لگائے ہے میں کی دنیا کی خاک جھاتی ہیں یا پھر جی میں مشغول رہتی ہیں خدا جانے او سے ملاں ہیں خود سے زار ہیں یا غمگینی کی عادت ہے یا پھر اس عمار سے پر عمل ہے! جی ایک چیز پر اسکرہ" مگر بھی میں سوچتی ہوں وہاں کہ کیا دوسرے ہیں؟ تو آگھوں سے برکتی بارش بادل دھب کے کھڑے کھڑے کھڑے میری ان کی گائے پھانسیوں کی موت نے اس دنیا کی رنگینوں کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا پھر میرے دو چھوٹے بھائی بہت شرارتی ہیں ان کی اسکول کی روداد اور میں میں مقابلہ ہادی سے کمر میں رقی ہوجاتی ہے مجھے کچل میں چلے اور دو رین نام بہت پسند ہیں۔ بہت نفرد ہے میں بہت اچھے کے علاوہ ان کی لاکھ پو پو پو آپ بہت اچھی ہیں مجھے کچل جواب میں جی میں ایلیند حیدر اچھ اچھ کو پڑھتا ہے اور ہم کچل گتا ہے۔ گل بیتا بھی بہت ٹوئیک سا نام ہے آپ کچل وہ جواب میں زندگی سے پھر بہتر ہوں

سے دل خوش ہو جاتا ہے جس قدر آپ محبت و اپنائیت سے اپنی اپنی دانی سے رادگی بھائی بھائیوں کا ذکر کرتی ہیں۔ مجھے بہت اچھا لگتا ہے حیدر اچھ اچھ آج کل کے ایک شاعر سے ایک سرو سے میں آپ نے کھانا تھا ان اللہ خوش رکھ سکے اور انہی اس کے بندے خوش ہوں ہیں یہ بات سن بھی میرے دل کے نہیں خاوں میں محفوظ ہے آپ کو اور آپ کی کئی کو پکھنے کا جنوں میں حد تک شوق ہے۔ میں شاکلہ آپ کی سے ملنے کے لیے بہت دعا کرتی ہوں شاید آپ آج اسے زبردست جواب دیتی ہیں نہ خود خود نہ سکرانے پر مجبور ہوجاتا ہے اور جیسا کہ میری فرینڈز میرا خلاف میں ہوگی تو میں نے تمہارے لیے کہ پکھان کھانے ہیں کھلا دی تان سا جھانی میں پیش پوچھوں کہ کتنا قدر کھانے کھا مجھے پتا ہے کہ پڑیں اس انسان کو میں ہوتا ہے کس انا کو میں کی میرے لیے اور میرے گھروالوں کے لیے دعا کیجیے گا اللہ ہمیں دیا دعا خرت کی کامیابیوں عطا فرمائے آئین کر یں گی تان اللہ حافظ۔

انوش فاطمہ

السلام علیکم آج کل کے تمام رازش اور کارن کو میرا پیار اسلام قبول ہو گیا حال سے امید ہے کہ سب ٹھیک ہوں گے چھپے بے بدلت اپنا خاندان کرمانی ہیں پر نام انوش فاطمہ ہے میں نے 1997 کو اپنے دنیا کے سفر میں مطلع ہو کر کے ایک چھوٹے سے گاؤں خوشنوا میں آگھو کی قواسے اور کمر دھاتی ہے اور پھر مٹھوں کے بھرست میں خود کو گھر سے پاپا مجھے تمام خوف میں اور کھانا سے آپ کسی کہہ سکتی ہیں۔ جہم چمک بھائی ہیں میرا چھوٹا قبا میرے گھر سے چھوٹی دوستیں ہیں ہم تینوں میں کچل مگر کچل لادنی ہیں مجھے اپنی کھلی سے بہت پیار ہے خصوصاً کچل سے بہت پیار۔ ہم سب بہن بھائیوں میں بہت پیار ہے میری چھوٹی بہن عروس بہن مگر اور دوست زیادہ ہے۔ ہماری کا ست خان بولج ہے مجھے مطالعہ کا بہت پسند ہے آج کل بہر انجورٹ ڈائجٹ ہے۔ میں آج کل کی پرانی قریبی قوم جس بہنوں کا تعارف پرستی میں ہے تو میری بھی جانتا ہے کہ میری بھی آج کل کے صفات پر اپنا نام دیکھوں میں دینی کتابیں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ میرا مزاج بیباک ہے اگر کوئی پھر مار دے تو پھر بھی اسے بھول پیش کریں ہوں خوش اخلاق

ہوں سب کے ساتھ بہت جلدی کرتی ہوں بھائی ہوں اور دل کرتا ہے کہ مانتا ہوں اور دھو کے ہار لوگوں کے قبا الٹ دوں۔ جیڑی میں اگھو اور لاک پندے سے رنگوں میں پک پک بھائی اور دھرت سے فوٹ کر ہیں۔ گلاب کا بھول پندے ہے کھانے میں بریلی اور چائیت پندے ہے اور دھرت میں فرار اور باج پندے ہے میرے ٹیوٹر مگر عارف اسلم اینڈ راحت علی خان ہیں دوستوں میں میری دوست ہیں لاکھ لاکھ اور ہمارا غلی خان میرے ٹیوٹر شاہر علاء اقبال ہیں۔ پسندیدہ شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھے تمام صحابہ سے بہت پیار ہے مگر چاروں خلفاء اور حضرت عائشہ سے بہت پیار ہے میری پسندیدہ کتاب قرآن مجید ہے اور رازش میں سب رازش پسند ہیں ایک کام میں تو نااضانی ہوتی ہے اور خاصاں صرف ایک ہے اور میں ہوں کی مگر خاصاں میرے کہن کے کام سے الگ ہوں آپ سب بہنوں سے بے رکشت ہے کہ میری کی اور بھائی کے لیے دعا کرتا کہ اللہ پاک ان کو اپنے پیارے گھر کی حاضری نصیب فرمائے۔ دو سال ہو گئے ہیں جج کے لیے تیار کرتے ہیں کوئی نہ کوئی یا پھر ہوجاتی ہے اور وہیں جاکے پاپڑ سہیں دل سے دعا کرتا کیونکہ صدق دل سے ناگی کی حاضر و نقول ہوتی ہے آپ چھپتا چھپتا ہے ہوں کے کاتی پورنگ لڑکی ان سے اب چھپتا چھپتا ہے میری سب بہنوں کے لیے ایک خوب صورت سچ ہے جس کی زندگی کا اچھ بچ ہے اور دھرتے ایک مکمل کتاب ہیں جی اچھ بچ کی خاطر پوری کتاب کو درست کر اس اختلاف کو پڑھ کر کھانا گائے ضرور پڑھنا اور اگر دوستی کے لیے ہاتھ بڑھانا چاہو میری قیادت سے پڑھنا ہاتھ پاک کہ ہم سب کاسے کچل میں پیچھے رہے تو کچل دے آئین اللہ پا پاپ۔



مدیحہ نورین مہکت... گجرات
۞ السلام علیکم سب کو یہاں بہت مبارک ہو۔ مجرمی
طور پر بات کی جائے تو خوشی دہی ایک ساتھ ہی رات ہی
دھوپ بھانوں کی طرح آئی جاتی ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ
نفس اس سال کوئی دکھ یا غم نہیں ملا اس طرح یہ سال میرے
لیے خوشیوں کا سال ہی رہا ہے۔
۞ اس سال کی سب سے بڑی کامیابی میرے لیے ہے
کہ میں نے لاسٹ انٹرمیڈیٹ کا خاکہ خود کو لکھنا شروع کرنا
سے بلا وجہ نظر تھیت سے خود کو یاد رکھنا ہے اور اس بات پر
کاٹی حد تک کامیاب رہی ہوں۔
۞ جب ہم اسکول جاتے تھے ہمیں زیادہ تر چنچری
تیسری پڑھی میں آ کر سیکھنے کو تھیں مگر آج کل یہ سب
پلے کر پلے کر نہیں پڑا ہوتا ہے اور میں نے پلے کر پلے
کو اسلام آباد پاکستان کے حوالے سے اس قدر اچھی افکار مشین
دی ہے۔ انگلش اور دو کے سوالات یاد کرانے میں مجھے فر
محسوس ہوتا ہے کہ جہاں سیکھنے کو تھیں مادہ میں درسوں کو
سمجھ سکتی ہوں۔ جب تک کیوٹ لکھتے ہیں مجھے یہی تجربہ آ
ریٹاب اسکول کے آگے آ کر میں آپ بہت یاد دہانی میں ہوں
بڑی خوشی ہوتی ہے کہ تپتے ہیں میں اس سیکس کے سے۔
۞ نئے سال کی آمد پر جہاں نئے سال کی خوشی ہوتی
ہے وہاں ایک سال کم ہونے پر دکھ بھی ہوتا ہے میری
ساتھ لکھی گئی خبر جلدی کو ہوتی ہے اور اس کی بجائے میری خوشی
بھی ہوتی ہے۔
۞ اس سال سے جو امیدیں ہیں اور تو قیامت جس دن کہاں
تک پوری ہوئیں ہاں یہ میری تمام تر امیدیں ہیں اللہ تعالیٰ
کے فضل و کرم سے پوری ہوتی ہیں اور جہاں تک ناکامی کی
بات ہے تو ناکامی کامیابی کی پہلی شریک ہے نہ ناکامی کو ہوتو
کامیابی کی اور دیکھی پہلے ہوتی ہے۔
۞ میری ذات کی یہ شہت تھرتی ہے کہ جو عزت دے
اسے بھی عزت دے اور دوڑ جیگا دکھائے اسے بھی عزت دو۔
پیلے میں ہے مگر یہی کلاں کا موڈ میرے ساتھ ٹیکہ نہیں تو

میں کیوں اس کے ساتھ ٹیکہ انداز میں بات کروں مگر اب
میں نے یہ سوچ دیا ہے کہ کوئی جیسا کہ اس کے ساتھ
بہن بھائی نہ تھے نہ عزت محبت سے کم کی جاسکتی ہے نہ عزت
سے نہیں۔
۞ آئندہ سال کے حوالے سے کوئی ٹی پی جڑی منصوبہ
بندی نہیں کرتی بلکہ یہ منصوبہ بندی کرتی ہوں کہ آہستہ
آہستہ خوشیوں سے برائی خوشیوں میں رہوں خود کو بدلنا مشکل تو
ہوتا ہے مگر ناگہان نہیں ہوتا۔
۞ آنے والے سال کے حوالے سے میرا یہ خواب
ہے کہ میں اپنی اصلاح کروں عمل طور پر اور میرا یہ سحر
کہ کہ انہماک سے اور دلی زہری میرے پاس ہوا میرے سحر
والے نہیں بھائی ابی ابو خوشحال اور پرسکون زندگی گزاریں
آئیں۔
۞ افریقہ... کہ تھی ایس' ہری پور
۞ میرے لیے ذیلی طور پر تو سال 2017 اگست
خوشیوں کا سال کامیابیوں کا سال ہاں میں میرے دوستوں کا تعلق
کے جو حالات ہیں ان کے پیش نظر مجھ کو میرے اسوں
کا سال قرار دوں گی کیونکہ جب اپنے ہی وطن کے
دھوکاؤں کو اس مہر کی ان نقصان کرتے دھتکتی ہوں تو دل
کھینچ لگتا ہے۔
۞ کامیابیوں کو جو بھی براہ ہیں آپل میں میری
تجربیں جیسا انکی کامیابی ہے جو چند ہی پہلے تک میرے
لیے بالکل ناگہان تھی۔ میں سوچتی تھیں کبھی کبھی میری
تجربیں یہی ہیں آپل کا خواب ہے محض یہ جگہ میں کی اس
کامیابی کے لیے میں قیصر آئی کی تہذیب سے شکوہ ہوں۔
۞ آپل ایک بات ہے کہ بہت ہی محسوس ہوا تھا اس
سال خوشی اپنے دور کی کامیابی (مہینہ خوشی ہوا تھا اس
کلاس کی طالبہ کی) (اب سال اولی میں ہوں)۔ ہمارے تجربہ
میں ایک موزن سال بھر دہری میں پورا لفظ رانگہ یاد نہیں
ہیں اب اباب یہ تھا کہ اسے علم پر بھی نہیں سمجھ سکتی
چاہے۔ تجربہ کدہری میں جس کے جاسٹوڈنٹ تجربہ کے سامنے
زادہ کامیابی تھا اباب ہرے ہیں وہاں وہاں چاہتے
ہیں وہ کامیابی میں ہوتے ہیں تجربہ کے ایک ٹیکہ میں ان
کی کہ سدر جتنا جتنا خاموش ہوتا ہے اس میں اسے ہی
خزانے چھپے ہوتے ہیں۔ سب طاہات کو تبت سے یہ کچھ

سن رہی تھیں تو تجربہ نے یہ جملہ کہا "ایسے ہیج کامیاب
ہوتے ہیں جیسے افریقہ" تو سب طاہات کی نظر میں
میرے چہرے پر ہرگز اور بھی اس میں کمی نہیں ہے
مکراتے ہوئے نیچے دیکھنے لگی۔ مجھے وہ لمحہ بھی نہیں بھولنا
اور اسے سوچ کر میں بیہوش نیم زدہ بھی ہو جاتی ہوں اور فرخ
محسوس کرتی ہوں۔
۞ زندگی کا ایک سال کم ہونے کا افسوس ہوتا ہے۔
۞ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام امیدیں اور
تو قیامت پوری ہوئیں جو چاہا وہی چاہا۔ چھوٹی موٹی
نا کامیابی تو بولی رہتی ہیں لیکن بڑی ناکامی کوئی نہیں ہوتی۔
۞ عمل طور پر تو نہیں لیکن جہاں تک ہونے کو ہے محسوس
سے نیچے کی کوشش کی اور کدہری ہوں۔
۞ آئندہ سال کے لیے یہ منصوبہ بندی کوئی نہیں کرتی
کیونکہ اکثر منصوبے ناکام ہوجاتے ہیں اس لیے بس دعا
کرتی رہوں کہ جو بھی کامیاب ہوجاؤ۔
۞ میرے خواب تو لکھتے سے شروع ہوتے ہیں لیکن
پرست ہوتے ہیں اس لیے ان خوابوں کو پورا کرنے کے لیے
مجھے محنت کروں گی ان شاء اللہ۔ ساتھ ساتھ اپنی تعلیمی
حالت پر بھی توجہ دیتی ہوگی کیونکہ ابی الیو کے خواب بھی تو
پورے کرنے ہیں نا ان شاء اللہ۔ اس کے علاوہ کچھ دینی
مقاصد سے حصول کے خواب بھی ہیں جن کی اللہ کرے کہ
سیت ہم سب لڑکیوں کے اچھے اچھے خوابوں سے
ہو جائیں۔ اس دعا کے ساتھ اجازت چاہتی ہوں کہ اللہ
تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کا
احساس پیدا کرے آمین اللہ اعلم۔
۞ حناہ یونس... حافظ آباد
۞ آہم ترین مشکل سوال ہے ایک سب تکلف و
یاد میں ذہن کے بند رہ چکی ہیں اترا آئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے
جیسے مجھے ہوئے پانی میں کسی نے ٹکر پیچک دیا ہو۔ آہم
اور خوشیاں تو ساتھ ساتھ چلی ہیں وقت کا جھولا کسی ایک
کیفیت کو نہیں بھٹاتا بلکہ ہر وقت تو قنادلوں کے درمیان متعلق
رہتا ہے۔ یہ بڑی انسان پر منحصر ہے کہ جو اس کو چاہے
اس کی کیفیت کو زیادہ دیر تک برقرار رکھتا ہے یا کسی خوشی
کے زیر اثر مددے کو برداشت کر جاتا ہے۔ میں بہت
حساس ہوں شاید ابی کے لیے میرے نزدیک یہ سال میرے

لیے بہت سے دکھ کے آئے۔ گو یہ نہ دیکھ رہا ہوں یہ کتنا
اور اموں کی ڈبھو نے شاید اندر سے بہت توڑ چھوڑ کر دی
ہے۔ اب پیلے کی برداشت نہیں رہی۔
۞ اس سال میں ابی اللہ اللہ کامیابی بہت ہی میں کوئی
باقاعدہ پلاننگ نہیں کی تھی لیکن اللہ بہت مہربان رہا۔ نیم
مسمیہ خیام اور سالانہ بعد چھوٹے میرے نزدیک بہت بڑی
کامیابی ہے اس کے علاوہ میری کبھی پیٹری کو پھلا انعام ملنا
اور لکھنا واک میں کوئی ایک ڈیوے حاصل کرنا۔ اننگل لکھنا
یہ سب میرے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ "مجھ
کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے"
۞ اچھے کام کا انحصار اسی سوچ پر ہوتا ہے اور میں نے
کبھی بھی اس کا اندازہ خود سے نہیں لگایا۔ ہمیشہ دوسروں پر
چھوڑا اور اگر میری کامیابی کا کام کسی کے لیے باعث راحت بنا تو
میرے اس اللہ کی مہربانی ہے۔ فرخ کی بات تب ہوگی جب میں
دوسرے کام کروں گی جو میں نے سوچے ہوئے ہیں بہت
اچھے کام تھیں۔ یہ کی ایک کوئی بلکہ بہت سے ہیں جو کو
ناکام ہوگا۔ میرے لیے ان خوشیوں میں ہیں لہذا اسکی کے کام
آتا بہت اچھا کام ہے بے شک مگر میرے خواب بہت
بڑے ہیں جو سب میں وہ کروں گی یعنی خوشی اور فرخ محسوس
کروں گی۔
۞ جس نے ہم سے لہو کا خراج بھرنا کا
آئی تو سوسے تھے متعل کو سرخو در کے
۞ نئے سال کی آمد پر خوشی دم دلوں کی کیفیت کا ظہار
ہوتی ہوں۔ مجھے مجھے ہے چڑے میں بیٹھ کر میری کامیابی
رہی ہوں لیکن میری جہاں نئے سال کی خوشی ہوتی ہے
وہاں جاتے برس کا غم بھی ہوتا ہے اور غلط سوچیں ذہن
میں ڈرے سے ڈالے ہوتی ہوں۔ آگے کیا ہوگا ایک کھینچا
دلوں کی کیفیت ذہن کے درجوں میں پیوست ہوتی ہیں۔
۞ کل کے اندیشوں سے اپنے دل کا زور دہ نہ کر
دیکھ یہ ہنسا ہو موسم یہ خوشبو کا سطر۔
۞ امیدیں تو بہت تھیں ایک امیدیں تو ہے جو
انسان کے پلڈے سے بڑی خوشی ہے مگر ضروری نہیں ہر خوشی
امید پر ہو تو امیدیں بھی ہوگا امیدیں کچھ تو قیامت رہت
کا لہذا بات ہو لیکن کر بھول کر چیزیں دیکھنا ہو لیکن نہ کی
مجھے امیدیں نہیں لیکن لیکن نہ لیکن ناخوشیوں خواہ مخواہ ضرور

بندر کے مندر میں پانی مس حیدرانی (۱۱۱۱ھ)

• ٹیک کا کرنے کا وہ تپا کھنسل البتہ چھوڑیں گوشت میں نیوشن بدھائی کسی کچھ گوشت میں پکڑے سلائی کر کے دینے خبر یاد کرنے سے کسی ٹیک کا کام یاد دیکھنا یا سہا دینے کچھ چھوٹی موٹی کیکیاں کی ہوں اور یہی بات ہے خبر کرنے کی ایک کیم کا تو میں شوق سے کرتی ہوں ایک بار آج کل کی ریلوہ ہونے پر بہت خوش ہوا۔ ہسپتال میں ایک لڑکی کا پانچ لچلار دیکھا تو اسے بتایا کہ میں کس جتنا مکان کی سسر حیدر ایچ میں ہوں لڑکی نے جی راہی سے دیکھا پھر خوش ہو کر اپنی لڑکی کو لایا اور بہت خوشی سے مجھے متاثر کر دیا ان کے نام فریال اور آدرش تھے مکمل فارادیا تھی تھک آپ نے مجھے اپنی عزت و محبت دیا وہ سو آف پڑیال۔ یہ شک میں آج کل میں بھی ہوں لیکن ہوں تو میں کسی ایک عام می لڑکی باطل پاگل اور بےوقوفی (بی بیار) کے ہیں

• ہاں سراب کیچھن میں آدھ سو سال کی بے خبر خوش ہوتے تھے کراب اٹلی کلاس میں کھانچ جائیں گے پھانچاں کس کے ہاں اپنڈ کر لئی ہیں اب یہ احساسات مفقود ہو گئے ہیں زندگی باقیوں سے کئی جادہاں ہے اور ہم کما ہوں کی دلدل میں چھپتے جا رہے ہیں افتدہیں بھگت معاف فرما دے اور ہم سے راضی ہو جائیں آہیں۔

• ۱۱ سال میرا قرآن پاک ترجمہ دو تیسرے سے مکمل ہوا 2016ء میں سوچا تھا کہ ان شاء اللہ ایک سال میں مکمل کروں گی یہ میری میرے رب کا ہم سے اور اس سال کے رمضان میں میرے ساتھ قرآن شتم ہوئے اور احکام کاف خوشی کئی پورا ہوا اور ساتھ ہی مکمل مسجد کھینے کا خواب بھی پورا ہوا تو ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ اللہ نے اسے ہم سے پوچھنے میں شامل نہ کیا میری ایشیا لئی کلاں سے بارہا رکا۔

• میری ذات میں بہت تندرستی شاہی بھی آئی ہے بقل میری ماں کے ٹوٹے ہیں نہیں سدرہ بانہ بھائی کو کم بولے ہائے نام سے لڑنا تاکہ کر دیا ہے اور ایران نہ ہو کم بولے ہائے کا قصہ کچھ ہے اس بار میں نے بکرا فزع کیامیری سوسرکل میٹا خانہ کرا سے کاسرے کرا مفرط کلائے گی کہ مجھے مجھے کہا ہے مفرط کھانے سے دماغ تیز ہوتا ہے مفرط نہ لگا لگی البتہ اس کے کان منہ کی کٹ کاٹ کر اسے بیت ناک بنا کر دیکھے میں دل کرا فو پکر ہو گئی۔ چھوٹے

بھائی نے دیکھا تو چہا چہا کیا ہے ایک کھوتے کو میں بھی اس کی کو ہوتی کان کھلی ہوئی آکھیں اور دانت اوپر سے بہتا ہوا خون دیکھ کر ڈر گئی اور جواب دیا یہ ہم بولے ہائے جو بدوں کی بات نہیں سنا اسے کھا تا ہے وہ دن اور آج کا دن جو بھی کولی تپا نہ مٹائی ہوتی ہے ایسے ہی ذرا ہوں (آ) کہ دیکھے آجس کی بات ہے یہ راز میں نے آج تک کسی کو نہیں بتایا خود میرے چھوٹے بھائی سینین کو بھی نہیں معلوم کہ یہ کیا چیز زندگی میں ایسے موڑا کتنا چھل آئی ہے میں جو کسی صرف رمضان میں ہی کچھ کرا نماز پرستی میں خود کو جیسا کہ میں رات کا کھتے تھے تو رات کچھ کرا نماز کا خیال آتا ہے یہ بھی اس گناہ گار پر میرے رب کا کرم ہے۔

• آئندہ ہاں ان شاء اللہ میرے رب کا حکم ہوا تو عروہ کی سعادت بھی حاصل کروں گی اور اپنی چھوٹی بہن کا جاکر ان کی کھانچ میں ضرور درو کروں گی۔

• آکھیں سلامت تو خواب ہو گئی یہ عا دور تو آپ نے سنا ہوگا کبھی سولی اور کبھی جاکنی آکھوں سے تو خواب تو میں بچپن سے رشتی آ رہی ہوں کبھی بہترین مقررہ پاکستان کی آن دشان میں ہوتے ہوئے کسی بھار سانی پاکستان کے ہوتے ہوئے کسی شہور لائز مفرطوں کے حق میں ہوتے ہوئے کسی بھلی ڈاکٹر دوسروں کو کھینچنے ہوتے کبھی اسکول میں انعام پاتے ہوئے کبھی آچکل اسلاف سے ملتے ہوئے کبھی کبھی سیر کرتے ہوئے کبھی کرسٹ میں انڈیا کو ہراتے ہوئے (۱۱۱۱)۔ برہنہ ہر دم ہر وقت خوابوں کی دنیا سے ناطہ جوڑے رہا جو خواب ہم دیکھتے ہیں ان کراں کے رنگ کھرے ہوئے ہیں تو زندگی راکم ہو جاتی ہے۔ خواب تو ہیں ایک ہی خواب ہے انہوں کو خوش دیکھا اور اپنے بھائی کا سہرا جانا مجھے بڑھ کر بدوئے ہوتی ہو تو معذرت اللہ نہ فاف۔

سیدہ لوبا سجاد..... کھروٹ پکتا ملا لوبا کا قصہ کچھ ہے لکھی خوشی بھی کتنی کی ہے بہت خوش ہوئی نہ بہت دگر گزرا۔ بس اس انتظار میں ہیں کہ کب بدیں گے دوسار۔

• "خوزا" (دولوں کا ستارہ) کو ہی گردش میں رہتا ہے تو کامیابیوں کے لیے اچھی اور محنت کے سال جائیں۔

• ہاں کتنی کا کام ایسا ہے جس سے دعا میں بھی کتنی ہیں لیکن بتاؤں گی کہ کتنے لگاتار دعا دینے سے کئی اللہ کی نظر میں شائع ہو جاتی ہے۔

• افسر کی نہیں ہوتی کیکہ سال گزریں نہ گزریں موت کا وقت نہیں ہے تو کچھ بھی شوقی ہیں ہوتی ہے۔

• امیریں تو خدا سے ہیں اور جب اللہ سے امیریں ہوں تو ان کا کیا نہیں ملا کرتی۔

• کوشش کرتی ہوں کہ جو غصا ہوں اور کتا ہاں اس سال ہوئی ہیں آئے دالے سال میں غلطی نہ پڑاؤں تاکہ اگر کچھ مشکل چھلنی آئی ہو تو دوبارہ دتا سکے۔

• پانچ ایک بری عادت تھی کہ میں مایوس جلدی ہو جاتی تھی اور جب میرے ساتھ کچھ برا ہوتا تھا اور اللہ کے دعا کے باوجود مشکل حل نہیں ہوتی تھی تو میں اللہ کی رشت سے مایوس ہو جاتی تھی جب سے قرآن پاک کو ترجمہ سے پڑھ کر شروع کیا ہے تب سے یقین پختہ ہو گیا ہے کہ دعا بھی ضرور قبول ہوتی ہے اور لوگوں کو ان کے کیے کا بدلہ بھی ملتا ہے مگر ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔

• آنے والے سال میں میری گورنمنٹ جاب ہو جائے اور اللہ نے مجھے بھی تو دیا ہے بس سکون بھی دے دے۔

فیاض اسحاقی مہانہ..... سلا نوالہی

• میں اس سال کو بھٹی طور پر اپنے بننے کی خوشیوں کا سال قرار دوں گی کیونکہ اس سال خداوند نے مجھے اپنی بڑی خوشی دی جس کو میں کس حد تک اسباب تک بھی کھسکا ہوں کھسکا ہوں باوجود یہ کہ ذات باری خدائی کا کس سال مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی۔

• اس سال کی سب سے بڑی کامیابی میں یہی کہوں گی کہ میرا پورا سال ہی بہت اچھا اور برا کرم کامیاب ہی رہا ہے۔

• میری سارا کچھ کو قرآن پاک کی تعمید دینی ہیں اور اب میں ساری مائے اس نیک کام میں شامل ہو چکی ہوں اس سال میں نے اپنے دو اسٹوڈنٹس کو تکمیل قرآن کریم دیا ہے اور اس بات پر میں جتنا بھی فخر کروں کم ہے کہ اللہ رب العزت نے مجھے یہ سعادت بھی اس سال دی۔

• نئے سال کی آمد پر بس اتنا ہی کہوں گی

• نہ جانے سال بھر کیا ہوا ہے دیا مہم یا رشتوں ہوا ہے ہمیں تو صرف اتنا معلوم ہے اک سال ہادی عمر ہے کم ہوا ہے

• جو امیدیں اور توقعات میں کس حد تک پوری ہوئیں جو رنج ہیں ان شاء اللہ اگلے سال پوری ہو جائیں گی۔

• آئندہ سال کے حوالے سے میری ملاک کچھ ایسی ہے کہ ان شاء اللہ میں نے اپنا ماضی انکھن مکمل کرنا ہے اور جو قصور سے میں کام لیا کرتا رہا ہے۔

• آئے دالے سال کے حوالے سے میرا پورا خواب ماضی انکھن سے جو کہ ان شاء اللہ ہر حال میں پورا کرنا ہے۔ آخر میں میری طرف سے تمام امت سلسلہ کو میروں ڈیڑھ مارک با۔ اللہ رب العزت تمام امت سلسلہ کے یہ سال خوشیوں کا کامیاب کا سال بنا دے۔

• دینی رشتوں سے کرا خواب اور چاہتوں کے سلسلے سہاں لو کہ سنگ ہیں تیری گلاب دھاتوں کے سلسے بھی ہے دن بھر سوچنا بھی ہے رات بھر جاگنا تیری یاد ہے میں ہوں اور جدوری کی خاموشی کے سلسلے

پوری وش..... ہستی ملوک

2017ء ڈائل طور پر دل کو کون کے آئندہ لالہ کیا سب سے پہلا کھچا کس وقت کا جب کربوں کی شام میں اپنی عزیز ترین کتنی ہے ہونے والی لنگھنے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی تھی اس عزیز ترین کتنی کے دوہے سے اتحاد اور اشتہار بد روزہ رہا ہوا اور ان کربوں کو کھینچنے کے سبب سے میرے یہ تمام جانتے ہیں مگر ملکہ ہی مکمل کئے کیکہ کچھانے بھی تھے جن کو کم دکھانے دے سکتے تھے جب کچھ اور دوستوں کے اسل چہرے سامنے تھے جس کی تاب نہ لاتے ہوئے جادری آکھوں دے آنسوؤں کا سیلاب بہہ لگا اور ہمیشہ کے لیے ہمارے چہرے سے مسکان کو خیر کر گیا۔

• کچھ نہیں آ رہا کہ ہم اپنے احساسات کیے قلم بند کریں اس سال جو بڑی کامیابی حاصل کی وہ ہمارے کالم تھے جو بیڑ کی زینت ہے کہ اپنے کالم بیڑ میں دیگر بہت خوش ہوئی اور ہمارا مقصد بھی پورا ہو گیا جو بد بختیاں میں

مسلمانوں پر ظلم کی داستان ہے عوام تک کالم کے ذریعے پہنچایا اور اس سال کو نہیں مگر کچھ عرصہ پہلے روزنامہ لوائے وقت میں چوں کی اسٹور پر لکھے پر جو نہیں میٹ راتر کا نعام تھا وہاں ہادی بہت بڑی کامیابی تھی اور اب ہم شاعری بھی کر گئے ہیں ان شاء اللہ اس میں بھی ضرور کامیاب ہوں گے۔

میری بات میں آپ ایک ایسی ہستی کو دست بنایا جو ہمارا مالک اور اوصیٰ وہاں کو پیدا کرنے والا ہے اس ذات تک پہنچنے کے لیے ہم نے مستقل سفر کیا جو ہمیں ہر وقت اپنی طرف بلا رہا ہے اور ہمارے لیے ہمیشگی نایاب اور گہوارہ ہندی کو ستر ابراہیمی رحمت کی نظر سے دیکھا اور اپنے رستے کے لیے ختیجہ کی اور دھرتی تلخ کے ساتھ جو ہمارے سینوں میں گزروے انہوں نے ہمیں ہمارے رب کے اور قریب کر دیا اور ہمیں اپنے جس کا سفر ہے وہ یہ کہ ہمارے سگے میں ایک آئی آئیں جن کے سینے میں ہے ان کی خود بین اور نماز کا کچھ چٹائیں خاکیں دین کے رستے پر لانے کے لیے بہت محنت کی اور ان کے سینوں میں جو سارادان و دارہ کیوں میں پھرتے تھے ان کو اپنے ساتھ اسکول لے گئی۔ وہ میرے اب اسکول میں ہمارے پاس پڑھ رہے ہیں اور شام کو ان کو بلا کر قرآن پاک پڑھاتی ہیں اور نماز کھاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہمارے ساتھ ہیں جنہوں نے ہمیں اس لیے نیک کام کے لیے منتخب کیا اور ہم جتنا خدا کا سر ہم نے اپنے اللہ کرٹو ہمارے ساتھ نہیں تو کچھ بھی نہیں دینا کے دوستوں کی ضرورت نہیں۔

ہم گناہ میں ڈوبی بندی ہیں اباب اس ٹو اپنی رحمت سے بخش دے کچھ سو ہو ہی امید نہیں جو پڑی ہونے کی خاطر رہیں کر ضروری تو ہیں ناں کہ ہم جو چاہیں سوہیں دیسیا ہو پر اس سال میں ہمیں کامیابیوں سے زیادہ ناکامیوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا ہماری زندگی میں کچھ ایسے لوگ تھے جن سے بظاہر بہت گہرا رشتہ تھا مگر ایک وقت ایسا سامنے آیا کہ ہم حیرت اور دکھ سے سہکتے ہوئے کھڑے ہوئے وہ لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے یہ فیصلہ نہیں دیا تھا کہ ہمیں اپنا آپ اور اپنی خاطر سے دین پر ہمارے سب سے کیا کیا آپ ایک لامحالہ انتظار و دین آکھیں اور بخیر دل اور جب یہ سب خود پر چتا تو اپنی ذات کے لیے بایہ ہوئے کہ وہ اندر تک پہنچی کر گیا۔ کا کی اور اپنی ذات کے چھٹی ہونے کا درد رگ میں سرائیت کر گیا ہمیں خود اپنے حوصلے کا کلم نہ تھا اپنا تو پھر مت چننا چننا چننا کی وہ دوست جنہوں نے ان مشکل حالات میں ہمارا رشتہ دیا اور اس کران کا یہ جملہ (اللہ نے نہیں نہ کہیں آپ کے لیے کچھ نہیں) کے درمیان رہ گئے ہیں اور اللہ نے آپ کی قسمت میں کچھ ایسا لکھا جو ان کے لیے زیادہ بہتر ہو کر اور ہاں ابھی لڑکی اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم ہر جہ پار کو کر کے خوشیاں لوٹا دیتے۔ یہ سب آپ کے لیے بہت بڑی برائی تھی کہ آپ کی کالی پوسج پر انہوں کے رویوں نے اسے درد دے دیں کہ اب رکھوں سے بھی الفت ہو گئی ہے اور انھوں کو شاید رکھوں سے۔

چہ اس آنے والے سال میں اپنے گاؤں کے لوگوں کے لیے کچھ کرے گا اور وہ ہم نے پہنچیں جس گاؤں میں رہتے ہیں وہاں کوئی بھی ایسی ادارہ نہیں ہے سوائے ایک گورنمنٹ اسکول میں وہ بھی صرف پانچویں تک ہے اور نہ ہی بچوں کے لیے کوئی اور سکول ہے وہاں جا کر ایک ایسی ادارہ بنانا ہے اور ہر شیک سلائی بنیٹھولنا بے سوچے ہوئے ہمارے لیے دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ کامیاب کرے انہیں۔

چہ اس آنے والے سال کے حوالے سے بہت سے خوب ہیں سب سے بڑا خواہ والدین کے ساتھ عمر گھر کرنے کا ہے اور اپنے پیارے ملک پاکستان اور اس میں رہنے والے چارے لوگوں کے لیے کچھ کر سکوں اور وہاں کے اس سال میں جو انکس ہونے والے ہیں اس میں ہمارا رب ہمیں ایسا رشتہ عطا کرے جو غربت کو کام کی فریاد سے اور اس ملک میں ہونے والے جہان سے بچائے اور اس ملک کو ترکی کی طرف کاموں کرے اور دشت گردی اور کرپشن سے بچائے انہیں۔

سبحیرا سوائی..... بھیر کٹڈ چہ اللہ علیہم ذی وقار میں میری طرف سے آپ سب قارئین کو سال مبارک ہو۔ کیا انھوں بھی نہیں آ رہا یقیناً ہیں آپ تاکہ یہ سال کی اختتام پزیر ہو گیا 2017ء کے حوالے سے میں ڈیڑھ سال پہلے سے پچھلے سے بھی نہیں بڑھ سکتی تھی اب سالوں تک میں اس سال نے مجھے بہت آسٹین دی ہیں میرے خواب چٹا پتھر ہو گئے۔ سب خواب ریزہ ریزہ ہو گئے لوگوں کے بدلے روئے دے قاسے سے وفا کی کاسٹر یہ سب دکھ میں نے بہت مشکل سے چہ ہیں بہت ادا کیا اس سال میں۔

چہ زبرد اس کامیابی جس پر کوئی چھوٹی کامیابی حاصل نہیں ہوئی بڑی خاک ہوئی بہت شکوے ہیں 2017ء سے بڑی زندگی زبردی ہے۔

چہ دیکھ تو چھوڑے مومنے نیک کام انسانیت کے تارے زریں رہتی ہوں (مکین دوسرا کوئی کچھ نہیں تو) ایک نیک کام کا میں بڑی اور فخر دہش کر رہی ہوں وہ ہے اعتبار و اعتبار کا رشتہ میں نے اس سال بڑے غلوں سے ہر چاہنے والے کو سونا تھا پر کوئی قدر نہ کر سکا۔ مجھے ایسا بات پر بہت فخر محسوس ہوتا ہے جب ہم غیر دین کی سبھو میں

اپنے کے دو جو کلاش کرتی ہوں اس کے علاوہ جب میں نماز پڑھتا ہوں پانچ وقت کی پڑھتی ہوں تو فخر سے سر بلند ہو جاتا ہے۔

چہ ڈیڑھ قارئین ایچھے انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ زندگی کتنی کم ہے اس سال ہمارے جو گئے کی طرح کر زکرمتم ہو گیا کیا کیا ہم نے خدا کو راضی نہ کر سکے نہ اس کے بندوں کو۔ پہلے میں ہر سال دوستوں کو کارڈ بھیج کر دے کرتی بھیج کرتی پر اس میں تین کی کمی اور اس سے ذرا کمی فخر نہیں ہے سنے سال کی دعا کریں کہ 2018ء خوشیوں کی فوری سے آئے انہیں۔

چہ ایک بات کی امید سید زیادہ کی ہے یہ کہ زندگی نے کالیات دی ابھی تھوڑی بہت امید کی کرن روش ہے شاید کے پوری ہو جائے ان شاء اللہ آپ سے ضرور تیز کر دیں گی (دعا کرتی ہے) اسے ہی کا کا کی نہیں۔

چہ اپنی فطرت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا پھر بھی کو فطرت کر کے اپنی فطرت میں ان ذات میں انگریز بھی چھوڑ دیا ہے اور بری عادت مذاق میں بھی جھوٹ بولتی گی جس پر سب یقین کرے تھے اور جب سچ بولیں تو بھی مذاق ہی سمجھتے اب اس عادت کو ترک کر دیا ہے۔

چہ اب کوئی منصوبہ نہیں کر رہی دی نہیں جاتا۔

چہ اب جو رشتہ خواہ اس کی سکاڑ کر دینا سب سے بڑی دل کر کے بہت کی گئی ہو جہاں ہمارا گاہ گرو ہو جہاں رشتوں میں ملاوٹ نہ ہو گاہ کی خوبو کی طرح خالص فخر ہو اور نہ ہتے ہوں ان کے ہائے۔

وہاب کنول انصاری..... حیدر آباد چہ میری طور پر میرے لیے کامیابیوں کا سال رہا اس سال میں میں اور جی معاملات میں مستقل خدا کامیابی سے بھگتا رہی۔

چہ اس سال میری کتاب "سچ میری روح کا حوالہ ہے" کی تکمیل ہوئی جو میرے نزدیک میری سب سے بڑی کامیابی ہے۔

چہ اس سوال کے جواب نے مجھے سوچ میں ڈال دیا اپنے اچھے اور نیک کام کا جواب نہیں ملا بھل غالب صرف انتہائی کتنا چاہوں گی۔

صاف ہوں اپنے قول پر غالب خدا گواہ

چہ انہوں کے رویوں اور چہروں سے بچنے قابل ہے بہت ہی دلچسپ ہیں ان کی سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ہمارے رب کے اور قریب ہونا ہے اور ہم فریڈ زکو پھونڈ دیا سوائے چند کلمی دوستوں کے اور جہاں اپنی اٹا میں بیٹا کھنڈ لیا دیں زندگی میں ضمیر داؤ بھی آ گیا ہے۔ دیکھ والی خرابی میں بہت کم ہو گئی ہیں میں بڑی زیادہ چپ دیکھ کر بہت سے لوگ حیران ہو جاتے ہیں اور اپنی جس میں عادت جڑ کر ایک دھبہ پر اٹھار کرنا ہے کہ سے کچھ بھی اور شہر نہیں کرتے جو حرمی ہو جائے جیسا ہے اس اپنے آپ میں ہمارا زوار دار ہمارا رب اور اس کے بعد آئینہ ہے جسے ہمارا دکھ سب کچھ کہہ دیتے ہیں۔

چہ سنے سال کی آمد پر ہمارے احساسات دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور اب دعا گو ہے کہ یہ شاید اس سال ہمارے شہر کو زاری لیا جائے اور امت سلسلہ پر جو ہم دسم ہو رہے ہیں وہ دم ہو جائیں اور سنے سال کی خوشی اس بات پر بھی ہوتی ہے کہ زندگی کا ایک اور نیا سال شروع ہو گیا ہے شاید کہ خوشیاں اس سال پر پھیلانے داس میں آ جائیں اور اگر دین کی بات پر ہوئی ہے کہ زندگی کا ایک اور سال بیت گیا اور ہم اس دنیا کی چٹا چند میں بھی گم ہو گئے ہیں سوچنے کے اس سال میں ہم نے کتنے نیک عمل کیے اپنے رب کو کی تاپا کی گئیں۔

کہا ہوں جگ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
 چہ بردن کی طرح ہر سنے سال پر بھی خود کا افسانہ
 جائزہ ضرور لگے ہوں کہ اس سال مجھ سے کیا غلطیاں
 ہوئیں کہ کاموں میں میں نے جذبات سے کام کیا کہوں
 کی چیزیں اور دوسری دہائیوں اور ہرگز روتے اور سال میں مجھ
 میں کاشت و نشی تھیں گی۔ آج۔
 میں پہلے ہی عرض کر چکی ہوں کہ یہ سال میرے
 لیے کامیابیوں سے مزین رہا۔ سو اس سال خود سے پانچویں
 کی تمام امیدیں تو توقعات اللہ کے فضل سے پوری ہوئیں۔
 چہ اس سال خود میں ایک تہی ہوئی بیکی کہ دوسروں کی
 غیر ضروری باتوں کو سر پر سوار کرنا اور اس پر محض سوچنے
 رہنا چھوڑ دیا جو ہو گیا سو ہو گیا سوچنے کی پریشان
 ہونے سے کیا حاصل؟ اسے آپ ثابت تہی پری اور ایک
 نئی کی بات سے چھٹکارا کرانے کہتے ہیں۔
 چہ آئے اے نئے سال میں محنت سے قلبی حوالے
 سے خود کو نوانے کا ارادہ ہے۔
 چہ آئے اے سال میں اپنی ذات کے خوالے سے تو
 کوئی خواب نہیں تاہم اپنے ملک کے خوالے سے یہ خواب
 ہے کہ 2018ء کے اگلے سن میں کوئی ایسی جماعت کامیاب
 ہو جو ہر کم کرئیں سے پاک ملک کو دم کی خدمت کے
 اس کی کلاخ و بیہود کے لیے کام کرے تاکہ ہمارا ملک
 پاکستان خوشحالی کی طرف کا مڑن ہو آجین
 شازبہ ہاشم عرف ممتاز ہاشمی
 کھڑیاں خاص قصور
 چہ دکھ اور کھ خوشی اور کئی سانس چلے رہے ہیں
 کوئی انسان وہی ہے یہیں کہ سیکھ سیکھیں مگر طور پر خوش
 ہوں۔ ہر انسان کو مالی معاشی معاشرتی و دینی لحاظ سے کوئی
 زندگی مسئلہ درپیش رہتا ہے میرے لیے ختم ہونے والا سال
 دکھوں کا موجب اور جب میری جنت مجھ سے ایک پر پوزل
 پر ناراض ہوئی وہ دن میری زندگی کے دکھ بھرے دن تھے
 اور سرتوں کا سب اس لیے رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رب کریم
 کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے دعاؤں کو تہی کی خدمت سے
 ہونے منتقل وہیں سے جوڑ دیا یہاں سے شروع ہوا تھا دعا
 کرنا تیر کرئیں یا ایسے جزار ہے ان شاء اللہ۔
 چہ اس سال کی سب سے بڑی کامیابی میرے اسکول

اگر تہی الاغلاں ٹیم کلاس کا شاندار رزلٹ تھا اور میں نے
 خود ان کو پر عیا تھا تھا آپ ڈی سٹ نمبرز کے لحاظ سے
 جو اسکول تھا وہ تھا۔
 چہ مجھے کتنے ہی کام ہیں جن کو کر کے دل کو اٹھانی
 ی سرت محسوس ہوتی ہے ختم نبوت کو کر کے بھی
 عجیب کی فرحت حاصل ہوتی اور مجھے ہاہ میں اپنے ماموں
 کے پاس کی ہیں ان میں نے ایک تاج یا بڑا حاکم کھانسی
 کوئی کن تہی ہاں تھا میرا اس کے پاس بیٹھی اس کے
 لیے کھانا منگوا۔ اس کے سر میں درد ہو رہا تھا میرا کالی
 در یک سر دہائی ہی اس نے مجھے بہت دعا میں رہی جب
 وہ ہوئی تو اس کو سکون کی کیفیت میں دیکھ کر دل ایسا فرماں
 ہوا کہ بتائیں کتنی دیکھی گئی طور پر میں سے حد نرم دل
 کی مالک ہوں۔
 چہ نئے سال کی آمد پر احساسات اشک میرا درغ سے
 لبریز ہوتے ہیں کہ زندگی کا ایک سال کم ہو گیا اور کسے خالی
 ہے۔ سیاہ کاریوں سے زندگی ہے۔ مگر اللہ سے دعا ہے
 کہ اس سال کو سب کے لیے سرتوں اور خوشیوں کا گہوارہ
 بنائے آجین۔
 چہ اللہ رب العزت اس امید ہی پوری ہو جسے سوائے ایک
 کے امید کی کوئی ہزار کاریش سے کہ بہت ساری کتابیں
 خریدیں کہ جس ای میں کا کی کامیاب ہوا۔
 چہ جنت تہی کی تہی ہے جہاں میں نرم دل ہوں غصہ
 بھی بہت تاہم مگر گل کا جذبہ پیدا ہو گیا صرف ایک
 حادے کی وجہ سے اور تہی جانت میری جائے پینے کی
 ہے وہ اللہ شکر ہے کہ ہوا گیا۔
 چہ آئندہ سال کے خوالے سے میں کوئی منصوبہ بندی
 نہیں کرتی کہ میں ذات الٹا پر توکل کرتے ہوں ہر کام
 کرتی ہوں مگر جا کر کسی بڑے در سے میں دورہ اختیار
 کر کے کسی کی ان شاء اللہ۔
 چہ میں خواب بننے والی لڑکی نہیں کیونکہ خواب آکھ
 کھلتے ہی ٹوٹ جایا کرتا ہے۔ حقیقت پندہ ہوں نہ زرخاویں
 سے دور رہتی ہوں دعا کرتی ہوں یا اللہ جس طرح خٹ نے
 پچھلے سال مجھ سے اپنے دین کا کام کیا آئندہ سال بھی
 ایسی ہی ایک اور کام جیات میں کسی بھی میرا خواب کھ لیا۔
 ماہم نور انصاری۔ حیدر آباد

چہ وقت گزر جانے کے لیے بھی ہوتا ہے سو گزر جاتا
 ہے بھی چھوٹا پر سکر اہٹ بھر کر تو میں دلوں کو درد سے
 کر بھی پائیدوں کے اندر جس سے مشکل ہے تو سب سے
 نئی امیدوں کے چراغ جلا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ جنت و
 جہاں میں مجھ "دے" کر ضرور جاتا ہے اب یہ ہم پر
 محض ہے کہ ہم اس "دے" سے خود کو کیا پہنچاتے ہیں
 آفاق کی بلندی پر یا سستی میں حالات کے چش نظر سے کل
 کو اپنے لیے کیا جاتے ہیں۔ ہاں وہ امیدیں میں ڈوب کر
 اذیت ناک و تاہم یا نئی سوچ و امید نے فخر حال و
 کامیاب۔ خیرات مومن کی کل افسانہ کر کے اور حقیقت
 بہت دور تک لکل جائے گی اسی لیے اب فوراً سال نو کی
 مبارک باد تو دل کریں۔ مجموعی طور پر یہ سال میرے لیے
 "سال سرت" بن گیا تھا۔
 چہ اس سال آکھ کے پہلے فارم سے خود کو نوانے کا
 موقع ملا آکھ کی حوصلہ افزائی و دیکھی رابطے سب سے بڑی
 کامیابی تھری۔
 چہ ہمارے دامن زندگی میں چند ہی تو نیکیاں ہیں وہ
 بھی مچاں کر دی جائیں تو خالی دن رات جہاں گئے۔ چھوٹی
 چھوٹی نیکیوں پر پردہ ہی رہنے دی تو اچھا ہے۔ ہاں جہاں
 تک سوال ہے تو وہ دوسرے تائیں تو بہتر ہو۔ میں خود کیا
 بتاؤں ان بارے میں ویسے غلاب دوا ہوا کہ چند ایک
 اچھے کام کر کے خرابی سے ایسے کام جس سے "بند
 کرنے کے کھ میں اچھا اور۔"
 چہ شہر مت میں بسنے والے ہم نئے سال کے آغاز پر
 کچھ اس طرح کے احساسات جذبات دہم کرتے ہیں۔
 اب کے برس کچھ ایسی تہی کرتے ہیں
 مل کے اب شہر مت کی تہی کرتے ہیں
 کچھ خواب شہر مت کی تہی کرتے ہیں
 آکھ کھلتے سے پہلے ان کی تہی کرتے ہیں
 ہاں وہ افسردہ اور اس سے ملے جلے تاثرات سے
 نا آشنا ہوں نئے سال کو خوش آدہ بھی ہوں تاکہ سال
 گزرنے پر افسردہ ہوں ہوں۔
 چہ گزرنے سال میں کچھ لوگوں سے امیدیں وابستہ
 تھیں مگر ختم کھنا ہوا۔
 مٹی کے انسان مٹی کر دیتے ہیں تو

مٹی کے لوگوں سے امیدیں نہ لگا
 اس سال امیدیں کی کوئی عمر زندگی کا بہترین سبق
 پڑھا میں اسی کے امیدوں کے ٹوٹنے پر خود کو کامیاب نہیں
 بلکہ سہا ب کہی۔
 چہ اس سال ٹری غلطیوں سے اذیت کے اسباق کی
 مثبت تہی لیاں لائے۔ مثبت تہی لیاں ہی اس سال
 خوشیوں اور کامیابیوں کو لائی انہی ذات میں ہونے والی
 تہی تہیوں کا ذکر کر رہی ہوں محسوسا بہنوں کے لیے۔
 ہمیں۔ دل و دھڑ کے خلاف ہونے والی چیزوں پر غصہ
 کرنے کے بجائے درگزر سے کام لیا۔ دوسری۔ چھوٹی
 چھوٹی باتوں کو کشش میں سر پر سوار کرنے کے بجائے پر
 امید رہنا۔ یہ سوچ کر کے وہاں جو اللہ کو ہمارے لیے
 درست لگے گا تہی تہی جو حقیقتا بڑی مثبت تہی کی آتی
 مجھ میں ہے کہ پہلے سوچ کچھ کر کے جائیں ہاں میں جلدی
 میں کیے پہلے چھٹا دے کا باعث میں جاتے ہیں اس سال
 کتابوں سے زیادہ انسانی چیزوں اور زندگی سے پیچھے کا
 موقع ملا۔
 چہ یہ جگہ ہے کہ اب تک گزرتے سال ای طرح تھے، کبھی
 سال برکتی منصوبہ بندی نہیں کی مگر اب۔۔۔۔۔
 اب نئی داستان لکھیں گے ہم نے سوچ رکھا ہے
 ختم کر دیں گے سب ہی فیض آرام سے پہلے
 چہ نئی دہائی کے غلاب اور چھوٹوں کے سطلے
 سال نو کے سنگ ہیں تہی کھاب ناقصوں کے سطلے
 کبھی دن بھر تجھے سوچتا۔ کبھی رات بھر سے جا کھانا
 تہی یاد ہے میں ہوں اور خوری کی شاموں کے سطلے
 آنے والا پورا سال کئی طرح گزرے گا خیر نہیں
 (امید اچھی ہے) (البتہ آغاز جنوری 2018ء کو جان عزیز
 مارے بیچ ان سالہ اور ضروری کے آغاز میں میری بہن کی
 شادی قرار ہے۔ یہ نئے سال کے خوالے سے بہت سے
 خواب آکھوں میں ہے جن میں کچھ خواب اچھی آکھ کی
 محسوس پر ہی پورا کرنا چاہتی ہوں اور وہ ہے مارے بیچ کو
 بڑھ دینا چھ مبارک باد دینا۔
 اب کیا لکھا کہ تم سے محبت ہی اور ہے
 تو ادا میں جوڑی کے آغاز پر مارے بیچ کی طرف سے
 ساگرہ کی مبارک باد زرب ذوالجلال محمد امین و

عزت والی دینی حیاتی نصیب کرے۔ نظر سے ہجائے اور جنہیں ہمیشہ خوش رکھے آداب رکھے آئین۔ جس میرے پاس تھا رہے لیے دعا میں ہی اور ہر کچھ دینے کی عہدیت ہی تھی۔

فاقر ہو گئی۔ پتھر کی سی کوئی دنوں ہفتہ ہو گیا۔ سالانہ کسی بھی کسی کے لیے کسی پوری خوشیاں پورے غم کے کرشمے آتا۔ ہمیشہ سے انسان کی وہی اصروری خوشیوں پر گزارہ کرتا رہتا ہے بہترین انسان وہ ہے جو ان آدمی اصروری خوشیوں کو مکمل جان لیں اور مکمل طور پر خوش رہیں۔ میرے ساتھ کسی بھی معاملے میں ہمیشہ بھی اصروری خوشیوں پر گزارہ کرتا رہتا ہے۔ ہاں مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کچھ کام کچھ خوشیوں جو ان کاموں سے وابستہ ہوتی ہیں ان کے شروع میں مجھے یقین ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوگی تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی مگر ہوتا ہی کے برعکس ہے جب وہی خوشی وہی کام مکمل ہوتا ہوتا دل میں خوشی کی جگہ ایک سرد جامہ نہایت کے علاوہ ہوتا رہتا۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آپ سے وابستہ رہتے اس خوشی میں خوش ہوتے آگے بڑھتے ہیں تو آپ کو ان کی خاطر چہرے پر مسکراہٹ سمائی پڑتی ہے اس سے بڑا کوئی غلاب نہیں۔

کوئی بڑی تو نہیں مگر چھوٹی چھوٹی کامیابیاں ساتھ چلتی رہیں۔ چھوٹی چھوٹی کامیابیاں زندگی میں بڑا اہم ردی ادا کرتی ہیں۔ چھوٹی کامیابی کا اثر بھی ضروری نہیں ہوتا۔ ہوتی ہے کہ اس سال ان شاء اللہ ہمارے ادارے کی زندگی وکری مکمل ہو کر ہمارے ہاتھوں میں ہوگی یا پھر چڑھتے سال میں ڈس دعا کرتے رہے۔

ارے ہم اس قابل نہیں کہ کوئی ایک نیک کام کر سکیں جس پر فخر محسوس ہو تو ہم چھوٹی چھوٹی نیکیوں میں ہی پلکان بن جاتے ہیں۔ ان کی کوئی غفلت کتب میں ان کی کوئی اپنا ہی سہنا انہیں نہیں۔ اللہ کرے کہ وہ دن بھی آئے جب ہم بھی شکر کے قابل ہوں۔

نئے سال کی آمد پر محسوس خوشی کا ہلکا ہلکا احساس اندر نہیں در دیک اپنا احساس دلاتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ دوسرے بھڑکنے کا غم دینی سکینوں میں ہمیں اندر دینی طور پر بھجھو کر رکھ دیتا ہے۔ ہم غم اور خوشی کے

درمیان اپنا آپ نہت ہال کی طرح گنگا سے شاید اسی لیے احساسات سر جادہ طعنے خوں بند ہوجاتے ہیں۔

زیادہ بڑی امیدیں لگائی نہیں ہیں ہم سے نہیں ہوتے ہیں بڑے کام مگر یہ ہے کہ بہت سی باتیں جو امیدوں میں پورے زندہ تھے وہ آخر میں انداز میں پوری ہوئیں۔ بہت سی امیدیں ایسی بھی تھیں جن میں منہ کی کھائی پڑی۔

میں میں حدود پر حساس ہوں حالانکہ یہ حساسیت شرمندہ کرانے میں کوئی شکر نہیں چھوڑتی آپ یہ ہے کہ میں اسے جذبات ظاہری میں ہونے دیتی مگر خوشیاں میرے غم بھی اسے اپنے ہیں ان کی بے وقوفی برداشت نہیں ہوتی۔ یعنی..... اب جا کر کہیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کی خوشیاں آپ کے دکھ جتنا مرضی آپ کو کوشش کر لیں خوشیاں کر لیں اس انداز میں دردوں پر اثر انداز نہیں ہوتے جیسے آپ خود محسوس کرتے ہیں اب میری مکمل کوشش ہوتی ہے کہ اپنے جذبات پر قابو رکھوں اگر میں اپنی حساس طبیعت پر قابو پاؤں تو ایک مثبت تبدیلی ہوگی۔ یہ ایک بڑی عادت بھی ہے جسے بڑی دھمکے تک کر لینی ہوگی۔

کوئی منصوبہ بندی نہیں وہ جو ذات پاک ہے ناں وہی سب کچھ کرتی ہے۔ ہوتا وہی ہوتا ہے جو اللہ پاک چاہے پھر کسی کی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔

آنے والے سال کے حوالے سے خواب میں سے ضرورتیں ہیں۔ کچھ خواب تو پچھلے کچھ سالوں سے حاشی آتے آتے ہیں۔ خواب ثابت ہو رہے ہیں پھر بھی یہ حاشی آتے آتے ہیں۔ خواب بھی بڑے بڑے ہیں نہیں اللہ کرے اس سال یہ خواب تعبیر کی منزل کو پائیں ویسے بھی میں تو ہر پوچھنے والے کو کہتی ہوں اگر میری آتمیں خواب نہیں دیکھیں گی تو پھر ان خوابوں کے ساتھ اٹھ کر درج کی زیادتی ہوگی جو کم از کم مجھے یہ زیادتی منظور نہیں ہے۔ آپ یہ خود اپنا تانے کا کام رہے ہیں ہم سے تو نہیں ہوگا یہ سنا ہے جن خوابوں کی تعبیر پائی ہو ان کا ذکر نہیں کرتے تو پھر ہم کیوں کریں۔ ان کی تعبیر تو اس قدر عزیز ہے کہ مددیں اس لیے ان کو رہتے ہیں۔

دمشقا، آفتاب خوشی، دھیر کوٹ، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ سال میرے

لیے کامیابیوں اور خوشیوں سے بھر پور سال تھا جہاں تک تک رہی رکھوں اور غموں کی تو وہ قدر کے ساتھ ساتھ ہیں بلکہ انہی سے تو زندگی ہے غم کے بعد ایک چھوٹی سے خوشی کی بہت بڑی نعمت معلوم ہوتی ہے غم نہ ہونے تو خوشیاں انکی مفاسد ہو جاتی ہوں جن سے دل جلد بھر جاتا ہے۔

اس سال میں مجھے بہت سی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں ایک تو یہ کہ مجھے اسلامک جمعیت طائفات کی طرف سے ایک نیشنل سوسائٹی کی جیکری بنادی گیا ہے پھر جب میرا میزنگ کا ذرا لٹ آتا تو قلعے میں ملاحظین بڑا رکی رنج میں کھینے پر اور اپنے خاندان کی پہلی گولڈ میڈسٹ بننے پر جب پوری پہلی کی طرف سے مبارک باد وصول کی کامیابی کی فتح خوش سے شاد ہوئی اور یہی بہت سی کامیابیاں ہیں جن پر میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں۔

جہاں میں ہر گھڑ گناہ کرتے ہیں وہیں نیک کام بھی کافی ہیں جن میں پوری خوشی محسوس ہوتی ہے ویسے بہت عادت ہوئی کرنے کے بعد جب ہمیں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کے کدائی کے طور پر چاہا ہے اور ہمیں یہ نیک کام کرنا ہے تو اس پر بہت خوشی محسوس ہوئی اور اپنے بھروسے کی امیدوں پر اور رات کو جب انہیں خوش دینی ہوں تو یہی میرے نزدیک نیک کام ہے غم نہیں۔

نئے سال کی آمد پر ہمیشہ کی خوشی خوشی شکر کی ہوں لیکن پھر بھی دل میں نہیں ایک درد سا جاگ جاتا ہے کہ پورا ایک سال میرا ہی ایک بیت کا بغیر کچھ کچھ پھر بھی سوچ کر دل کوئی دینی ہوں کہ شادیانے والے سال میں اللہ تعالیٰ میرے دل کی حالت بدل کر مجھے صحیح طرح سے دین کے رستے پر چلائے خیر یہ بات نہیں ہے کہ صرف پریشانی ہی ہوتے ہیں اور میں خوشیاں مٹا دیتوں کہ میں کاغذ میں نوٹایز کو بھر پھر پڑھتے رہے اپنی دندنیوں کے ساتھ انہی گناہوں کرتی ہوں۔ انہی اپنی کیوٹ اینڈ سوٹ فرینڈز کے ساتھ جس میں میری جان ہے اور پھر وہ ستر میں بہت خوش کہہ سکتا ہے جب میرا سب کو گناہ کے لیے افسانہ ہیں اور نئے سال پر مبارک باد پڑتی ہیں ان کا کھلا چہرہ دیکھ کر واقعی میں لگتا ہے کہ نیا سال خوشیوں سے بھر پور ہے تب بہت ہی اچھا لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے کبھی بھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ میری ساری تو قوتات پوری ہوئیں بلکہ تو قوتات سے بڑھ کر کامیابی ہی ہے ویسے مجھے آج ہی احساس ہوا ہے کہ میرا یہ سال کافی کامیاب مگر آج سے جب کہ مجھے کامیاب لگتا ہے مجھے خواہشیں ہیں اصروری ہیں دیکھتے ہیں وہ کب تک پوری ہیں جیسے آج کل میں اپنا نام دیکھنے کی خواہش۔

اس حوالے سے کچھ خاص نہیں کہ سکتی ویسے کہنا میں جو کردار اچھا لگ جائے اس کی خوشیوں اور اچھا نہیں کو میں اپنے کچھ اندر الٹا کرتے کی کوشش کرتی ہوں اور اپنا میں سے تو مجھے کوئی آگاہ نہیں کرتا۔ فرینڈز سے کسکھ کر دین کی کتنی ہیں کہ میں کوئی بڑی عادت ہے یہ نہیں ہیں کسی ہوس کی رہتا۔ کوئی چھنگ نہیں آتی چاہے تو سرم کر کے اور نظر پر جھکا کر ان کی ایڈوائز کو لکھتی ہوں۔

ویسے مجھے پھر طالعک ایڈوائس کرنے کی عادت نہیں جس سے زندگی کے ہائے خوشی سے ملتی جاتی ہوں پھر بھی انکوشن لٹلڈ میں ہونے کی وجہ سے اسٹوڈنٹ گلو کر لیا خود کرنے کے لیے تو تھوڑی بہت طالعک کرنا پڑتی ہے جس پر ایک اپن شیک میں ہی ہوتی ہوں۔

خواب تو میں بہت دیکھتی ہوں یا نیک بات ہے کہ خوابوں میں نہیں ہیں ہوں کوئی خواب ٹوٹ جائیں تو بہت درد داتا ہے اور دردی دینا سے تو دل دور رہا کرتی ہوں ہائی داوے ایف انہی میں اپنے اچھے داکٹر اس دور رات میں جانا اور اپنے کیوٹ سے جھجکے کی جلد آمد میرے سینے میں خوشیاں میں شامی ہیں ویسے میرے لونی رو کی شادی ابھی اکتوبر میں ہی ہوئی ہے اور اسے خوب صورت سال میں اسے خوب صورت وائف اور میں لونی کیوٹ اور اس کی بھائی ملی ہیں جو پورے مگر آتے آتے گھومنا تاراج ہیں خراب اللہ حافظ۔

شذا بلوچ، جھنگ صدر، مختصر میں ہوں کی 2017ء کامیابیوں کی بدولت خوشیوں سے بھر پور سال رہا شکر ہے اللہ کا۔ اس سال کی سب سے بڑی انجمنٹ میری گورنمنٹ جاب ہے میں بہت زیادہ خوش ہوں اور پراسیدی۔

چونکہ نقل الیہو رسول کے لیے درود تک کا نکلنے کے خود
پر ہاؤز سے زیادہ انہیں کے چہرے پر عینان اور خوشی
کی لہریں رون خون برساتی۔

چونکہ ایک سال ضائع ہونے پر رکھ اپنی جگہ
لیکن ہر سال کے سال کو کبھی ہر طریقی سے دیکھ لیا۔

چونکہ حبیب جاب
پاکستان کے نہ عمر بھر جس کو
چشم آج بھی ابھی کی ہے

جی ہاں ہر سال اپنی تو قیادت کے ساتھ شروع ہوتا
ہے، مگر وہ امیدیں پوری ہوجاتی ہیں تو بھی یہ سوچتے
ہیں جو ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور جو اللہ کی
طرف سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ جیت ہوتا ہے کوئی شک
نہیں۔ اور اگر میرے تین بھائیوں کے رزلٹ جاب
سب بہتر ہوا اور ان کی کامیابیوں کی کس اللہ کی
طرف سے آرزو آئی کچھ میرے بھائی کا جاب پر
جاتے ہوئے صبح صبح کی وجہ سے ایک ٹیٹ ہو گیا۔ بہت
دردناک صورت حال میں ہمارے لیے دو لکھ روپے کھنچے
اللہ کا بہتر ہیں۔

چونکہ جو کہ ہوا نہیں زمانے کی
مجھے مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا
ہری عادت تو کوئی نہیں جسے ترک کرنا پڑا ہوا اللہ
ایک تبدیلی بہت بڑی آئی ہے حد سے زیادہ بڑی ہو گئی
ہوں پہلے صرف اسٹڈی میں اب جاب کے ساتھ اسٹڈی
کو کچھ بڑھ گئے۔

چونکہ صرف آئندہ سال کی پانچ پر کیا کٹھا ہمارے روز
مرہ زندگی میں پانچ سی پانی ہے ہر روز ہر منٹ ایک ایک
امید کے ساتھ طرز ہوتا ہے۔
چونکہ کچھ مشکل چلارن پر اسٹڈی کر رہی ہوں اور
ایک ذہنی معذور افراد کے حوالے سے میرے خواب ہیں
جیسے یہ لاسٹ سب سے سب سے ہوا اور میں ان بچوں کو نارٹل
بچوں کی طرح کام کرتے ہوئے دیکھوں۔

شازبہ اختر شازی۔ نور پور
چونکہ مجموعی طور پر اس سال خوشیوں اور کامیابیوں کا
سال قرار دیں گے، مگر ابھی نہیں کیونکہ اس سال میں
خوشیاں بھی ہیں اور کچھ بھی۔ خوشیاں یہ کہ اس سال کے

شروع میں میرے پیارے بھائی حافظ محمد ساجد کی شادی
ہوئی تھی اور لاٹ میں اللہ نے ان کو ایک بھاری بیٹی
(ہانی) سے نوازا ہے جو ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے اور
ہم یہ کہ اس سال کچھ بچوں کو بھی کھو یا اس سال ہماری خالہ
ہم سے جدا ہو گئی اور ایک بھتیجے بعد ہمارے سال چھوڑ کر
چلے گئے اللہ ان کے درجہ بلند کرے اور ان کی مسکرت
فرمائے آئیں۔

چونکہ سچا پڑے کا شاید کوئی نہیں ہاں غم زیادہ
لے ہیں۔

اپنے منہ میں مٹھوئے والی بات ہے ہاں یہ اللہ کا
شکر ہے اپنی وجہ سے کسی کو تکلیف نہیں دی سب کے ساتھ
بہنی خوش رہی ہوں اور ایک اچھا کام ہے جو اس سال تو
نہیں لیکن (2015) میں میں نے عروہ کی سعادت حاصل
کی ہے۔ میں اس قابل تو نہیں تھی لیکن میرے اللہ کا مجھ پر
کرم ہے کہ اس نے مجھے چھوٹی ہی عمر میں اپنے گھر کی
زیارت کرادی۔

چونکہ نئے سال کی آمد پر خوشی کا احساس بھی ہوتا ہے کہ
شاہین نے دلا نیا سال ہمارے لیے کچھ نئے لائے اور
ہمارے دکھ خوشی میں بدل جائیں اور افسردگی اس بات کی
ہوئی ہے ہماری زندگی کا ایک سال کم ہو گیا اور ہم نے کوئی
نگلی بھی نہیں کی۔

چونکہ اس سال سے امیدیں تو بہت تھیں لیکن پوری ایک
بھی نہیں ہوئی اور زیادہ ناکامیوں کا بھی سدھ بھینچا ہوا ہے
پر دوسرے یہ کہ وہ ہماری ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل
دے گا۔

چونکہ مثبت تبدیلی ہے یا بری عادت کے پہلے سے
زیادہ خاص ہو گئے ہیں اور بات بات پر کڑھنا شروع
کر دیا ہے۔
چونکہ یہ منہ بند کوئی نہیں کیونکہ ہوتا تو وہی ہے جو
اللہ کو منظور ہوتا ہے کسی دعا ہے کہ نئے سال میں
ہمارے گھر میں ہمیشہ ہمارے ملک میں جو خوشی اور
پریشانی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

چونکہ خواب تو کوئی نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھیں گے
کیونکہ پہلے جو خواب دیکھے ہیں ان کی چہ چاہا اب بھی
تکلیف دیتی ہیں اس لیے ہم نے خواب دیکھنا بھی چھوڑ دیا

چونکہ کیونکہ خواب جب تو بہت تکلیف ہوتی ہے اور
میری دعا ہے کہ نئے سال میں سب کے لیے آسانیاں
لے کر آئے آئیں۔

افکارِ حجت..... منہجن آباد

چونکہ اس سال کچھ دکھ کی دلدرد ہے پھر خوشیاں بھی
اس سال میرے پیارے چچا نہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ
سب سے بڑا دکھ ہے اور میری بڑی خالہ بھی اور چھوٹے
چھوٹے کھانچے تو روزمرہ میں آتے شامل خیر سے اور
خوشیاں شاید وہ مجھ سے رکھ جائیں ہیں چھوٹی چھوٹی خوشیاں
بہت عزیز ہوتی ہیں، مجموعی طور پر خوشیوں میں خوشی کا مشرک
سال تھا اور سب سے بڑا دکھ ہے جو وہ تاجا نہیں سکی کمر دعا کی
ایک ہے۔

چونکہ اس سال کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔
مجھے ہر کام کرنے پر محسوس ہوتا ہے میں لوگوں کی
پر ادب نہیں کرتی میں کسی کو بہت کم فائدہ کوئی ہوا البتہ ماشاء
اللہ ہے ہر کام میں لوگ ہمیں فالو کرتے ہیں میں اس بات
پر بہت خوش ہوں کہ میں لوگ ہوں۔

چونکہ ایک سال کم ہوئی ہے افسردگی میں ہوتی البتہ
جن لوگوں میں میں سعادت نہیں کر پائی اللہ سے معافی نہیں
یاک پائی ان لوگوں کا مجھے بہت افسوس رہتا ہے نئے سال
کی آمد پر سب کو خوشی ہوتی ہے مگر بہت کم ایک تو ہمیشہ بچل
میں گھبراہٹیں جاتی ہیں ہم لکھ لکھ کر کہہ جاتے ہیں دوسرا کوئی
جاتا ہے (تھوڑا پرس) البتہ سب کی دعاؤں کی
اشعر ضرورت ہے۔

چونکہ ناکامی..... ناکامی..... ناکامی..... کوئی تو قیادت
بھی پوری نہیں ہوئی کوئی ایک بھی ہوجاتی تو..... مگر کوئی
بات نہیں ہے اللہ ضرور پوری کرے گا۔ ہر کام ایک وقت
مقرر ہوتا ہے میں اپنی باری کا انتظار کرنا چاہتے۔ بجائے
گوں گھٹوڑے کے کسی اسی طرح دلا سوئے سے کام چلائی
ہوں آرزو میں بھی فیضان اللہ کی ہندو بندوں کی گیتا ہے
میری آواز میں بہت بڑی ہے دعا بھیجے گا۔ اللہ پاک مجھے
جلاست قدم رکھے آئیں۔

چونکہ بری عادت غصہ جلد آتا ہے اور سے تماشائی بھی
عادت جائیں رہی غصہ غصہ یہ عادتیں تو شاید مجھے وراثت
میں ہیں۔ 2017ء میں سب سے بڑی تبدیلی کہ اللہ اللہ

سے پانچ وقت کی بچی نمازی بن گئی ہوں۔ گریس میں
پانچ فرض نماز میں پھر اشراف چاشت اور ادا ہو گئی اور کرنی
رہی ہوں۔ اب سردیاں ہیں تو بھی کسکھ رہی فرض نمازوں
سے علاوہ کوئی نماز اور ہوجاتی ہے اور دوسری بات اللہ اللہ
قرآن پاک کی تلاوت بلا ناظر کرتی ہوں سورہ یحییٰ اور
سورہ الرکن تو ہر صومرت روزانہ صبح پڑھتی ہوں اور صحت
الہبارک کو سورہ کیف اللہ پاک سب کو تین عطا فرمائے
اور مجھے بھی اچھا مسلمان بنائے آئیں۔

چونکہ میں پہلے سے بھی غصہ بند نہیں کرتی کیونکہ
غلاپ ہوجاتی ہے سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر خود بے لگرو ہوجاتی
ہوں اپنی غصہ جھٹکوں سے گزرتا آسان نہیں ہوتا برنہ کا
کام از آزا نقصا میں گھوسا ہوتا ہے اپنی منزل تک پہنچنا
سے اگر ہم برنہ کے بڑا دکھ دیں تو برنہ بے جا وہ کی کیا
زندگی؟ کسی اسی طرح ہماری بھی کوئی زندگی نہیں ہے مگر
رب کی رحمت نا امید اور مایوس نہیں ہوں اللہ پاک مجھے
معاف فرمائے آئیں۔

چونکہ نئے سال کے حوالے سے بہت سے
خواب ہیں مگر کسی حد تک پورے ہوں گے یہ نہیں پتا۔ ہر
پل دھڑکا رہتا ہے کہ کب کس وقت کیا ہوجائے آپ
سب کی دعاؤں کی ضرورت ہے اللہ پاک میری پریشانیوں
کو ختم فرمائے میری تمام جائز خواہشیں پوری کرے۔ اللہ
پاک بھی کسی کو دے کر آتا ہے تو بھی لے کر چلیں جی
بہت بھی پورے ہوجائیں اپنے پیارے پاکستان کے لیے
بہت بھی دعا ہے میں ہمارے مقرران تمام پاکستانی
فورسز کے لیے کامیابیوں کی دعا ہے۔ نیا سال سب کے
لیے خوشیوں کا پیغام لائے کامیابیوں کی نوید لائے اچھا
مسلمان بننے کا شرف بخشے آئیں اللہ حافظ۔

جب تک ہیں سانسوں کی مالا آتی
تب تک یہ خوشیوں کے سال دنگ دیتے رہیں گے



وہ جو اکس میں تھا

یاسمین نشاۃ

ہجر کی تمازت سے وصل کے الاؤ تک
لاکیوں کے جلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
بات جیسی بے معنی بات اور کیا ہوگی
بات سے مکر نے میں دیر کتنی لگتی ہے

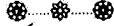


”گمے دلہ.....“ اس نے پونجوشی میں اپنے آس پاس رنگ برنگی پتلیاں دیکھیں تو بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا جاسعد میں پانجوشی نے دل خوش کر دیا تھا۔ پھر اس نے مڑ کر داخلی گیٹ کی جانب دیکھا اور پھر سامنے..... نہیں وہ غلط جگہیں یا تھا یہ جاسعد ہی تھی کوئی بیٹا بازار نہیں۔

”تو اسے یا اس مٹوہا.....“ کسی نے اس کے کندھے پر بے تکلفی سے ہاتھ رکھا تو وہ چونک کر مڑا وہ نین لڑ کے تھے۔ ”میں عبدالصیر“ سکندر اور نعمان۔“ لڑکے نے تعارف کر دیا۔ ذیابان نے معاف کے لیے ہاتھ بڑھایا تو گرم چٹکی سے تھا اس کا کیا تھا۔ ”مجھے ذیابان شاہ کہتے ہیں۔“

”دیکھ ذیابان شاہ“ وہ تینوں بیک وائر ہوئے۔ ذیابان کو لگا اس کے جاسعد میں دن بہت اچھے گزرنے والے ہیں۔ وہ تینوں بہت ہنس لڑکے تھے عبدالصیر ایک دوسرے کا بیٹا تھا ہارل پر سے یا تھا۔ سکندر کا باپ کسی سرکاری دفتر میں معمولی محرک تھا۔ بچے کو پڑھا لکھا کر داخلی دفتر بنانا چاہتا تھا۔ جبکہ نعمان کسی بزنس میں کی اگلیٹی ولوار تھا۔ وہ سب کتنا کی بڑے تھے۔ اپنے ماں باپ کے خواہوں کی تعمیر حاصل کرنے آئے تھے اور نہایت عمدہ سی سے اپنے مقصد کے حصول کے لیے لکھاں تھے۔

انہیں یہاں سیٹ ہونے میں چند دن ہی گئے تھے۔ یوں ہی پونجوشی میں دل لگانے کی بہت سی چیزیں تھیں۔ دل کیوں نہ لگتا۔



یشال نے جیسے ہی اپنی کتاب اٹھائی ایک خوب صورت سا کارڈ پوسٹل کراس کے قدموں میں آ کر۔ اس نے کارڈ اٹھا لیا اور اس پر کھسکی کر پڑھ کر حیران رہ گیا۔ بلا وارہ ہی اس نے دائیں بائیں دیکھا یہ کارڈ اس کی جگہ میں کہاں سے آیا تھا؟ اس نے کارڈ پر نظریں جمائیں اس کارڈ کے اوپر ایک عمارت کا سرخ رنگ کا دل بنا ہوا تھا اور ذرا بہت کر ایک دروازہ عمارت شیشے کا..... نیچے بڑے بڑے حلقہ جلی میں ایک شعر درج تھا۔

ایک تیرا نام کہ ہر دم ہے خلیفہ مجھ کو
اک میری بات کہ برسوں میں سنی جاتی ہے
یشال حیدر کی پیشانی عرق آلود ہوئی۔ اس نے جلدی سے کارڈ کے پڑے کیے لورا سٹ میں سن ڈال دیئے۔ یہ حرکت کسی کے لئے تھی؟ وہ سوچنے لگا کیا کالج میں..... یا پھر بیٹوں پڑھنے والی بچیوں میں سے کسی نے لیکن اتنی چھوٹی بچیاں یہ حرکت کیسے کر سکتی تھیں؟ وہ ابھی سارا سا کی طرف آ گیا۔ وہ اس وقت تخت پر بیٹھی اکی جان کے سر میں تیل لگا رہی تھی۔ اسے مناسب نہیں لگا کہ اس کے سامنے یہ بات ہو چکی اس لیے خاموشی سے بیٹھ گیا۔ لیکن اس نے اسے بیٹھتے دیکھا تو اسے کبھی فرکی۔

”لوھر آؤ تھارے بھی سر میں ہاش کر دوں“ کیسا روم کا سر ہے تھارہا۔“

”نہیں ابی جان“ اس کی نظریں کسی غیر سر پر تھیں پر مرکوز تھیں ہاش میں جان میں کچھ مسئلہ ہے۔

”کیا ہوا پیسے چاہیں؟“ مینے کا ایڈ تھا ذہن میں آیا شاید پیسوں کی ضرورت ہو اس نے گلی میں سر ہلا دیا۔

”گمے دلہ ادا.....“ وہ جو دہ پیسہ میں نہیں کہہ رہی تھی فرد ویل کے لیے ایک سوٹ ولا دیو تو تھی کھات سے منج کر دیا۔“ ردا کا کھو جو کر آیا۔ بلجوس دیں۔

”جب وسائل محدود ہوں تو بیٹا سب سے پہلے ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔“

”کیا مطلب میرا سوٹ ضروری نہیں ہے کیا؟“ وہ خفا ہوئی۔

”ضروری ہے“ انہوں نے گردن جھکا کر بیٹھ کر دیکھا جو بہت بھدرا لگی اور بے جاسعد نہیں کر لی تھی۔

”لیکن بیٹا ایک بالکل نیا سوٹ جو تم نے ابھی ایک دفعہ ہی پہنا ہے کام آ سکتا ہے۔“

”وہ سوٹ دوسروں نے دوکھ لیا ہے ناں۔“ اس کے کانوں میں اپنی کہیلیوں کی باتیں گونجنے لگیں۔ جو رز بیٹہ کر ڈسکس کیا کرتی تھی کسی نے کسی ڈیزائن کا سوٹ سنے دے دیا ہے اور وہ خاموشی سے شیشی لک کی باتیں سننے

راتی تھی۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے بیٹا؟“ ماجیکو حیرانی ہوئی۔
 ردا کیجی بھٹ بھٹ کرتی تھی لیکن آج اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔ شیال نے بہن کی طرف دیکھا۔ جگر کچھ سوچ کر سرگردا۔

”گوئی بات نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تم جو سوٹ لینا چاہتی ہو لے لو“
 فیروز بول کے۔

”ہائے بھائی!“ وہ خوشی سے چلا عامر کے بھائی کے پاس اور جوش کے مارے سانسے تپل سے تھے ہاتھ اس کے بالوں میں مگھساہٹے۔

”پاکل سارے بال خراب کر دیئے، ابھی کسی سے ملنے جانا تھا۔“ شیال نے اپنے چیخے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے ٹھکرا کر اس نے فوراً مہذرت کی۔ ”میں تو سراسر کاسٹرڈ کزن پھر میرے ساتھ چلنا اپنی مرضی کا سوٹ لے لینا۔“ وہ ہنستے ہوئے ہلاتا ردا خوش ہوئی۔

”شکر ہے بھائی۔ آپ بہت اچھے ہیں۔ ورنہ میں بلکان ہو رہی تھی کہ میں راپنا پرانا سوٹ پہنی کر کیسے جاؤں گی۔“ ماجیکو اسے ٹھکرا کر رہ گئی۔

شیال باہر نکل گیا۔ ماجیکو دیر کے لیے بیٹھ گئی آج سارا دن انہوں نے سردیوں کے کپڑے پہنے تھے اور لہاریوں میں فیصل کی کوئی رنگیں دیکھی تھیں اب تھکات محسوس ہو رہی تھی ردا تیار ہوئے چلی گئی تھی۔ اس وقت تپل ہوئی تھی۔

”اب کون آگیا؟“ ماجیکو نے لیے ہوئے سوچا۔
 ”میں دیکھتی ہوں اکی۔“ ردا نے آواز لگائی کورا لگے ہی پہاس کی چھوٹی آواز سنائی دی۔

”اگر تم۔۔۔۔۔ کتنے دنوں بعد آئی ہو زوجہ سے اسکول والوں نے فری کیا ہے آج شکل دکھائی دی ہے تمہاری۔“ وہ شگہ کر رہی تھی۔

ماجیکو جان کی تھیں کہ میرب نے آج سے لڑا تو دھڑی دیہ بعد وہ دروازے سے گھڑکیاں کھان کھان کر رہی تھی۔
 ”دیکھیں تو آئی نہیں ردا کے لیے کپڑا لای ہوں۔“ وہ ان

کمرے کی طرف چلتی تھی اور میرب نے کئی بار چور نظروں سے شیال کے کمرے کی طرف دیکھا۔

”آج ہی بھائی نے مجھے جیسا سوٹ ملائے کا وعدہ کیا تھا۔“ ردا نے کہا۔

”چلو اب بھائی کے پیسے چھین گئے۔“ میرب ہنسی پھر جب ردا اس کے لیے جانے لگے بہن میں کئی تو میرب جلدی سے پردے کی پوٹل شیال کی الماری میں رکھوائی۔

بیشک کی طرح خاموشی سے ردا یہ محبت ہی تھی جو اسے بھٹکانے پھر رہی تھی۔ دن بھر وہ اپنے دل کو بھلائی راتی دھراھر کے کاموں میں الجھاتے رکھتی لیکن رات ہوتے ہی شیال حیدر اپنی تمام ذراہت سمیت اس کے خیالوں میں مگھسا چلا آتا اور وہ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے جانے کون کون سے چپڑوں کی سیر کرتی آتا۔ اسے اپنے دل پر اختیار تھا نہ اپنی آئی گھولیں۔۔۔۔۔ وہ جب ایک پارچہ تھرے جھولے پر بیٹھی تو پھر درک بھول کر ہی آئی۔ کئی بے

الیں ہوتی ہے وہ محبت جس کا انعام آپ کو عطا ہوا ہے اس پھر بھی اسے حرز چلن بنائے پھر ان اور داسانی کے اس ناگ کے ڈس ڈس کر اسے دھڑکا ردا تھا۔ یہ تصور ہی اس کے لیے سوہان روح تھا کہ ردا نے شیال حیدر کی نہیں بلکہ

ذیان شاہ کی منگوہ بننا تھا اور یہ شیال محبت کی جس کے بارے میں سنہ قدوہ کی کویتا سننے کی تھی شیز کر سکتی تھی اندر ہی اندر سننے والی محبت بڑی خطرہ کی ہوا کرتی تھی۔

نہ بولیں تو کچھ نہ بولیں بولیں تو سب کچھ کہیں نہیں کڑاؤ گی ہیں اور اس کے ساتھ بھی بکھاریا ہی ہوا تھا۔

”مردوں پر دل رہے ہیں تیرے مجھے لاو۔“ ذیان نے اظہر دل سے سر جھکا کر بیٹھے سکندر کو چھیڑا۔۔۔۔۔ سکندر نے آخری شمس کے سرگرم تر ایشل مارے میں مسلا۔۔۔۔۔ وہ

بچیں ہوسو کرھا۔۔۔۔۔ وقتاً نے ہی نہ دیا۔
 ”پتہ ہے یا ذیان؟“ میں ایک لمبی لو اسٹوری لکھنا چاہتا ہوں جو آج کے پتیلے کی ہے مجھے کسی لوگ پہچل سادی محبت کی کہاں ہیں بھول جائیں۔“ اس کی نظریں کسی

غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں اور ذہن کی ایسے کردار کی تلاش خواش میں مشغول تھا جو سر ہو جائے لوگ اس کردار کے حوالے سے بات کریں نہیں سکتیں۔

”تو پھر اپنی کہانی ہی لکھ لو۔“ ذیان دل کھول کر ہنسا سکندر کو اس کا ذائقہ اڑا کر ابرار لگا۔

”تم مجھے صوب سے باندھتے ہو بات کر ہی انصاف ہے۔“ وہ ہنسا کر اداوا۔ اسی دن انہوں اور میرب اسی اندر داخل ہوئے تو ان کی توجہ بلآخر ہوئی۔ لیکن سکندر ذیان کی بات کو ذہن سے نکال نہیں سکا تھا۔

پندرہ دن بعد جب ذیان کمر گیا تو اس کے دل کی حالت دیدی گئی۔ ان پندرہ دنوں میں کون سا ایسا ہوا تھا جب اس نے نیکی اٹھوں کو یاد نہیں کیا ہوا اس نے جب بھی ذیان کی یاد آئی تھی وہ پھلا سول میرب کے بارے میں ہی کیا تھا اور اس کا تڑپتہ جواب آیا تھا۔

”وہ بہت بہت ملاں سنا ہے آپ کے جانے کے بعد۔۔۔۔۔“ اور ذیان شلو کے دل میں کھلے محبت کے تیل بولوں کی آبیاری ہو گئی تھی۔ بہت اچھے سوڈس اس نے کمر میں قدم رکھا اور سارا رت دعا کرتا آتا تھا کہ کجا ہے ای اس سے سامنا ہو جائے اور وہی ہیں کچھ گھڑیاں ایسی احوال کر آپ

سوڈس اور وہ ہو جائے گی کرشمہ ہے اور یہی مجھ سے دو سانسے پہنچی تھی ابھی ابھی صوب میں آئے سنبھرے وجود میں کرشمہ سنبھلے ابھی ابھی پشتر پھر کرے اور کورے بے نیاز سانسے کیوں کسی کی باسٹ تھی۔ شیز کر لان کے

دوسرے سرے پر وہی اور اس سرے پر وہ۔۔۔۔۔ وہ چنٹا پٹے کھڑا اسے دیکھا بار پھر آگے بڑھا۔۔۔۔۔ وہ یا تو اس کی آمد سے انجان تھی یا بہن رہی تھی۔ ایک بار بھی سر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا اس نے ذیان کی اسی طرح اندر چلا گیا اور لاؤنج کی سبز صیال پر پڑے ہوئے اس نے ایک بار پھر بلیٹ کر دیکھا

لیکن وہ اب بھی اپنے حصان میں گمن بیٹھی تھی۔ وہ ایک ہنسنے کی پھونکی رہا تھا اور وہ اس ایک ہنسنے میں اسے چند بار ہی دیکھا تھا اس نے مجھ سے پوچھا تو وہ نہیں۔

”اللہ۔۔۔۔۔ بھائی آپ کو پتہ نہیں اس کا ایک اور سچا

13

وہ جانتی تھی کی کیا اسے خود باغیاں بنیں اور باغداروں کے بعد
 تو پائل کی بھی نہیں جب بیٹل حیدر نے اسے کھلے الفاظ میں
 اس حرکت سے باز رہنے کی تلقین کی مگر وہ جانتا تھا عجب یا
 پیارے وہ سامنے والی ٹکنے اسے سمجھائے گی کہ اس کی طرف
 تھا وہ لوگ بات کلاس نے وہ طریقہ اپنایا تھا۔
 اس وقت بھی وہ من میں بھی بظاہر بڑھائی میں تھی
 لیکن اس کی تمام تر جوڑے سے بیٹل کے کمرے کی طرف
 تھی اس کی نظر میں جس سے چپٹی سے اس کے کمرے کا
 طوائف کر دی تھیں وہ کڑی کر گئے پر اسے کلاٹ سے
 بخولی دیکھ رہا تھا وہاں کچن میں لورہ واقف سے سی جان بھی
 پردوں میں کی ہوئی تھیں اس نے اس کے کلام تھا ایک ایک
 ٹیک سے لورہ باہر کیا اس کی کوٹ سے ایک ڈھولکی لورہ
 وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی گی۔ بیٹل نے وہ ایک میز پر رکھا
 میرب کا جو دروازہ تھا وہ اس کی پاس نہیں آیا تھا لورہ
 آج۔ اس کا دل حرکت رہا تھا وہ وہی ہی طرح۔
 ”اس میں تمہارے ساتھ اختلاف ہیں۔“ وہ اس کی سے
 گویا تبدیل نہ تھا۔
 ”مجھے اس کی ضرورت نہیں لورہ پلیز آئندہ یہ حرکت نہ
 ہو۔“ میں ردا کے حوالے سے تمہاری بہت بہت عزت کتا
 ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔“ وہ اس طرح آواز اٹھا
 طرح پلٹ گیا کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے
 دروازہ بند کر دیا تھا گویا اس پر بند کر دیا وہ وہی لڑکی
 ساکت رہی اس کی محبت اس کے منہ پر بارش کی تھی
 محبت داکس کیے جانے سے بڑا دکھائی نہیں کہ انوکھ اس
 وقت میرب شاہ کو بھی لگا تھا۔ وہ اپنی محبت اٹھائے اس کمرہ
 سے نکل آئی تھی۔ بلا تھوڑے خالی الدماغ وہ حرکت پر چلتی رہی
 اسے خود انداز تھا کہ وہ کہیں جا رہی ہے۔ لورہ کیوں؟
 وہ نے حد سے لورہ راتیں لورہ میں اس روز کے بعد
 اس نے ردا سے کوئی رابطہ نہیں رکھا۔ وہ جب اس کمرے
 نکلتی تو چپچپے کچھ نہیں چھوڑا تھا اسے داکس آج بھی نہیں
 تھا۔ وہ اس طرح بیٹل کا سامنا کرے گی؟ اس نے
 اسے ٹھکرا دیا تھا میرب شاہ کو۔ کیا کی تھی اس میں اس کی

شاید اس کے بعد اچھا رشتہ آئے گا ہی نہیں۔ ٹانڈا اسے
 ٹانڈے کی ضمان کی وہ کبیدہ خاطر مگر ابھی شادی نہیں کر
 جاتی گی کیا سنا لوگوں میں اہم لکس کر اس کا خواب تھا
 لیکن اس کے خوابوں پر اس کے ذہم غالب آگئے تھے۔ وہ
 میرب سے شادی نہ کرنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئی لورہ
 صرف بیٹل کو ایک نظر دیکھنے کے لیے وہ اسے ٹیک تک
 چھوڑنے لگی تھی۔ بیٹل ٹیک سے کچھ خاصے پرانی
 بائیک لے کر اڑا تھا۔ سر کی اچھڑے میں کچھ بھی ماریج
 نہیں تھا نہ خدو خال نہ شے نہ ردا اس کی حالت کی پریشانی
 لیے بائیک پر چابیوں کو بائیک والے نے بائیک کو پاؤں
 دود لایا جیسے کسی غریب چپچپے بڑا اور اسے اپنے پتھر
 دو جانے کا فخر نہ ہو۔
 اس نے ردا کی شادی میں بھر پور شرکت کی تھی۔ باہوں
 سے لے کر بات تک دیکھ کر جانے کی اجازت نہیں کی تھی۔
 بیٹل نے پھر ان کو کوشش کی کہ میرب کی
 موجودگی میں اگندہ نہ لورہ وہ اس کا سا بھگیا رہا تھا
 سب جانتے تھے میرب پر وہ کئی کئی سال کے لیے کسی نے بھی
 بیٹل کے گرد نہ کوشش نہیں کیا۔ اس نے وہ صوبہ کی پہلی
 اور لڑکی کی ذہنی اور نفسیاتی لگائے تھے لیکن کوشش اس کی
 بھی یہی تھی کہ بیٹل نرس کا سامنا نہ نہ مشکل ہوتا
 ہے کہ آپ جس سے محبت کریں وہ خود کو ردا کے شرمندگی
 سے زیادہ محبت لانا دے گا کہ وہ اسے شادی ہوئی ردا پہلی
 مگر ایسا کہ اس مگر شے کا بھر جلا شرم ہو گیا۔
 ایک ماہ بعد میرب سے کہیں ہوئی۔ ردا نے اسے بھی کافی
 نام تھا۔ لورہ کہیں اس کا سہارا نہیں ملے گا جس کی اس نے
 لبا کی ہے کہا تھا وہ میرب ردا پر مانتا پتھی ہے اور وہ جانتی تھی
 بڑا بڑا بیٹل حیدر کی محبت سے خرا اور ذہان شاہ سے شادی
 سے فرار۔ لیکن فضیلت جانتی تھیں یہ چکر وہ محض شادی
 کے بچنے کے لیے چلا رہی ہے اس کی چپ وہ خاموشی انہیں
 اس طوفان کا تھیں خیر رنگ دہی کی اس لیے انہوں نے
 لورہ کو اس کی خیر سے بات کی شادی کرنے کی۔ وہ تو
 پہلی ہی تیار ہو گئی تھیں۔

”میں تو بڑے بڑوں سے ارادہ کے پیغمبر ہوں۔“ اس
 کہ چپوں میں یہ کام ہر خاصا دینا بڑھائی بھی ہوئی
 رہی کی۔“ انی جان نے ارادہ کا بھرا کر۔ فضیلت کو اہلیت
 نصیب ہوا۔
 آدھی لگوری تھیں بڑا دکھ دیتی ہیں لورہ میرب کی
 ہوتی۔ بیٹل حیدر کی کوششوں کمر میرب کی کچھ میں ٹھہر
 گیا تھا وہ یہ سونڈیاں شاہ کی تھیں سے خوفناک نہیں رہا تھا
 لیکن وہ چپ تھا خیر تھا فائدہ دہی کے لیے کیا فیصلہ کرتی
 ہے۔ اس نے گھر آ کر نام کیا تھا۔ اب وہ گاہے بگاہے
 میرب کو تنگ کرتی تھیں بھوجا تھا لیکن میرب کو اس سے
 کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ ان کے لیے گئے سارے تنگ
 لہاری کے سب سے نیکلے تھیں اس کی محبت کی طرح
 بڑے تھے جہاں پر اس کی نظر کی حال تھیں ہی پڑتی تھی
 لیکن فیچر کونج میں بھی ایسا کیا ہو گیا تھا ان کے سچ کہ تو
 میرب ذہان سے بات کر لورہ ہی اب ذہان اس کے
 لیے تاکا لہو ہوا پڑتا۔
 اس دن ایسے ہی اس کا جی چاہا پندرہ لے چھپے کے پاس
 بیٹل نے کالی کلاں سے چھپے کی لورہ نہیں آئی گی۔ شاید
 اس کی بے دہی کی وجہ سے اور وہی لورہ نہیں آئی گی۔
 سر جھکا کر ان کے پوچھ میں ردا کی بہت برف صالحہ
 تھا تو ردا نے ٹھہرے بالوں میں سترہا لڑکی کا جامہ پہنے
 بھی دیکھ رہا تھا لورہ ایسے ہی بے خبری میں وہ ڈرا رنگ
 رہم میں۔
 ”تم یہاں کیسے ٹھہرے؟“ ایک جانی پہچانی آواز اسے
 بے حد سرب سے سنائی دی۔ وہ سمجھ ہی نہ پائی سر اٹھا کر
 مد مقابل کو دیکھنے لگی۔
 ”ذہان شاہ۔“ وہ چپکی کیے کہ اب اور وہ کہاں تھی؟
 جب احساس ہوا تو فوراً ہر کی طرف بھاگ۔ یہ اس سے کیا
 ہو گیا تھا۔ وہ کھلے ذہان شاہ کے سامنے چلے آئی لورہ
 ذہان شاہ کی شادی نہیں ردا رنگ دوم میں کوئی لورہ کی موجود
 تھا اس کی سرخیلیاں بھگ گئیں۔ پتہ نہیں ذہان شاہ کی
 بنگلہ کمرہ کرا کر گئے۔ وہ گھر سے کون سے سوچ کے سامنے

اسے نہ دیتی تھی جب بھیجی گئی۔

”زیر نصیب۔ آپ کہاں سے آگئیں آج؟“
اسے دیکھ کر وہ خوش ہوئی اور اس کی حالت پر پریشان کیا
ہوا۔ ”کچھ نہ ہوئی تو مجھ سے لے کر مرنے والی ہو چکا۔“
”میں کچھ نہیں۔“ اس نے خود کو سنبھالا۔
”مجھے علم نہیں تھا کہ زبان شانہ اندر بیٹھے ہوئے ہیں کسی
کے ساتھ۔“

”کوہ!۔۔۔ وہ جھوٹی۔ بھائی رات ہی آئے تھے۔
زیادہ نہیں ڈانٹا؟“ وہ سر سے میں پھٹیں۔ وہ میرا ہاتھ
پکڑے اندھا کی میرب کسی تک بلیٹ تھی۔

”چلو چلو۔۔۔ میں نے سبز چائے
تیار کر لیے۔ لے کر آتی ہوں۔“ اسے ہاتھ کر مجھ پر ہاتھ
لٹکی تو وہ بھی پیچھے کا ارادہ ہٹا کر اس کے پیچھے آئی
اور اسی دوران کے بچوں کو بھی لٹکی تھی کہ زبان پھر اس
کے سر پر آن کر اٹھا۔

”کہاں گئی رات ہی ہو رہی؟“ کسی چیز کا حیران نہیں
ہو جان کہ اس کی کسی نے بھی نہیں بتایا تھا کہ کاندر
ایک غیر مرد بیٹھا ہے۔ یہاں نے پتہ نہیں کیا کہ یہ کون سی
ہو۔“ مجھ پر وہ یاد آیا تھا اس تپا ہوا ڈھونڈ ڈھونڈ کر غریف تھی جو
سکندہ نے کی گئی اس کا کام داغ کھولنا تھا۔

”انتہی خوب صورت لڑکی کون ہے یاد۔۔۔“ وہ منہ
پھٹ تھا اس گھر کے سولوں سے آٹا شانہ اندر طرز زندگی
کا پردہ اس کے اپنے پہاں سے بیکار ہونے پر چٹائی چھوڑ
تھا۔۔۔ خیر تو انجان تھا میرب کیوں آئی گئی اندر۔۔۔ جبکہ
وہ جاتی تھی ڈانگ روم صرف اسی صورت میں کھٹا تھا
جو بیکار ہونے کا پہلا پایہ۔۔۔ پھر منڈا خانے کیوں چلی
آئی۔۔۔ وہ گرجن بریں رات تھا۔۔۔ جبکہ میرب ہر جگہ سے
بہن نہ دیتی تھی اپنی منانی میں ایک لفظ نہیں بول رہی تھی
”بیٹا جلد سے جو بے عزتی کی کسی اس کے بعد اسے کوئی
بے عزتی محسوس نہ ہوتی تھی۔“

”کیا بات ہے نہ کیوں اتنا بگڑے ہو؟“ فضیلت
باہر آئی جس میں شاہ اندر وہ بڑا صاحب دیوں گاؤں
فون کی گفتگو مسلسل سنا رہی تھی۔ ملازم نے دوبار
کرے میں چھاپا کہ لیکن وہ جن کی توں لوندی لٹی تھی
ملازم کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ اسے اتار دے۔ وہاں اس

بلیٹ گئی۔۔۔ پھر چرخہ پری رسیدر اٹھایا۔۔۔ دوسری جانب
سکندہ قہارہ ڈانڈ پچھائی تھی۔

”وہ صاحب۔ میڈم کی تو ابھی تک سو رہی ہیں۔“
سکندہ کے پیچھے پر اس نے بتایا جو اس نے اسے فوراً
جگانے کا حکم دے دیا لیکن پردہ کی اس کی جھل نہیں تھی کہ
میڈم کی کو سوتے سے جگانے کی کساتی کرے۔ اس
لیے ناشی سے جا کر اسے لڑکھن میں لٹی ہو جاتی تھی
اب کہ سکندہ صاحب خوش خریف لے آئیں گے تو لڑکیاں
ہو گا۔۔۔ ہونے کھٹے بعد ہی سکندہ کی گاڑی کا ہل جان
اسٹاپ نہا راتھا۔۔۔ چونکہ اسے گیت کھلا کر وہ لٹی سپینڈے
گاڑی اندر لایا کسی بھی طرف دیکھے گا گاڑی کا دروازہ
زور سے بند کرنا تھا چلا آیا۔ سب نے اسے کان بند کر لیے
تھے۔ لیکن سکندہ نے اب جو کی بات سنا کر اٹھا وہ اس سب
کی برداشت سے باہر تھا۔ وہ سپینڈے عام حبیہ کے کمرے
میں کہا اور اس کے اوپر سے کبل کھینچا گیا۔ وہ بڑا کرشمی اور
سامنے سکندہ کو دیکھ کر ایک دم سے اس کے جی میں آئی کہ
سکندہ کے منہ پر ٹھوک دے اس کی شکل پر نظر پڑے ہی
اسے پہلا خیال پیش کیا تو تھا۔

”تم نے کیا بات سنا کر رکھا ہے؟“ وہ دھارازا۔ ”روز
تجاری وچ سے شوٹنگ کینسل ہو رہی ہے وہ رضوی
میری جان کو گایا ہے لاکھوں روپے ڈوب رہے ہیں
اس کے روزانہ۔“

”ایک ایک کس رضوی کا کچھ نہ لے۔“ اس نے سائیڈ
چیمبل پر گھر کس گریٹ میں سے سرگت نکالا ہونڈوں
میں دلیا اور لاڑے سے جھالنے کی۔ تم پر گھر کے سامنے
ڈالنے سے پہلے اور بعد میں یہی کہتے ہیں سکندہ
ریاض۔۔۔ عجیب کسی گدھ کی خراب نہیں نہیں۔ یہ
دیکھو۔۔۔ میں تمہارے گتے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے جانے
و۔۔۔ کسی کنوئیں میں دھکا دے۔۔۔ زہر دے۔۔۔
لیکن اب کس کرو۔۔۔ اس میں میں باب نہیں بچا۔۔۔ دم
کو گھبراہٹ۔۔۔ وہاں جھوڑے کٹے گئے۔

سکندہ ریاض اس کے پاؤں پیچھا گیا۔۔۔ اور اس کے

جز سے اچھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔۔۔ جیترا بد لے
میں تو وہ ہاتھ تھا۔

”میکو جان سکندہ۔۔۔“ اس کا لہجہ اور آگئیں
مخدوم ہو میں۔
”تم جاتی ہو میں میں تم سے عشق کرتا ہوں۔“ (ن) گ
لگا لیسے عاشق اور عشق کی اس نے نفرت سے سوچا۔
”اور جب تم مجھ سے پیچھے ہوئے۔۔۔ دور جانے کی
بات کہتی ہو تو پرانہ نکلے لگتا ہے۔“ (تو قہقہے ہاں۔۔۔
کہاں لکھا ہے کہ بخت مارا)

”میکو میری جان۔۔۔“ اس نے پھر بخترا بدلا۔ ”میں
اور تم جملہ کے مسافر ہیں وہاں سے پلٹ جانے والے
نہیں ہے کیا کرو گی تم وہاں جا کر۔۔۔ کیا بار جا کر دیکھ
چکی ہو کسی نے نہیں بول کیا؟ اتنا زیادہ تو کتنا نہیں ہے ہاں
تمہارا دور یہ کہ تھا کسی نہیں اپنی مرضی کی زندگی گزارنا
نہیں ہے۔“

”تمہارا ہے۔“ وہ چیخی۔ ”کس نے تمہاں کے ہاتھوں
سے چھڑا۔۔۔ تمہارا ہی ہے اپنی مرضی کی گناہوں بھری
زندگی گزارنا۔۔۔ گناہ ہی ہے میں ہاں کی محبت پر پشت
بھیجتا کرتا تھا۔۔۔ جتنی جتنی خیر خواہی ہو کر گرنے کے
واستہ زندگی گزارا۔۔۔ چلو ہر بار کہتی تھی زندگیاں ہر بار کی ہیں
میں نے۔۔۔ صرف اور صرف تمہاری بات ہاں کہ میں
نے سوچا ہی نہیں کہ ایک صرف زبان شاہ کو لڑتے دینے
کے لیے میں خود کو کس گڑھے میں کر رہی ہوں۔۔۔ اور
تم۔۔۔ تم نے مجھ سے کس بات کا بدلہ لیا۔۔۔ کیوں ہلو کی
میری زندگی۔۔۔ نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔ سکندہ ریاض
میرے کس میں ہوتی۔۔۔ تم میں مجھے ہر کر دینے میں اس گھر
سے ہار لگانا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ پھر بھائی ہوں۔
”یہ ہر جا بگت مکمل کرواؤں میں خود نہیں تمہارے گھر
چھوڑاؤں گا۔“ سکندہ ریاض نے بے سوج نظروں سے اسے
دیکھتے ہوئے وعدہ کیا۔

”بچ کر رہے ہو تو تم ان کو من لو گے نا؟“ اس کی
نئی آگئیں میں جوت بھی تھی۔ سکندہ ریاض کا بھلاوا

دل آویز تھا۔

ایک عقل مند کی بہن اور شوہر کے اتے ہی انہوں نے سب کچھ گوش گزار کر دیا تھا۔ اپنا وہم شک میں بن کر پردہ نہیں ڈھلا اور انہوں نے بھی تدبیر سے کام لیتے ہوئے خاموشی سے پہلے حالات کا جائزہ لیا اور پھر میرب کے رزلٹ آنے پر شادی طے کر دی۔ فضیلت نے بہت ڈرتے ڈرتے یہ خبر میرب کو سنائی تھی وہ اس کی طرف سے شدید رد عمل کی توقع کر رہی تھیں لیکن اس نے خالی آنکھوں اور سپاٹ چہرے کے ساتھ یہ خبر سنی تھی..... جیسے انہوں نے اسے محلے کی کسی لڑکی کی شادی کی خبر سنائی ہو ایک عجیب طرح کی خاموشی نے سارے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ زبان گھرا آیا تو اسے بھی یہ خبر دینی گئی تھی وہ کچھ کہتا چاہتا تھا لیکن والدین کی عزت ڈرے گئی وہ دن کا احترام کرتا تھا سوال جواب کی جرأت نہیں تھی..... وہ کچھ دن رہا لیکن میرب اسے دکھائی نہیں دی..... وہ ذہن میں مایوسی لیے واپس لوٹ گیا۔ یونیورسٹی کی اپنی مصروفیات تھیں وہاں یہ مسئلہ اتنا محسوس نہیں ہوتا تھا لیکن جب بھی اکیلا ہوتا تصور کے پردے پر دوئی لگتی تھیں ابھرتیں۔ سپاٹ صحر جیسی تھکیں جن میں نہ کوئی جذبہ تھا نہ خوشی کی رشت سکندر اپنا معرکہ آرا ناول لکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور ایک معروف جریدے نے اسے اچھوں ہاتھ لیا تھا۔ وہ بہت خوش تھا پڑھائی کے علاوہ سارا وقت وہ کاغذ کلم تھا سے کسی الگ تھلک جگہ پر بیٹھا نظر آتا..... ناول نے اسے بڑی کروایا تھا..... ایک دن نعمان نے بتایا کہ وہ بیٹھ کر تعریفی خطوط کے جہازات بندھتا ہے۔

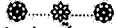
”ہیں.....“ زبان اور عبدالمعیز دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا تھا۔

”کیسے دوست ہو تم لوگ؟“ اس روز سکندر ان پر چڑھ دوا۔

”بھئی میری لکھی تحریر کو بھی پڑھ لیا کرو..... کوئی دو چار تعریفی الفاظ اپنے منہ سے پھوٹ دیا کرو..... سارا زمانہ تعریف کرتا ہے۔“

”پاکل زمانہ.....“ عبدالمعیز زیر لب بڑبڑایا..... پھر

”ہیں.....“ چلو اب فائنل تیار ہو جاؤ میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ سکندر ریاض میں کاسر چٹکتا باہر نکلا تو اس کے چہرے پر فائنل نہ سکر ہٹ گئی۔ کوئی اس کی بات سے انکار کرے اس کی ساحت آنکھوں سے فح لکے یہ تو کہیں لکھا ہی نہ تھا اور بیس منٹ بعد ہی ٹھہری ام حبیبہ سکندر ریاض کی گاڑی میں بیٹھ کر شوٹنگ پر جا رہی تھی۔



کوئی دھشت سی دھشت تھی جو فوجیہ کے وجود کو چٹتی تھی۔ میرب کی آنکھیں میرب کی خاموشی اور وہ جملہ ”دل ہی نہیں ہے.....“ اور اس کے کہنے کا اعجاز کچھ بھی نظر انداز کرنے والا نہیں تھا اسے کسی طوفان کی آبدارگ دہی تھی اور پھر زبان نے جو کچھ فضیلت پچی سے کہہ دیا تو کیا ایسی کوئی بات ہے جو زبان بھائی کو معلوم تھی اور وہ میرب پر اسی لیے غصہ بھی کر رہے تھے اسے یاد رہا تھا کہ کافی عرصہ سے زبان نے میرب کو کوئی کٹھ بیجا تھا اور نہ ہی کوئی لفظی پیغام اور میرب نے تو خبر بھی کچھ کہا ہی نہ تھا اس کی محبت بھی زبان شاہ کے دیے تھے مخالف کی طرح دواؤں میں بندھی اس نے بھی نہیں دیکھا تھا کہ میرب نے وہ چیزیں بھی پہن کر بھی دیکھی ہوں استعمال کرتا تو دور کی بات اور ان دونوں کے بیچ شاید سب کچھ تھا لیکن اس کا نام محبت نہیں ہو سکتا تھا..... اور یہاں..... اس کی سوچ کا دھار پر ان کی طرف مڑ گیا تھا نصف تو وہ بھی دیتا تھا جنہیں وہ پہنتی تھی استعمال کرتی تھی اور خوش بھی ہوتی تھی لیکن یہ خوش میرب کے چہرے پر نہیں تھی میرب کیا کرنے جا رہی تھی؟ اس کے ذہن میں آ رہا تھا لیکن وہ سوچتا نہیں چاہتی تھی اسے کچھ نہیں سوچنا تھا جس اللہ سے دعا کرتی ایسا کچھ نہ ہو کہ ہنستے ہنستے گھروں اور رشتوں میں دواڑ آجائے..... اس کا وہاں وہاں اس انہونی سے کانپ رہا اور لرز رہا تھا۔

فضیلت الگ پریشان تھیں..... میرب کا وہ یہ ناقابل فہم تھا تو زبان کا غصہ بھی کچھ سے بالاتر لیکن انہوں نے

سکر کا کہنے لگا۔
 ”تمہیں کیا پتہ میں تو ایک ایک قدم کو سوسو پار دھتا ہوں اور ہر بار الگ ہی سڑک ہے۔“ اس نے نعمان کا کھمکھ مار کر دھڑکایا۔
 ”اور وہ سڑک کا یہ کیکر کیکر... قسم سے اس کا لکھا ہے تم نے اتنی سڑک لڑائی ایک ہی جگہ کے دو سے بیڑ کا سر بھڑا دیا۔ میں تو اس آتش کا گھلا لڑائی کی مراد لکھی ہے۔“ اس نے بھی کئی چھوڑی۔
 ”فخت ہوتی ہے۔ پرمٹ پر چھو لیں اس طرح کی جھولی ہاتھ میں پھیلاؤ میرے ٹال کا آج خراب ہوتا ہے۔“ سکندر کھنکھایا کہ ان کی درود کو کئی پر۔
 یہ باتیں جھولی ہاتھ میں چرن یہ لوگوں سے پھیلائی ہیں تم سب کا منہ نہ لگاؤ کیا اس دور سے ہوتی ہیں؟
 عبدالحمید نے ٹھیک بجا کر شر بکھرے شروع کر دیے۔ نعمان اور ذیاب کا خن خن کر رہا حال ہو گیا۔ سکندر رات پچیس بجے سے گھر کے چلا گیا عبدالحمید کا خن خن اور کھانا ہو گیا اور اب سکندر ذیاب کی آواز بھی سنائی دیتی سکندر کا تو یہ تئیں ہی کھوئے نکل گئے۔ ہوئے۔ رات گئے جب وہ خوب دارہ گردی کر کے لوٹے تو یہ چلا ذیاب کا فون آیا تھا کھرے۔ اس کا دل تیزی سے گھڑا کیا میرے نے کھمکھ دیکھا؟ سوچ کر اس کا سر کھٹکا۔ صبح وہ اس نے گھر فون کیا تو یہ چلا میرا کارڈ آ گیا ہے اور دوڑا پھینکے۔ وہ ہٹاں چل کر جا چاتا تھا تئیں ہی جان نے فوراً پوچھ کر کھمکھ مار کر دیا تھا۔ ان کی تیزی کی شکل میں جس کو توڑنا نہ چاہتا تھا انہیں نے میرے کو کھل جانے کے لیکن وہ کیسے کھل سکتی تھی اس کی غاموشی جس اس کے منہ پر دے لڑی تھی۔ یہ تئیں خیر خند کی اسے اندر سے کھا دئی اور وہ چپ ہو گئی۔
 محبت جب محبت میں جا رہی ہے تو چپ کی ہلک مار لیتی ہے اس کا سیکلے غریب ممکن اور موقع ہے چاہے تئیں ہے مگر پلٹ کر نہیں دیکھتی ڈر نہیں لگتی اور جب وہ کھمکھ کر چدروں سے لگتی ہے تو غرض اس کی قدم پڑی کا جاتا ہے اس کو

اتنا بچا ہوا تھا
 آکھیں خون ہوئیں!!
 ذیاب کا دل لڑ کر گر گیا کیا چھاپے پھر رہی تھی وہ لڑائی دل میں۔ جو کہ کسی سے خفی نہ لڑائی تھی اس ایک چپ کی ہلک مار سے خودی سپرد تھی۔ ذیاب اس کے سامنے آ بیٹھا۔ اس بات کو دیکھ بھلائے کہ گھر میں خفی چہل چل رہی تھی کوئی دیکھ لے تو کیا سوچے؟
 ”میرب۔“ اس نے شادی سے خفی نہیں ہوئی۔ میں یہ شادی رکاوٹ تھی۔“ ذیاب شام نے جس طرح جس حوصلے سے یہ بات کی تھی وہی جانتا تھا میرب نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ نہ چوٹی اس کی بات پر نہ اٹھی تھی۔
 ”کیا؟“ وہ جھنڈا ہلایا۔
 ”میرب کی سانس رک رہی ہیں۔“ ذیاب محبت میرا دواں دواں لڑتی رہی ہے۔ میں سر جا کر کئی ذیاب۔“ میر جا کر کئی۔“ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھ کر سر کسک اٹھی۔ اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی گھٹی کر ڈالی تھی۔ ہوئے دالے شوہر کے سامنے کسی اور سے ہوجانے والی محبت کا اعتراف کیا تھا۔ ذیاب شام کے سارے لفظ جیسے گھر سے اٹھی پتھر پھیلے کا حوصلہ جیسے قبر میں جا سوا تھا۔ وہ ایک گفٹ لڑائی کو دینے دیکھ رہا تھا جس سے اس نے آخری حد تک محبت کی لڑائی کر لی تھی۔ انہوں نے بیٹے والے اتنا سو اس کے لیے نہیں کی اور کے لیے تھے اس کی محبت کی لڑائی جس جتلائی اور یہ بات اس کی دھجک کر تانے پانے کی طرح تیر تیر رہی تھی۔ وہ بات ذیاب شام کے لیے بہت طویل تھی وہ اپنے حوصلے جانچ رہا تھا۔ اپنی محبت کو بکھ بکھایا اور جس کو بکھ پلٹے جا رہا تھا منزل اس کا مقصد بھی؟
 اور سب سے بڑی بات کیا وہ اس شادی سے انکار کرنے کی امت رکھتا تھا اور امت تو میرب کی بھی ان گھٹوں میں کی۔ کھجلی کی راتوں کی طرح۔ کیا اس نے ذیاب کے سامنے اپنا آپ عیاں کر کے کہا تھا؟ کیا وہ تانہ مہر اسے اس کی محبت کے طعنے نہیں مارے گا۔ کیا اور کیا دانتا

ہمیں مذاق تھا اس میں بھی کسی آگے تھی۔ وہ ہر وقت خود کو مصروف رکھنے کی کوشش کرتے لگتا تھا۔

”ذیان دل کے ساتھ ادھر کیا کیا چھوڑ آئے ہو بھائی کے پاس؟“ وہ کافی دیر سے ایک ہی موضوع پر کہیں کہتا تھا۔ نعمان نے اپنی سب کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے جملہ کارہ و سب اس وقت لاکھیری کی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سسرز و یک تھا اور انہیں پوری توجہ سے پڑھانی کرتا تھی سکندر نے ایک نگاہ ڈالی اس پر کہ اور پھر سے اپنی ڈائری میں پھر پھر کرتے لگتا تھا۔

”ذیان.....“ عبدالصغیر نے اس کا شانہ بلایا تو کسی کی عرصہ تھوڑی۔

”کیسا کیا ہے؟“ اس نے چونک کر ہادی ہادی سب کی نگاہیں ان کی طرف سے شرارت سے اسے تکدہ سے تھوڑے سے سکندر اس کی انھوں میں کچھ اور کھانے کو بھی بھی نہیں بھجھ سکتا تھا۔

”ہم نے کہا دل کے ساتھ ادھر کیا کیا چھوڑ آئے ہو بھائی کے پاس۔“ نعمان نے اپنی بات جتنے ہوئے دہرائی۔

”سب کچھ سب کچھ ہی چھوڑ آیا ہوں غالی ہاتھ آیا ہوں۔“ وہ کہیں گوسوا گیا سکندر نے نفوس کیا اس کا لہجہ ہر قسم کی غیبت سے عاری تھا غالی تھا۔

”کیا بیٹی کی سوتی ہے سکندر کا اعلیٰ کار کیا وہ خود بخود گنگنا لے لگا اور نعمان اور عبدالصغیر اس کا ساتھ دینے لگے ذیان اٹھنا چاہتا تھا لیکن انہیں اتھوڑا نہیں چاہتا تھا دل پر مٹی وادعات اس کے دوستوں تک پہنچاں۔ لیے ایک نظر اس سب پڑھ کر سرگردایا۔

پورے عین ماہو گئے تھے اسے گمراہ تے ہوئے اور ان تین ماہ میں اپنی جان بیکار رہا ہے۔ بے گناہ کی سببیں درساں تھیں تو لیکن کوئی کوئی پڑھانی نہیں کی۔ ایک پارسی انہوں نے اسے اپنے شوہر کے لیے پریشان ہوئے نہیں دیکھا تھا اس اپنی روشن میں سن گئی ڈیڑھ ساری کتابیں اور

وہ اپنی جان نے نفیحات سے بات کی۔ وہ چپ کر گئیں کیا جواب دیتی تھیں، کارہ و سب اس کے اعتبار میں اس تھا وہ سے شادی سے پہلے سب کچھ سمجھا تھا لیکن سب بولنے چکے کچھال میں لیکن وہ اپنی روشن بولنے پر ہادی ہی نہیں۔ انہوں نے خود سچ سے سمجھائے گا وہ دہا کیا لیکن میرب کو سمجھانے میں اس نے سمجھا نہیں؟

پھر ایک دفعہ ذیان گمراہ کیا ہوا ہے پانچ ہفتے چشمن دن بعد..... اپنی جان کھلی جاری میں کچھ میرب میں رفتی ہوئی تھی ذیان نے اس شکر کی طوائف میں نظر میں ڈرا لی لیکن ناکام ہو گیا اس نے پھر چھانڈی سے تپا۔ وہ شام تک وہیں لی وی لاؤنچ میں نہیں ہانکا رہا اور وہیں پڑ کر سو گیا۔ میرب شادی چائے کا گینے کی تو اس نے ذیان کو وہاں سوئے دکھا۔ ”کھائے؟“ ”نہیں“ میرب کو سو اور پھر چائے کا کھر کھا رہا اس کے سر میں چلی گئی۔ چائے کی اس نے آرام سے کھلے ہاتھ اور سو گئی رات آٹھ بجے کے قریب کمرے میں کھڑ پڑ کر آواز سے اس کی آنکھ کھلی زبرد پار کی دھم دھم روٹی میں اسے المیہ کھولے ذیان نظر آ رہا وہ صبح سے صبح ہی ذیان نے آگے بڑھ کر ناشائستہ کی روٹی اور کھانا کھانے بند کیے ہوئے بھی میرب کو کھوسا ہوا تھا کہ وہ اس پر نظر میں گاڑے کوڑا ہے اور وہ سچ میں اس پر نظر میں گاڑے کوڑا تھا۔ ایک کھل میں چھپا آدھا چہرہ وہ نے لڑتی تھیں دھان کیا تھا کہ وہ سونے کی ایک ٹنگ کر دی ہے۔ ذیان کی نگاہوں کی تپش نے اسے کر وٹ بدلے پر مجبور کر دیا ذیان انھوں کو کھلے بیلے کے پاس بیٹھا اور ایک ہاتھ سے اس کے چہرے پر ہانکری لٹوں کو ہلایا وہ کسما کسما کرتی۔

”م کھیں کھو میرب۔“ وہ بے صفا ہنسی سے گیا ہوا تھا۔ اس کی گرم سانسوں کی حدت اسے اپنے چہرے پر محسوس ہوتی تھی اسے کھیں کھولنے ہی تھی ذیان کا ہاتھ ابھی تک اس کے چہرے پر تھا۔

”میں نے نہیں بہت کیا میرب.....“ وہ بولے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ”میں بہت کوشش کرتا ہوں نہیں

بھلا وہاں تمہارے ہاٹے میں نہ سوجاں۔“ تم سے محبت نہ کروں لیکن تمہارے معاملے میں خود ہیرا دل میرے مد مقابل ڈٹ گیا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی ہے میرب بہت زیادہ لیکن میں خود کو دکھ نہیں پایا ہوں۔“ ذیان کا لہجہ جھینکے لگتا تھا اس کی ہمت نہیں پڑی تھی کہ اس شخص کا ہاتھ پرے ہٹا دے نہ سکتا تھی رہی۔ وہ شخص اس پر سارے اعتبار رکھتا تھا حق اور باطل لیکن اسے اپنے دل پر اختیار نہیں تھا۔ ان دنوں میرب میں اس سے بہت کوشش کی تھی بیٹھ کر کھول جانے کی لیکن وہ جیسے جیسے کی یاد کو دل سے کھر جاتی وہ پہلے سے زیادہ شدت سے اس کے خیالوں میں آنے لگا۔

”مجھے سے محبت کر لو عزیز۔“ ذیان کے لہجے میں اتنی تڑپ تھی کہ میرب کا دھڑکنا بڑا تھا وہ دم سے ٹھنک بیٹھ دونوں تھیلیوں کو گالوں پر رکھتی وہ تیزی سے بیٹھ سے اتر آئی۔ اس کا دھڑکنا زبرد پار تھا بے ہوش کا کھنی وہ کمرے سے چکر لگاتے گی۔ ذیان کے اندر پانچ ہفتے چشمن دن کی جدائی کی تڑپ کی وہ اب بیٹھے زخموں پر اس کا نرم چاہتا تھا اسے میرب کے دھوکے ساتھ ساتھ اس کا بھی دل چاہے تھا وہ دل جو صرف اس کے لیے دھڑکتے ہی سے بیکار ہے۔

میرب اب بیٹھ کر بیٹھ چکی تھی اس کی آنکھیں غم بھری تھیں وہ روٹا جاتی تھی کی بچا شادمانہ جاتی تھی۔ اس نے ذیان سے اوردی کھوس ہو رہی تھی خود پر ترس آ رہا تھا وہ دونوں باتوں میں چہرہ چھپا کر سسکتا تھا اب وہاں اس دعا کر رہی تھی کہ خدا اس سے دل سے بیٹھل حیدر کی محبت کا نکل دے اور ذیان اس کے شوہر کی محبت ڈال دے اس خالی محبت سے وہ اب نہایت جاتی تھی جس نے اس کا تپن غن خلی کر دیا تھا لیکن وہ ایسا کر گئیں پڑی کی زبرد پار کوشش کے باوجود۔

”لائی ہی نہیں وہ شخص مجھ سے کھلا خود کو کہ ہے خالی کہا ہوں میرب نے وہ دلت بیٹھ کی پانچ پر گزری اور ذیان نے

کڑکی کے بار چاند کیے وہ اس کے لیے کو نہیں کا ہاتھ وہ سوچ رہا تھا شاید اسے دنوں کی جدائی نے اس پر چھٹا چھا اثر ڈالا ہو شاید اس پتھر میں روز پڑی ہو لیکن ابھر وہ معاملہ جوں کا توں تھا۔ وہ آتے ہوئے دل میں جو بھی کسی امید کی رشتے نے کہا تھا اس کی انتہا تھ ہو گئی۔ وہ کچھ کیاس کی زندگی یوں گزرتی ہے کہ محبت و افلاحت کے بغیر اسے ایسا صبر آ زنا تھا اور میرب کا چہرہ وہ چند دن کا اور زیادہ تر دقت اس نے کھر سے باہر ہی کر لیا۔ اپنی جان جاتی میں لیکن اس سے کچھ پہنچتا تھا میں نے تو جاتی میں آ کر ایک ناکامی اٹھرا تو پھر زندگی بھر جائے گی اور وہ سے ٹھہرنے سے بچا جاتی میں۔ وہ جاتی میں خاشی سے یہ سلسلہ اسی طرح ختم بھی ہوا ہے تو کڑکی کا نوں کان جڑ نہ ہو لیکن تقدیر نے ان کے لیے کچھ اور جوڑ دیا تھا۔ وہ سب جو یہ جڑ بھی نہ تھیں اسے اسے روز وہ فیجہ لوار کی کے ساتھ ہڈا مٹی گئی کچھ شاپا کھ گئی۔ مجھے نے ای کی نظر پھر کر برہن کے لیے کھٹکھٹ اور موبائل اور خیر یا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ادنیٰ چمک تھی محبت کی چائے کی اور چائے جانے کی پڑ سکوں چہرہ میرب کی کھک اس کا چہرہ دیکھنے کی بھیجہ کو احساس ہوا تو اپنی پڑی۔

”کیا کوئی بھی نہیں بھائی صاحبہ..... آپ کچھ نہیں لیں گی آپ سے کچھ خبر کے لیے؟“ اس نے پھینکا۔

اور وہ کہنا جاتی تھی کہ بھلی لیکن نہ کہ پانی ذیان مہنگ ہو گئی اور حیات مجھ پر مٹی روز سے سے میروان شرٹ اور کمرے پینٹ دے اس کے لیے شادمانہ پر سنا تھی ساتھ ساتھ اندر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ کوئی اور بھی دھڑا لے اس احساس بھی نہیں ہوا تھا میں بکرا جی میں دالت جو وہ ذیان کے لیے لپٹا چاہ رہی تھی کا کٹر پر کر کے خود کی عالم میں اس کے پاس جا چکی۔ وہ ڈاکٹر پر کڑا کھٹکا تھا ہاتھ اور ساتھ ساتھ دوسرے ہڈی کے ساتھ کھٹکھٹو گئی تھا۔

”بیٹھ.....“ پاس کھٹی کر اس نے آتی آتھی سے پکھلا کر شاید ہی کوئی دوسرا اس کے لیکن بیٹھ بہت تیزی سے پٹا تھا اور اسے وہاں کڑا کر گئیں ہو گیا تھا۔ چاب کے

جیسے سے جماعتی دو نبلی صحرا جیسی آنکھیں وہ شیشا سا گیا
اس پاگل لڑکی سے کچھ بھی بید نہیں تھا لیکن وہ لکھوں میں خود
پر قابو پا کر بولا۔

”اے آپ..... کیسی ہیں اور آپ کے شو ہر نامدار
نظر نہیں آ رہے۔ عبدالرائف یہ میرب نے ردا کی بیٹ
فریڈ“ اس نے ساتھ ہی تعارف کروایا لیکن میرب کی
پیا سی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ وہ
دید کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی کتنی دیر کے
بعد اسے دیکھا تھا، شال نظریں چرا رہا تھا۔ عبدالرائف بھی
اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا اس سے پہلے کہ میرب
سے کچھ اور سر زد ہوتا، فحیدہ اس کے سر پر آن پہنچی آتے
ہی اس کا بازو پکڑا۔

”تم ادھر کیا کر رہی ہو میرب؟“ مکر وہ اپنے حواسوں
میں ہی کبھی۔

یشال کو کسی خطرے کا شدت سے احساس ہوا اس نے
عبدالرائف کا بازو پکڑا اور آٹا ٹاٹو ہاں سے نکل گیا۔

”میرب.....“ فحیدہ نے اس کا کندھا زور سے ہلایا
اس نے چونک کر دیکھا آنکھوں میں ڈھیر دن آنسو تھے۔

”میرب.....“ فحیدہ کا لورہ جو جھکوں کی زد میں آ گیا۔
تو وہ یہ تھا۔ آج وہ جان گئی تھی میرب نے کچھ نہیں کہا
چپ چاپ شاپ سے نکل آئی۔ فحیدہ بچی اکی کو بلانے چلی
گئی جو تھک کر سائیز پر کرسی پر بیٹھ گئی تھیں۔ ایک سنانا
میرب کے اندر اترا تھا اور ایک چپ فحیدہ کے اندر آج
فحیدہ بھی وہ راز جان گئی تھی جس نے اس کے بھائی کو سب
سے دور کر دیا تھا اور اس لڑکی کو زندگی سے۔ فحیدہ نے دوبارہ
میرب سے بات کی نہ سوال میرب کے لیے یہ رات بھر
سے کھن بچی۔

وہ جب بھی اس شخص کو بھلانے کا ارادہ کرتی وہ اس کے
تمام تر دعویٰ کو غلط ثابت کرنے پھر آمو جو ہوتا وہ اس
رات پھر روئی اور بہت زیادہ روئی، کاش کہ وہ آنسو کی
صورت ہی دل سے نکل جاتا اور اسی رات فحیدہ کو وہم سا ہوا
تھا کہ شاید وہ اور برہان مل نہ پائیں۔ محبت کرنے والوں

کے دل بڑے نازک ہوتے ہیں اور احساس بھی اس کے اندر
جو خطرے کی گھنٹی بجی تھی بے سبب نہیں تھی۔ میرب کی بے
خودی و وارگی ایک غیر مرد کے لیے بھی ممکن تھا اس
کے اس غلط اقدام کا اثر باقی سب پر نہ پڑے اس نے اس
طوفان سے بچاؤ کے لیے صدق دل سے دعا کی بھی جو ان
سب کی زندگیوں پر ہم ہر دم کرنے والا تھا۔

اور پھر کئی ماہ گزر گئے زبان گھر نہیں آیا فون پر بات
کر لیتا یا پھر فحیدہ اور بھائی کے لیے کچھ نہ کچھ کر دیتا۔
وہ بھی بھول گیا تھا کہ اس گھر میں اس سے منسوب کوئی اور
رشتہ بھی ہے شاید وہ میرب کو قتل سے بچا رہا کہ وہ خود سب
کچھ بھلا کر اس کی طرف بڑھے جب کہ میرب نے تو گویا
بے حسی کی چادر تان لی تھی۔ سب کچھ اپنی جگہ پر تھا لیکن
یوں محسوس ہوتا کچھ بھی اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ ایک خالی پن کا
احساس تھا جو سارے گھر میں آہستہ آہستہ اپنے پر پھیل رہا
تھا اور سب کچھ اپنی آغوش میں لینے والا تھا۔



سکندر ریاض بہت خوش تھا کسی پر ڈیڑھ سونے اس کا
ناول ڈرامائی تقابیل کے لیے سلیکٹ کر لیا تھا۔ انے والے
دن اسے ایک مشہور اور کامیاب رائٹر ثابت کرنے والے
تھے۔ وہ اچھا لکھنے والا تھا لیکن اسے چانس نہ مل پا رہا تھا اور
اب کسی یونیورسٹی فیلو کے توسط سے اس کی بیوی تک رسائی
ہوئی تھی اور وہ ہر ممکن اس چانس کو بایہ کھیل تک پہنچانا چاہتا
تھا۔ دنوں اس کے پاس ڈینٹن پرنس نکدے ہے تھیں
نے بہت مشتاقی سے یہ ناول مکمل کیا اور نہ امید تھا کہ اسے
بھر پور پذیرائی ملے گی۔ اس کے یار دوست بھی اس کی
کامیابی پر خوش تھے بلکہ ایک ننگ کا شوق رکھنے والے
عبدالعزیز نے تو بطور ہیر دا سے کاسٹ کرنے کی باقاعدہ
درخواست دے دی تھی لیکن اپنی کامیابی کے ساتھ ساتھ وہ
زبان پر بھر پور نظر رکھے ہوئے تھا۔ وہ خوش تھا کہ زبان ایک
عرصے سے اپنے گھر نہیں گیا اور وہ یہ بھی معلومات رکھتا تھا
کہ اس کی بیوی کا ناول بھی فون آیا ہے اور نہ ہی خود بھی بیوی
کو کال کرتا پایا گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ چاہتا تھا زبان

ایک دفعہ اسے گھر جانے اور ہارنہ بنا کر چھپے چھپے وہ بھی رخ نہ کیا رکھ کر سنے لگا جانے لگا یہ بات وہ سننے نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ کسی بھی طرح ذیاب کو شک میں مبتلا نہیں کر سکتا تھا۔ سواں نے یہ کہہ کر ذیاب کو سچ سے کہیں غائب قفا کا سرخو کی اینڈرٹیکس کی پیش سکندر جاتا تھا کہیں منہ چمپا کر مہاراجہ لگا۔

عبدالمعین اور نعمان گھر گئے ہوئے تھے سواتے معوض ہوئے میں زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا وہ اسے ڈھونڈتا ڈھونڈتا کی سب سے خرابی کراؤنڈ میں گیا۔ اس وقت شمس تم تھار سکندر کو اسے ڈھونڈنے میں زیادہ وقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا فائل چہرے پر رکھے وہ دنیا و مافیاسے بے خبر بن گیا تھا۔

”ذیاب..... ذیاب.....“ اس نے دور سے ہی آواز لگائی۔

”ذیاب..... بھونھون کیوں نہیں سن رہے؟“

”کیا..... کس کالوں سے؟“ وہ بے چہرے سے فائل ہٹائی تھی سکندر نے دیکھا اس کی کہیں سرخ نہیں نہ اس کے قریب بیٹھ کر بتائے لگا۔

”گھر سے..... تمہاری والدہ کی طبیعت.....“

”کیا ہوا بی جان کا؟“ وہ بے چہرے سے تھو بیٹھا اور فوراً موہاں پر سر ڈال کر کہنے لگا سکندر نے اس کے ہاتھ سے موہاں پر کیا۔

”گھر جانا چاہیے تمہیں بلکہ چلاؤ میں تمہارے ساتھ چلاں گا۔“

”تمہارے ہاں تم کہہ چھو اور تمہارے؟“ ذیاب کے دل میں دوسرے سر اٹھانے لگے تھے کہیں وہ کچھ کھوئے تو نہیں جا رہا۔

”بھونھون کیوں نہیں سنا رہا؟“ سکندر اس کی بات کو نظر انداز کرنا نہیں ڈال کرنے لگا کہ انہیں سے ذیاب کی حالت کا بھر پور جائزہ لے لے ہاتھ دے پڑے تھے ہاتھ سل رہا تھا سکندر نے اسے چلنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بات کرتا اس کے پیچھے چل پڑا ذیاب پوچھ پوچھ کر تھک گیا

لیکن سکندر نے یہی کہا کہ ”گھر پہنچ کر چلا جائے گا اور اس سے تمہاری کراؤنڈ بھی وہ سچ چکا تھا۔

رات کے دس بج چکے تھے جب ذیاب اور سکندر گھر پہنچے۔ گیٹ کھولنے والی ندریاں بالی کی گیٹ کا باقی لازم چلا گئے۔

”ارے صاب آپ.....“ وہ ذیاب کو اس وقت دیکھ کر چوکی۔

”سلام اہل آگیت دم سکھو دیراں مہمان لاہری رکھیں گے۔“

”کی..... اس نے سر ملاتے ہوئے گیٹ نہ دیکھا سکندر کو لے کر ڈرائنگ روم کی طرف آ گیا۔ دل دھک دھک کر رہا تھا نہ وہیں گیٹ وہ کی طرف مل رہی تھی سکندر کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر جب وہ بی جان کے کمرے میں پہنچا تو وہاں کا منظر یہ تھا کہ اس کی والدہ بیٹھ کر

وہ میرب تھی جونی کے قدموں میں بیٹھی رو رہی تھی کراہتی تھی اور بی جان کسی پتھر کے بت کی طرح اسے دیکھ رہی تھیں۔

”میں نہیں جانتی بی جان..... مجھے نہیں پتا چلا۔ کب..... کب اس شخص کی موت میرے اندر پہنچی گی بی جان اتنا جانتا ہی ہوں میں لاکھ جانے کے باوجود اس موت کو اپنے دل سے نکال نہیں پادی میں نکالنا چاہتی ہوں لیکن مجھے نہیں ہو رہی بی جان..... مجھے معاف کریں۔“

آواز آئی۔

”تم نے ذیاب کو جلا کر دیا اس کی زندگی تمہاری محبت سے بھارت کی اور تم نے وہ محبت کی اور کی بھاری میں ڈال دی۔ میرا ذیاب اس کرب سے گزر رہا ہے تمہیں اندازہ ہے اس نے یہ گھر نہ شہ نہیں سب کچھ چھوڑ دیا ہے ایک صرف اس لیے کہ تمہاری صورت میں نہ زحمت اس کے کمرے میں تھادی ہے تم تو نہیں سنا اس نے سب سے سب سے تمہیں میں پھر خیانت کی مرکب کیوں ہو میں تم تازہ

میرب..... کہیں کی گھر کی ہماری محبت اور تربیت میں اس نے نہیں بے حساب چلا۔ اس کمر کی بڑی بی بی جان میں تمہیں اور نہ میرے کی کوئی فکر نہ رکھنا کیسے تھی ہا ہو گا وہ۔“ ان کی آنکھیں پھر آئینے کی مٹاں میں سب کے منہ سے کی اور کی جاہت کا فراموشی قدر تکلیف دہ امر قادیان جاتی تھیں کمر میرب صرف وہی نہیں اس کمر کی بی بی بھی لیکن یہ بھی سچ تھا اس کو تار کے بندوں میں اس کھل بھی دیکھنے کی روایت نہیں تھیں۔ اس وقت بی بی کی محبت حالی کی لوہاس کی برہادی کا دھوا تھا۔

”فضیلت.....“ انہوں نے پکارا دوڑے کی بیٹوں سچ کمرے ذیاب کی نظر ڈا پرے ڈھونڈ کر بیٹھی بیٹھی حالہ پر کی جو غصات کے بار سے سر اٹھا پادی میں۔ بولے

”تم؟“ پاسی بول بی جان۔

”میں میرب کو لے جاؤ اللہ اس معاملے کا اہتمام خیر کرنے مجھے کچھ اچھا دکھائی نہیں رہا۔ بڑے شلہ صاحب تک بات چیتی تو جانے کیا وہ ذیاب آجائے میں پھر فیصلہ کر لیں گی۔“ وہ کس فیصلے کی بات کر رہی تھیں ذیاب تڑپ کر آگے بڑھا گیا۔

”آداب بی جان.....“ بی جان چوکیں اور نظر داخل کلاک کی سمت کی۔ میرب اور فضیلت بھی اسے وہاں موجود بی بی حیران ہوئیں۔

”تم کہیں سنا کتنی وقت؟“ اس کے سر پرست شغقت کھٹے ہوئے انہوں نے پوچھا۔ میرب اٹھ کر کمرے سے نکل گئی فضیلت کو اور رفت کا سامنا ہوا وہ شرمندہ شرمندہ سی ذیاب کا اجولنا دریافت کرنے لگیں (آئیں اسید کی کراہی اس نے جو کچھ سننا سنا ذیاب کو کیرے کے باحول میں شدید تازہ اور کیشی کی محسوس ہو رہی تھی وہ وہیں بیٹھ کر گیا شاید بی جان کے سامنے اس کی اپنی ذات کے لیے پردہ ہوجانے پر الفاظ طعنہ نہ رہا تھا۔

فضیلت بی جان کو اللہ تعالیٰ حق پر اچھل گئی بی جان نے ذیاب کا جھکا سر دیکھا اور جان میں وہ سنائی بات سن چکا ہے۔

”میں نے میرب کو دلہا سمجھا دیا ہے۔“ بی جان نے بات کا آواز نکالا۔ ”لو روم..... تم نے سب کچھ جانے بوجھے اس سے شادی کی ہے پہلے سے جاننے سے تھا اس کو وہ کی اور سے محبت کرنے لگی ہے پھر بھی تم نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔“

”کیوں مجھ کو سوچا اپنے بارے میں۔“ وہ اب اسے ڈانٹ رہی تھی۔

”میں تو بھی کئی شاید یہی کئی کو پسند کر بیٹھی ہے اس قدر وطنی شوق۔“

”اسے بارے میں تو سوچا جانی جان..... وہ بھی جی ہے بی جان میں اس سے محبت کرتا ہوں اور شاید اس کے بغیر میرے پاس زندگی نہ ہو لگی جواز بھی نہیں ہے۔“ وہ بھگنے کے ساتھ اس محبت کا اعتراف کر رہا تھا جس کے ساتھ ساتھ پڑھ لکھی چوکی تھی اس تازہ درخت کو کھینچ نکالنا مشکل تھا وہ بس کتاہات نہاد۔

”میں نے میرب کو دلہا سمجھ دیا۔“ وہ اس کے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں دیتا۔ وہ تمہارے سسر کی غیر مرد کی محبت کو ڈھ کر کسوئے میں بدداشت نہیں کر لیں گی۔ بڑے شادی آجائیں پھر فیصلہ کر لیں جس تم چلو کھانا کھاؤ۔“

اب وہ ناظر نظر آ رہی تھیں۔

”میرے ساتھ مہمان بھی ہے آپ کی طبیعت ٹھیک تھی؟“ میرا فون آؤ تو تھا شاید مکمل براہم گئی۔ وہ تو مجھے سکندر نے بتایا۔“ وہ پتھر کھڑی۔

”کیوں کیا میرا طبیعت کلا؟“ وہ اب بھی نہیں۔

”مجھے ذہن بوجھ رہے بتایا کھل اس نے ہاڑ میں کیا حرکت کی ہے تو میرے دنگے کھڑے ہو گئے۔ غضب خدا کا اس کے شر کی اس کے پہنچانی سارے شہر میں عزت و دل کر دکھ دی۔“ بی جان بھٹے میں تھیں۔ ذیاب کے کان کھڑے ہوئے۔

”کیا حرکت کی میرب نے ہاڑ میں؟“ وہ بی جان کی بجائے مجھ سے پوچھ رہے تھا جاتا تھا سوسمفرت کتاہات جھیر کے پاس آ گیا۔ وہ اس کے پاس میں بیٹھی تھی کی سوچ میں کم جانے اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اس نے جو کچھ

کل اور قاتی جان کو گھسی دے دی تھی۔ وہ جانے اور
میرب لگن وہاں نہیں جاتا تھا۔ میرب سے کہے جاتی تھی
کہ وہ کوئی تھا اور میرب سے کہے جاتی تھی۔
”کیا ہوا تھا؟“ وہ مجھ سے کہہ کر ہلکا پھلکا چلا۔
مجھ سے اسے ایک دم کچھ کر گھبراہٹ۔

”بھائی آپ!۔۔۔“ وہ سر پر ہونڈ بٹھا کر
ہوئے بولی۔ دل بے تحاشہ دھڑکنے لگا۔ اس نے
آکھیں میچ لیں۔

”کیا ہوا تھا؟“ اس نے کہا میرب نے؟“ اس کے لیے
میں جتنی لگن آکھوں میں حوصلہ کی پیاس تھی کچھ بھی
چھپانے کا فائدہ نہ تھا۔ مجھ سے نظریں جھکا کر میرب
بات کہہ رہا تھا۔ بول رہی تھی اور زبان کے اندر کچھ کوئی
جاد بھاگتا نہ رہے۔

”تو تمہیں یہ سب لی جان کو تانے کی کیا ضرورت تھی؟
تمہیں بتاتے تھے میرب اس ذرا بات نے معاملات کتنے
بگاڑ کر رکھ دیے ہیں۔“ خود کو جزا جتانا وہ کبھی نہ بولتا۔

”میں بہت پریشان ہوئی تھی بھائی جان۔“ اس کی
بے خودی دماغ پر گھبرائے مجھے۔ میں کیا تو اس طرح کرتا
تھا اس کا دل دیا پ کے ساتھ کھینچیں گے میرب کی
کے کسی ساتھ وہ بات چیت نہیں کر سکتا۔ سارا کمرے میں
بند رہتی ہے۔ صرف اس شخص کی دوستی جس کا اس سے کوئی
تعلق کوئی نہیں۔ ”مجھ سے کہہ سکتا ہے میرب نے زبان نے
ایک شہزادی سانس بھری۔

”تعلق؟“ میرب نے اس کے دل کے تمام سلسلے اس
مغص سے جا کر پھٹے۔ میرب پاگل بہن میں تو کچھ
بھی نہیں تھا اس کے لیے نہ پہلے ناب۔ بہر حال تمہیں
لی جان کو تانے سے پہلے مجھے بات کرنا چاہیے کہ تم
از کم اپنے بارے میں ہی سوچ لیں ”تم؟“ وہ کہتا پلٹ
گیا۔ ”مجھ سے گفت و خور دی واپس آؤ“ اس نے اپنے بارے
میں ہی سوچ رہی تھی وہ کل سے اور اس شخص کا کوئی سرا
تھا کہ نہ سہرا تھا۔

زبان نے سکندر کو کھانا کھا لیا اور گیسٹ روم میں چھوڑ آیا

فون کھلے آئے کسی نے کیا سب کچھ کیجیے میرب
کیا۔ اور تھوڑی سی حالتیں بگڑے ہوئے تھے میرب کا دل کمر
سے چلے جاتا تھا۔ میرب نے خالی ہما میں ہما میں کرتے
کمرے میں ساری رات اس نے ہمیشہ کی طرح تنہا
گزار دی تھی۔ لیکن وہ ایک فیصلے تک ضرور پہنچ گیا تھا اسے
صرف اپنا ہی نہیں مجھ پر بھی خوشیاں کا بھی خیال کرنا تھا۔
معاملات کو کھلنے سے پہلے تھا وہ کمروں کو کھولنے سے پہلے
تھا اس لیے اس نے کئی لی جان اور بڑے شاہ صاحب سے
الگ الگ بات کی لی جان سے وعدہ کیا کہ وہ اس بات کو
ایک سبک دیکھیں گی اور کسی کو بھی ہوا نہ گھسنے دی گی اور بڑے
شاہ صاحب سے ریکوئسٹ کی کہ وہ میرب کو کمرہ لے
جانے کی اجازت دیں۔ وہ اپنے بھائی کی بات سن کر وہاں
کا کھانا کھا کر اس کی طبیعت خراب رہنے لگی۔ بڑے شاہ
صاحب نے کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ وہاں زندان کا کمرہ جو
بھی کھانا کھا کر وہاں رہا۔ مقاصد کے تحت کیے جانے والے
دور میں اس کی دیکھ بھال کے لیے مامور تھے زبان نے سکندر
کو کھانا کھا کر اس کے رخصت کر دیا تھا۔

وہ دل میں کہہ گیا اس کا راز وہ پہنچا۔ کچھ دنوں کا
تھا۔ میرب اپنی بڑی بہن پر دروازہ آکھیں بند کرے نظر
آگئی۔ وہ خاموشی سے پاس کے کاؤچ پر جا بیٹھ گیا۔
میرب کے چہرے پر ہوا کی وہ محسوس کر سکتا تھا وہ اس کے
اندک کا کھانسی جانتا تھا لیکن وہ یہ نہیں تھا اس کے لیے کچھ
کر سکتا تھا نہ پلے۔ وہ مجبور تھا اس کے سوا کسی میں بھی
اور اپنے معاملے میں بھی۔

”میرب؟“ اس نے ہونے سے پکارا میرب نے پٹ
سے آکھیں کھولیں وہ سامنے موجود تھا آکھوں میں
کرب کا نہیں رہا۔

”نظر پکڑنا؟“ اس نے کہا میرب نے اس کے ساتھ لے کر چلا ہوا۔
اس کا کہا تھا غیر متوقع تھا کہ وہ کمرہ کھانسی اس نے جو
مناج تھا کیا؟

”جلدی کرو! آ جاؤ۔“ وہ نظریں چا کر بولا اپنی محبت

سے منہ مڑتا کھنکھاتا ہوتا میرب ہانسی سول جواب
کے بعد اس کے پیچھے چل پڑی۔ کچھ کے دروازے سے
نفیلت نے دلوں کو آگے پیچھے جانے دیکھا تو سکون کا
سانس لیا۔ لی جان کے فیصلے نے تو ان کو ہلکا کر دیا تھا
کیا جواب دینی پڑتی تھی وہ سب کو میرب نے کیا کیا؟
میرب نے خاموشی سے ساری پکڑ لگائی وہ آگئی وہ بیٹہ
پر لیٹا اسے لہر اڑھ کر سے میں کھوتا دیکھ کر اسے توقع
نہیں کی کہ وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے آگئی جلدی
رانی ہو جائے گی۔

بڑے شاہ صاحب نے میرب میں کڑی چھوٹی گاڑی
میں نہیں کروادی کیونکہ اب اسے گاڑی کی ضرورت تھی۔
سب نے آکھیں پہلے سے رخصت کیا اور لی جان نے بھی
ایک دفعہ میرب پر بیٹے کی خاطر خود کو کھانا تھا۔

انہیں گھبراہٹ کرنے میں کچھ وقت لگا یہ چھوڑا سا
گھر بھانچوں نے سالوں پہلے خرید کر فرشتہ کیا تھا انہیں
برنس میٹنگز کے لیے جب بھی آتا ہوتا تھا وہ ہمیشہ تیار
کرتے تھے۔ چار اگلوس کے بعد آئے سامنے دو بیٹے
روڑتے تھے دلوں کی بینک والی کڑیاں پکھیلے لان میں
کھلی گھنٹیں لان میں کھلے ہوئے پھول کھڑکی سے باہر
منظر پیش کرتے تھے۔

”دلوں میں سے جو بھی کر پند ہوئے لو۔“ زبان
نے اسے کمرے دکھانے سے کہا وہاں کی بات پر چوکی
تھی کیا زبان اس کے کہنے پر کھانا چاہتا تھا۔
نے اپنا سامان نیچے ہی رکھ دیا زبان پر بند کھانا چاہتا تھا
اپنا سامان لینے۔ ذرا بعد وہاں دو ملازم موجود تھے ذرا بعد
اپنی بیوی کو بلایا تھا اس کا کسی کی پہلپ کرنا۔ کائنات
نے ٹافٹ پہلے کھانا کھا کر پھر اس کے لیے جانے لے
آئی اسے اس وقت شدید طلب محسوس ہو رہی تھی جانے
پہنچے ہوئے اس نے اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں
سوچا تھا۔ سے کھانسی خوش نہیں تھی۔
وہ اپنے بارے میں بھی جانتی تھی اور زبان کے بارے

میں بھی۔ زبان شام میں میرب سے کہا تب کہ وہ کائنات
کے ساتھ لگ کر کھانا کھانے کے لیے زبان کے آتے ہی
کائنات نے کھانا میز پر لگا دیا وہ میرب کا انتظار کیے
چاپ چاپ بیٹھ کر کھانے لگا۔ وہ جھانکی نہیں کر میرب
کھا چکی ہے یا نہیں میرب شہزادی کی محبت سے رہی۔ وہ
کھا کر ادراس بھی ہو گیا وہ اپنی جگہ محسوس کر رہی تھی۔
”تم نے کون سا کمرہ لیا؟“ اوپر جاتے ہوئے مڑ کر اس
نے پوچھا۔

”کوئی بھی نہیں۔“ وہ مختصر جواب دے کر نیپٹل کی طرف
آگئی۔ بھوک اب ناقابل برداشت ہوئی تھی ان کا مسئلہ
بنائے رکھی تو بھوکا ہی سونا پڑتا۔ وہ آرام سے لوہا گیا اور
دائیں طرف والے کمرے میں جا کر اندر سے لاک کر لیا
میرب کے حلق میں یک لخت کھانا محسوس کیا تھا۔ اپنی کا
پورا گلاس چڑھانے کے بعد اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچ
لیا۔ اپنا مختصر سامان لے کر وہ بائیں طرف والے کمرے میں
آگئی۔ کچھ کے زندگی کی سب پر گزرنے والی تھی اس نے
بڑے سے فرشتہ بیٹھ کر دیکھے ہوئے سوچا اور اس چھانڈی
ساز بیٹھ کر بیٹھے ہی اسے جانے تک بیٹھا تھا۔

صبح اس کی آنکھ کھلا کر دیکھی اس نے اندھ کر کزنز
بنائے نرم پکھلی صوف بیٹھوں سے صبح نہ اُٹھنے لگی۔
باہر اس کا نظریں پڑا۔ وہاں لی جان کی کات چھانٹ کر رہا
تھا وہ اس کے کمرے سے گھبرا کر آئے تھے۔ وہ بھی تک نہیں
پارہی تھی زبان نے لی جان کے فیصلے سے غصہ کیا کیوں کیا
تھا؟ اسے اپنے ہر لڑکے کیوں لگا تھا یہ تعجب کے علاوہ
بھی اور کوئی بات نہیں کیا وہاں کی جانتے سے تھوڑی
(نور شاہ آبادی آئندہ شمارے میں)



المتاس صبا ایشل

آزماش رشتوں میں ضروری ہوتی ہے
نہ مل پانا کسی کی مجبوری ہوتی ہے
یاد تو دور سے بھی کر سکتے ہیں لیکن
مل کے ہی دل کی حسرت پوری ہوتی ہے



موسم کا کوئی عزم ہو تو اس سے پھچھو
کتنے پتہ ہجر ابھی باقی ہیں پہلے آنے میں
دشت ناک خاموشی اندھیرے کی سیاہ چادر اور صیہب
خوف کے زیر اثر اس کی سوچنے بھنے کی صلاحیت اس کا
ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ سرد رات میں وہ ملے جلی روشنی
والے سٹین زدہ کمرے کے ایک کونے میں سکر بیٹھی تھی۔
سردیوں کا تیز جھونکے سے کوئی کا کھلا کھڑی کا پٹ زور
سے بندھوا کر پھر چوٹ سے نکل کر زور دانا ڈانکے ساتھ
بٹا ہوا دایرہ کی پہلی حالت پر آ گیا۔ اس کے دل میں
کوئی بند کرنے کا خیال آیا پھر کاسہارا لے کر اٹھنے کی
کوشش کرتے ہوئے اس کی نظر کمرے میں موجود واحد
چارپائی پر پڑ گئی تھی۔

اگلے ہی لمبے اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں اور
دیوار کے ساتھ لگائی پھر آہستہ آہستہ باہر دھڑکے کی
شدت سے کانپ اٹھا۔ اس نے اپنا سر گھٹنوں پر رکھ لیا اور
دوڑوں ہار و مضبوطی سے گھٹنوں کے گرد لپیٹ لیے۔ یہ
تاریک رات اس کی زندگی کی سب سے طویل رات تھی
جاری تھی۔ کمرے میں اتنی خاموشی تھی کہ باہر ہوا چلنے کے
سبب ہونے والا لپکا سا ارتعاش بھی ساعت میں محسوس کیا
جاسکتا تھا لیکن اس نے ایک بار جو سر گھٹنوں میں دیا تو
دیوار کوئی آواز سے اٹھانے پر مجبور نہ کر سکی تھی۔ آواز میں
تو ایک طرف کمرے میں موجود دوسرے وجود نے بھی
اس کا تکیا جانب دینے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اس کا سبب کچھ
تھوڑا جس کو ہر رات وہ بار بار تیندے سے ٹھکر کر دیکھا کرتی تھی۔
ہر آہستہ پر وہ رات ہی تھی لیکن اب اس نے اپنا سر اٹھانے
کی بجائے گوشہ ہی نہیں کی گئی اس کا بدن سرد ہو کر سن ہو گیا
تھا۔ دل و دماغ میں کسی قسم کا کوئی احساس پیدا نہیں ہوا
تھا۔ جب کمرے کے دروازے پر دستک آیا ڈانکے کی
آواز آہستہ آہستہ بلند ہوئی پہلی کی گردوں سے پر جو بھی تھا
وہ مستقل مزاج تھا۔ اس نے ڈیرے ہوئے پلا خرمن لوہے
اٹھا دیات کی سیاہ چادر چھٹ چلی تھی۔ اس کے دل کو کچھ
طمینان ہوا وہ آہستہ سے ابھی اڑ کر لڑکھائے ہوئے

دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

دروازے پر چند خاتون کھڑی تھیں وہ خالی نگاہوں
سے آنکھیں کھٹکتے کی عجیب جھومک میں جن کے ہونٹ قبول
پر رہے تھے لیکن ان کے بولنے کی آواز سنائی نہیں دے رہی
تھی۔ تاہم ان کی طرف دیکھتے اس کے چہرے پر
عجیب سا تاثر ابھرا جب ان میں سے ہی کسی نے اس کا
ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور کمرے کے واحد کمرے کی طرف لے
آئیں۔ سب کی سب چارپائی کی جانب بڑھیں وہ بھی
قریب پہنچ کر کوئی ہو گئی ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے
چارپائی پر لیٹے وجود کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ اسے نگاہ کا
ٹھنڈا ہوا تھا اس لیے جان و وجود سے کہیں زیادہ مردے اور وہ
اپنا رخ احساس اس پر وہ وجود میں اتار رہی ہے۔ ڈھٹاسا
نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا کسی نے اس کے شانوں پر چادر
اوڑھائی تھی کوئی اسے نیکار ہاتھ کسی نے اسے چھوڑنا
چاہا تھا کوئی اسے سنبھال رہا تھا۔ سب گڑے ہوئے ہاتھ کھول
کر مل دھندلے دروازے پر تھے۔ اس کی آنکھیں
اس دھندلے منظر کو دیکھ نہیں پا رہی تھیں۔ آواز میں
بھٹنے سے گھبراہٹ میں اس کا ہر اس نے آنکھیں میچ کرے سے
بند کر لیں احساس میں ہو گیا اور وہ آہستہ سے گئی۔

.....

گھٹنوں کی آواز سے سرخ کوٹ اور سیاہ چادر میں وہ بے
حد کوشش کھاتی دے رہی تھی۔ گردن میں سرخ سر کا کٹ
لیٹ کر اس نے بالوں کو کھلا چھوڑا ہوا تھا سرد شام میں وہ
لان میں پھر کی بچوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی تھی۔ یہ پھر
بھی اسے خزاں جیسے ہی معلوم ہوتے تھے۔ بخت اور
بے جان ہوا احساس سے مارا اور ظالم دلوں ہاتھ لپیٹ کر
اس نے گہری سانس لی اور آسمان کی جانب نظر کر کے ٹھنڈے
منڈر رزقوں کے آخری سرے دیکھنے لگی جن کے وجود کے
ہزاروں جیسے خزاں لگ کر کے لے جا رہی تھی۔

ہوا کا تیز جھونکا آواز آ کر خری بھکیاں لینے کی چوں کو
ان کی شانوں سے علیحدہ کر گیا اس نے آنکھیں میچ کر
دوڑوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ اسے فضا میں چوں کے

73

کیونکہ رادی کا کافی اعلیٰ اور چاہئے گا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔۔۔“
 غفران کے چہن کے نام لینے پر حلال پٹائی دے دیتا ہے کچھ سوچے بیشک طرح پڑ پڑا کر۔۔۔۔۔“
 ”حلال آئی۔۔۔۔۔“ دوسرا سوچے آتا کہ رادی جان رُخ سے تلک رکھ دیتا تو۔۔۔۔۔ غیاث بھائی تو رُخ شمع ہونے پر آپ کوئی کھا جاتے۔“ غیاث کا قبضہ بے ساختہ تھا حلال تھے گھٹیں کھینک کر انہیں سنا سے مورا۔۔۔۔۔“
 ”کیا ہوا نہیں پسند آیا اچھا سوچیں اگر غیرت رکھ دیتے تو۔۔۔۔۔“ اس نے انہیں گول گول کھائیں۔۔۔۔۔“
 ”یہ کچھ مناسب ہے۔۔۔۔۔“ غیث صبر سے ہونے ہوئی۔۔۔۔۔“
 ”لورا اگر کسی کی غیرت ملی کے سات لڑائی ہو جاتی تو وہ غیرت سے پہلے ”نے“ دیا کرتا۔“ غفران خاشکی اندامات کے تحت ہمیشہ کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کر دوڑتا ہوا دروازے پر پہنچ جاتا۔۔۔۔۔“
 ”ایک لورا نام کی ذہن میں آیا ہے بھائی پلیر بتاتے ہیں پھر میں جا رہا ہوں۔“ دروازے پر پہنچ کر وہ مصیبت سے بولا۔۔۔۔۔“
 ”گروڑ۔۔۔۔۔“ غیاث اپنی جگہ سے اٹھا غفران قبضہ لگا تھا جگ گیا حلال سمیت سب کے چہرے سے سگڑا رہے تھے غفران اور غریبہ بھی سونے چل دی۔ اب لاؤ بچ میں صرف حلال اور غیاث تھے لورا گھری خاشکی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔“
 ”کیسی ہو؟“ غیاث نے ہی خاموشی کھڑا۔۔۔۔۔“
 ”ٹھیک ہوں۔“ وہ سولے سے ہوئی لہجہ صریح کی تھا کاٹ لیے ہوئے تھلے۔۔۔۔۔“
 ”ٹھیک ہو تو ٹھیک کئی کیوں نہیں؟ کیوں خود کو زنا دے رہی ہو۔“ وہ اس کے لاس چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔“
 ”آپ جانتے ہیں یہ میرے کس میں نہیں۔“ وہ کہیں ہاتھ کی پٹلی پھیلائے اس میں چاہئے کیا بخون رہی تھی۔۔۔۔۔“
 ”اُنی اور ہماری خوشی کے لیے ایک کوشش تو کر سکتی ہو ناں۔“ غیاث نے موم ہو کر اس سے لپسے سے پوچھا۔۔۔۔۔“

”لورا اس کوشش میں ایک بار پھر نقصان ہو گیا تو۔۔۔۔۔“
 حلال نے اٹھا ساہل کر۔۔۔۔۔“
 ”نقصان تو دوسری صورت میں ہونا ہی ہے کیا مجھے کسی اور کے پاس دیکھ کر برداشت کر سکتی؟ تم جانتی ہو ناں مابا خرید انتظار نہیں کریں گی اور ان کی بات سے انکار کرنا میرے لیے ممکن نہ ہوگا۔“ وہ دھمکی لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔“
 ”دوسری صورت میں یہ یقین تو ہوگا کہ آپ سلامت رہیں۔“ وہ سولے سے ہوئی بیا کوروں میں نی جھلسا رہی تھی۔۔۔۔۔“
 ”بہت رات ہو گئی ہے سو جاؤ صبح بات کریں گے“ وہ جتن سے سوچ کر جلدی کھڑا تھا آج ہی صورت حلال کو سنا ہے گا پھر سے لا جواب ہو گیا تھا۔ حلال تو کمرے میں چلی گئی اور وہ سونے سے پشت لگا کر نجانے خیالوں کی کن بھول بھلیوں میں شگ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔“
 ”یہاں تو روز آئی وہاں تو راس طرف چلتے ہیں۔“
 غیاث حلال کے ساتھ آج پارک آیا تھا وہ حسب عادت اپنے پسندیدہ گوشے کی طرف بڑھ رہی تھی جب غیاث نے اسے دوسری جانب آنے کا کہا اور خود بھی قدم اس طرف بڑھا دیئے۔ تنگ موسم میں رعد ہالوں کی طرر چھائی ہوئی تھی۔ پارک میں لوگ نہ ہونے کے برابر تھے ایسے موسم میں حلال جیسے سر بھرے ہی باہر آنے کا شوق رکھ سکتے تھے چند فٹ سے زیادہ نظر میں دیکھ کر تپس پادی تھیں۔۔۔۔۔“
 ”کسی عجیب لاس موسم ہے ناں لگا ہی منہ ہونے کے باوجود غلظت دیکھنے سے عاری ہیں۔“ حلال غصیلی آواز میں بولی۔۔۔۔۔“
 ”لورا کیسے؟“ اتنا خوب صورت تو ہے نہ دیکھو یہ رعد لاسیا نہیں لگتا جیسے ہم رادوں کے درمیان چل رہے ہوں۔ یہ بالکی ہو گیا نہیں لگتا جیسے ہم رادوں کو ہالوں میں اڑا کر لے جانا چاہتی ہے اچھا خاصا رونا تک موسم ہے۔“

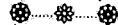
غیاث گفتگو سے بولا۔۔۔۔۔

”مجھے تو اس موسم میں دیرانی ہی دیرانی نظر آتی ہے نہ کوئی رنگ نہ کوئی منظر لورا تو کوئی لادی کا پھول دکھائی نہیں دیتا ہر سو خالی شاخیں سمجھ رہی ہیں جڑیاں تیرت جھری ہوئی ہے۔“ وہ غمزدہ ہو کر کربا بیزہ میں بولی۔۔۔۔۔“
 ”پھر سے شرد۔۔۔۔۔“ چلاؤ جنہیں امید کا پھول دکھاتا ہوں۔“ وہ اس کا ہاتھ تھامے تیز قدموں سے چلنے کا پھر کھٹکا سے پر جا کر کربا گیا۔۔۔۔۔“
 ”یہ کھٹکا امید کا پھول۔“ وہ اتنا نماز میں بول کر بیٹے پر ہاتھ پاندھ لاس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔“
 ”بھروسے چڑھ خالی ہیز اور گلوں سے عاری موسم میں ہو رہا تھا جو بہت حیرت سے شان سے حاکم سے محفوظ کے درخت کو دیکھ رہی تھی جو نام صرف بھرا تھا بلکہ پھولوں سے لدا ہوا بھی تھا۔ انگو کے پھول سے مشابہ لاس کے پھول ڈالیں پر ترتیب سے جڑے ہوئے تھے پہلے پھر کھٹے گھڑا دھکے پھر خوب صورت سیپ بنی دیکھ لیاں۔۔۔۔۔“
 ”پت جھڑ میں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ وہ بے یقینی سے بولی۔۔۔۔۔“
 ”لاس کے یہ پھول نام صرف پت جھڑ میں بہار کے آنے کی امید ہیں بلکہ یہ دیکھنا کیوں سے لادھ کھلے پھول اور پھر سے پھول بنے تک کا سارا جیون ہمارے سامنے ہے جو ہمیں اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ گزراں ہو یا بہار زندگی کا سفر کرنا نہیں چاہیے آگے بڑھنے کی کوشش ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے۔“ وہ حلال کا ہاتھ تھام کر اسے بتا رہا تھا کچھ بھانجا تھا۔۔۔۔۔“
 ”جانتی تو لاس آگے بڑھنے کے لیے ہر مشکل کا سامنا کرتا جاتا ہے۔ زمین تیز لڑی ہو یا زمین تیز چلی ہو یا بھر بھری یہ ہر طرح کے حالات کا سامنا کرتا جاتا ہے اور آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے تو ہم انسان ہو کر کیوں آگے نہیں بڑھ سکتے؟“ وہ اس کی طرف بنا دیکھے بول رہا

تھا دوسری طرف برف کھل رہی تھی۔۔۔۔۔

”حلال۔۔۔۔۔“ موسم بار نہیں ہوتے موسم تو اندر ہوئے ہیں اندر کا موسم خوب صورت ہوتا ہے ہر کوسم زمین اور دلکشی محسوس ہوتا ہے۔ چاروں طرف تپتیاں اڑتی ہیں پریاں ٹھٹھکی اور گنگو چمکتے محسوس ہوتے ہیں لیکن اندر کا موسم لاس ہوا اندر دربار بار کرکشی بدلتا ہوا بھی ہے سیاہ جڑ کے بار بار ذہن و دل کی سلیٹ پر نظر آتے ہوں بے سکونی چھائی ہو تو پھر ہر موسم بے رنگ محسوس ہوتا ہے۔ بیزہ بھی دیرانی لگتا ہے ہر رنگ سیاہ لہا اور سڑے سامنے نظر آتا ہے۔“ غیاث نے دانہی کے لیے قدم بڑھائے تو حلال بھی اس کا ساتھ دیتے ہوئے اس کی بات بغور نہی تھی۔۔۔۔۔“
 ”جس میں بیزہ کے لیے مجھے بالوں کو بے موسم آج نہیں تو اگلی بار مجھے تم سے چین لے گا کیونکہ ہمیں لگتا ہے کہ تم جسے چاہتی ہو وہ تم سے دور ہو جاتا ہے تم سے چھین لیا جاتا ہے اور چاہتی ہو میں کیا سوچتا ہوں؟“ غیاث نے سولہ انداز میں اس کی طرف دیکھا اس نے سولے سے لٹی میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔“
 ”میں سوچتا ہوں کہ اگر تم نہ لٹی ہو میری زندگی بھی ایسی ہی بے رنگ اور خالی ہو جائے گی جیسے تم محسوس کرتی ہو۔“
 حلال کے ہونے قدم کی دم کیسے دھکے سے جھٹکا۔۔۔۔۔“
 ”جنگ کہہ رہا ہوں حلال۔۔۔۔۔“ تھمرا ہے سوا کوئی دوسری ذات کسی میری زندگی میں رنگ نہیں بھر سکتی۔ تم ہی میری لاس ہو کیا تم جانتی ہو کہ میری زندگی میں کبھی بہار نہ آئے گی ہمیشہ زرد موسم کا سایہ رہے۔“ حلال کی گہری آنکھیں جھلسا رہی تھیں شفاف موتی پھر سولے تھے۔
 اس کی گردن ہولے سے لٹی میں اُپر غیاث کو لگا کہ کبھی اس کا جو روئی سے بھر گیا ہونڈوں ہاتھ ہوا جس ہمارا کردہ خوشی سے اچھا حلال اس خوشی سے سکرانے لگی آس پاس ہر طرف موت بکھرنے لگی تھی۔
 ہر سمت ہوا میں پانی کی نمنا سانس میں زرد پتے تیرتے ہیں

بنت کی تیری کیا غمزدہ رہا ہے
پھر مجھی..... پھر مجھی
موسم کا بارانا تھا نہیں ہے
زور چوں ستارے راتوں میں چلوں کا سکرانا
نفاضا خوشبو کا پھیل جانا
پتہ پانی کا صاف ہونا
اتنا صحن نہیں ہے
زور چوں پر سکر کے بہا جانا
غبارِ لودی تیری ہے جسمیں مضمحل لانا
اتنا صحن نہیں ہے



رہے تھے۔ رسم کے لیے غیاث کا انتظار تھا سب باری
باری مسلسل غیاث کو کون کر رہے تھے لیکن غیاث خون نہیں
اغبار تھا۔ دس بجے بارہو بجے..... شوشیں نے سب کا کان
گھبراہٹ سے ماموں نے آؤں جا کر بھی دیکھا لیکن کہیں
کوئی آتا نہ تھا۔ حال تک بات پہنچی تو اس کے سارے
دھم مارے روتا دواں لوٹا۔ کسی انہونی کے خیال نے
اسے ایک بار پھر گھبراہٹ میں رات گزرتی تھی۔ صبح کے
وقت غیاث پر تھوڑا سا تھکا لیکن ہسپتال سے لوٹا تھا فانون
حال نے اطمینان کیا۔ کوئی کھربہ تھا کہ ”غیاث کی گاڑی کا
ایکسٹنٹ ہوا ہے“ گاڑی بڑی طرح تباہ ہوئی ہے۔ ڈرائیور
کی حالت بہت ناگہم ہے۔ کہنے والا اور بھی کچھ کہتا
رہتا تھا حال کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ وہ لہو آ کر گر
پڑی تھی۔

”کیا ہوا؟“ سب ہی دوڑ کر اس کے گرد
جنگ ہو گئے۔

”غیاث کا ایکسٹنٹ..... مٹی ہسپتال.....“ سب اپنی
جگہ ساکت ہو گئے۔

”میں مٹھیوں ہوں..... یہ موسم نہیں ہے.....“ کہا تھا
اسے..... کیا کہا تھا..... اس نے میری ایک نئی..... وہ
ہوش وحواس سے بچا نہ ہو رہی تھی۔ غصہ اور شور ماموں فوراً
ہسپتال کے لیے نکل گئے کسی کو کچھ نہ تھا رہا تھا کہ کون
کے کیسے کسی..... سب ایک ہی جگہ برسوس رہے تھے
سب کو ہی حال کی سوچ اس کے دھم اس کے گرد لپکتی
محسوس ہونے لگی۔

خواب پر لگو کر تھیں کرنے لگی رنگین روشنیاں بچھ رہی
تھی سیاہ پردے ہر طرف لہانے لگے۔

میرے احساس کی تھی میں
سب سے زیادہ موم کا تیرا ہے

درنجب جانے
جانے کب سے پتہ جھڑکے

وہ پھینکے گدا سلاخ ہر گئے ہیں
کدہ کشا زرد ویشیاب

خیال بانکی رحمان نہیں لکر
کوئی کوئیل نہیں مٹتی
یہ یاد رسال کی شامیں
ہوئی خبریں بکھارے
کہاں کی کوکھ سے میرے پتے
بڑی مشکل سے آگ پائیں
جواگ نہیں.....

تو بھلی زیست کا تھا سورج
انہیں اس شاخ پر لٹکے نہیں دیتا
ہر پتے نہیں دیتا

یہ سو گھڑ رہتے
اب میرے ان سو گھڑاؤں کا مرد تھیں
جنہیں ماموں کی آغوش نے
تعبیر سے پہلے.....

جلا کر کاکھ کر ڈالا
میرے سلا

میرے احساس کے دریاں مجھ میں کھیں
ہمارے لوشہ آج بھول چکی ہیں؟



تقریباً دو گھنٹے بعد بڑے ماموں گھر کے بیرونی
دروازے سے اندر داخل ہوئے کے ساتھ میرے ماموں
تھے اور ان دونوں کے پیچھے تھا پادرا خڑا لیکن صبح
سلامت غیاث کو اتارنا حال نے کبھی سنا نہ تھا کبھی
تھی چند لمحوں کی تھی میرے دروازے کی تک پہنچی آج بڑا
کڑے ڈرتے اس کا تھا چھوڑا کہیں خواب نہ کھو رہی

ہو۔ تڑپ کر بناس کے ہونے کو لگا لگا کر اس کے
سینے سے لگ گئی۔ غیاث اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔
”تو بے خوف لڑکی..... بات میری تو سن گئی تھی۔“ وہ

پیارے سے اسے انڈر ہا تھا اسی سے حال کو اپنی پوزیشن کا
احساس ہوا وہ چل ہو کر پیچھے ہوئی۔

”غیاث کا دورست اس کی گاڑی پر کچھ کر کے لیے لے
کر گیا تھا اس کے ساتھ راہ میں حادثہ پیش آیا۔ اطلاع

ملنے پر غیاث جلدی میں نفس ہی موبائل بھول گیا اور
ہسپتال چلا گیا۔ رات بھر ہسپتال کے معاملات اور
پریشانی میں الجھا رہا صبح خیال آیا تو وہیں سے ڈرائیور کو
گھر اطلاع دینے کو کہا لیکن ہماری سہیل نے گھر اپٹ
میں لہری بات ہی نہ کی۔ ”غصہ ماموں تفصیل سے کاہ
کر رہے تھے۔ سیاہ چادر پھٹنے لگی رنگ ایک ایک کر کے
روشن ہونے لگے۔

”میں نے کہا تھا ماموں سہیل کے اندر ہوتا ہے یقین
نہیں آتا تو اپنے اندر جھانک کر دیکھو۔“ غیاث ہولے
سے حال کے کان میں نکلتا۔

”میں بھی تمہارے لیے اکتاس ہوں ناں؟“ وہ یقین
پر میرا جاتا تھا غفروں کی تیر نظروں سے یہ نظر بھلا کیسے بچ
سکتا تھا۔ شراہٹ سے حال کے گال پہنچے گئے اور اس
نے ہولے سے ٹہاٹ میں گردن ہلانے۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ اب اپنے خاندان سے یقین
والے تمام کچھ کر کے کاف کا اجرا کر دیا جائے تو پھر بھائی
آپ کا کپاتی ہیں کاف سے.....“ بات کہتے ہوئے وہ
دروازے تک پہنچا ایک سے بعد سب کی کچھ میں بات
آگئی کسی سب نے دروازے کی گھبراہٹ کر دیکھا اور پھر

ایک ایک جگہ تھوڑے فاصلے پائندہ ہوئے۔
امید کے کھول کھلنے گئے تھے

سلاخ ڈھانڈھائی جگہ چھوڑ رہے تھے
اب ہر طرف خوشیاں تھیلیاں اور پریاں رقص
کرتے لگیں۔

موسم خوب صورت ہوتے ہیں یہ بات حال کو
دیر سے کسی پر سمجھا تھی۔

آجکل فروری ۲۰۱۸ء 79

آجکل فروری ۲۰۱۸ء 78

تیری زلف کے سہوئے تک

اقرا صغیر احمد

جو آسمان پر ہمیشہ رہا ہے آج اسے ہمیں بتانا ہے اک جگہ زمین بھی ہے اتنا پرست ہے وہ جانتے ہیں ہم لیکن وہ خود بلانے گا اس بات کا یقین بھی ہے



(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

ہار اور فوٹل ساحل سمندر پر انشراح کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن فوٹل اس کی خود کشی کی حرکت پر شاک زدہ جاتا ہے جب ہی وہ اپنے دل میں اس کے لیے ہوردی سوسن کرتا ہے ہار اسے عاکفہ کے گھر لے جاتا ہے اور وہ وہیں تمام ہاتھ پاؤں عاکفہ سے پتھر کرتی اپنی خود کشی کے بارے میں کسی کو نہ بتانے کی درخواست کرتی ہے ایسے میں جہاں آراتک بھی یہ بات کچھ جانی ہے اور وہ انشراح کی زندگی کی چٹائی اس کے سامنے رکھ دیتی ہیں کہ تو یہ جو کہ اب روشن کے نام سے اس کی خال کی حیثیت رکھتی ہے وہی دراصل اس کی ماں ہے اور وہی میں ایک ہر ماڈل بھی رہ چکی ہے یہ حقیقت جان کر انشراح اپنی ماں روشن سے بات کرتی ہے مگر وہ اسے ٹھوکر کرنے سے انکاری ہو جاتی ہے یہ انکار اپنی شادی شدہ زندگی کو بچانے کی خاطر کیا جاتا ہے لیکن روشن کی یہی انشراح کو مزید مشتعل کر دیتی ہے ایسے میں جہاں آراتک اس کے باپ کی بھی اصلیت سے اسے آگاہ کرتی ہے کہ اس کا باپ ایک مشہور سیاستدان اور فوٹل کے اصل کی حیثیت سے سامنے آتا ہے یہ سچ حقیقتیں اسے ٹھٹھکیں سے لے کر ہلکا سا سہی ہیں اس لیے میں باغیانہ جذبات اس کے اندر جھرجھاتے ہیں اور وہ سب سے خائف ہوتے ہوئے بدلے کی آگ میں جھٹکتی ہے۔ سارے فوٹل کی بے بسی پر کڑوسی ہے ایسے میں لا ریب اس کے دوسری لڑکی میں اولو ہونے کا بتاتا ہے اگرچہ یہ بات شکوک و شبہات لیے ہوئی ہے لیکن ساری کاروبار کی بات پراچھ جاتا ہے کہ فوٹل اس کے علاوہ کسی اور کو پسند کرتا ہے دوسری طرف زیدہ سوڈہ کے ہاتھ سے خون لکھنا دیکھ کر مشتعل ہو جاتا ہے اور عروہ سے حاسمی رخ نکالی ہو جاتی ہے جب ہی وہ سوڈہ کو ذریعہ تنگ کی خاطر اسپتال لے جاتا ہے مگر انڈیہ کو عروہ کے جتنا قریب کرتا جتنی ہے وہ اپنی کرن سے اسی قدر دور بھاگتا ہے باندہ اور افراد رمضان کے ساتھ لاہور آتی ہے اور میں جینے کو بھی بلائی ہے اور جلد اپنا پروپوزل بھیجے گی بات جینے سے کرتی ہے جینے اس کے کہنے پر راد کی کو زیدہ کے گھر بھیجتا ہے لیکن زیدہ کے لیے جینے کا یہ پروپوزل کسی شاکند سے نہیں ہوتا اور وہ اس رشتے سے صاف انکاری ہوتا ہے ایسے میں میرا زیدہ بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں لیکن باندہ واپس آتے ہی جینے سے اپنی عبت کا ذکر کرتے ہر صورت اس رشتے پر آمادگی ظاہر کرتی ہے بصورت دیگر وہ خود کی کا کہہ کر میرا زیدہ کو خوف زدہ کر دیتی ہے۔ (آپ کے پڑھنے کے لیے)



زیدہ پر لگا پڑتے ہی میرا زیدہ گھبرا کر کھڑکی ہو گئی۔

”جینا آؤں..... وہاں کیوں کھڑے ہو۔“ وہ کو کھلائی گئی تھیں۔

”بھائی! میں نے بہت سس کیا آپ کو توئی کو یہ بھائی۔“ وہ بھاگ کر اس سے لپٹ گئی زیدہ نے بہت محبت و شفقت سے اس کے سر پر بوسہ یادہ اس کی بات سن نہیں سکا تھا۔

”میں نے بھی تم کو بہت سس کیا تم کھر کی ساری رویتیں اپنے ساتھ سیٹ کر کے گئی تھیں صرف ادا سیاں گھر میں ڈیرہ جمائے ہوئے تھیں۔“ وہ اسے بازو کے گھیرے میں لیے ہوئے بیڑ پر بٹھکا اور اس کا خوشگوار سوڈ بتاتا رہا تھا کہ اس نے کچھ سانس بھی ڈکرن یہاں ایک قیامت آگئی ہوئی۔ میرا زیدہ باندہ نے کھکھ کا سانس لیا تھا پھر میرا زیدہ خود کی دوسری طرف آ کر بیٹھ گئیں اور نہ سکون انداز میں ان کی طرف دیکھنے لگی۔

”وہاں خوب انجمائے تو کیا کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟“ اب وہ اس کے چہرے کو بخور دیکھتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔

”جی بہت انجمائے منت ہوئی۔“

”رنگی.....! لیکن تمہارے چہرے سے تو نہیں لگتا ڈسٹربنگس دی ہو کوئی بات ہے..... پر اہم ہے کیا؟“
 ”اے کیا پر اہم ہو سکتی ہے بھلا بھلا کی موجودگی میں عفراسے زیادہ وہ اس کا خیال رکھ رہی تھیں۔ یہ تو ممکن
 کی وجہ سے چہرہ اتر گیا ہے ورنہ ڈسٹرب ہونے والی کوئی بات ہی نہیں ہے بیٹا۔“ انہوں نے مسکراتے ہوئے
 وضاحت پیش کی۔

”سماٹھیک کہہ رہی ہیں ریٹ کروں گی تو فریش ہو جاؤں گی۔“ وہ جراسمکرائی وگرنڈل تو باغی ہو رہا تھا کہ صاف
 صاف اس سے کہہ دے کہ وہ جنید کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔
 ”اوسکے سمانے تم کو بتایا کہ جنید کی دادی تمہارا پر پوزل لے کر آئی تھیں تمہاری کیا مرضی ہے اس پر پوزل کے
 بارے میں؟“ وہ بتا سکی تھیں کہ جنید کی ہے گویا ہوا۔
 ”اس کا تے دیر ہی گئی ہوئی ہے ذرا آسلی سے معلوم کروں گی۔“

”چلیں ابھی میں نے رائے معلوم کر لی ہے بتاؤ مائدہ کنارائے ہے تمہاری؟“
 ”کیسی باتیں کرتے ہو بیٹا..... مائدہ کنارائے دے لی؟“ عمر انہوں کی آنکھوں میں بغاوت دیکھ چکی تھی
 اس سے کوئی بعید نہ تھا کہ وہ اپنے حق کے لیے بھائی کے سامنے بھی لحاظ و مروت والا طے طاق رکھ دیتی اور جواباً
 وہ اس کی صورت دیکھنے کا بھی رد و اوار نہ ہوتا تھا حیات اور وہ ماں ہونے کے ناطے ایسا کچھ برداشت نہیں کر سکتی
 تھیں سو فوراً بولیں۔

”مما..... زندگی مائدہ کو گزرائی ہے اور پھر یہ اس کی زندگی کا معاملہ ہے یہاں ہم سے زیادہ اس کی رائے کی اہمیت
 ہے اور میں اس کی رائے کو لو لیت دوں گا۔“

”اوسے یہ کیا رائے دے گی؟ کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہوں؟“
 ”میں جانتا ہوں جنید کی دادی زیادہ انتظار نہیں کریں گی ان کی عادت ہر کام بہت جلدی سرانجام دینے کی ہے وہ
 رات تک بھی مبر نہیں کریں گی۔“

”جب آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ رشتہ نہیں ہوگا پھر مائدہ کی ہاں یا نہ کا کیا سوال؟“ وہ اچھے انداز
 میں گویا ہوئیں۔

”میں نے آپ کے آنے کے بعد رات بھر سوچ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس اہم فیصلے کا حق مائدہ کا ہے اس کو ہی
 فیصلہ کرنا چاہیے۔“

”لیکن آپ کے ستر دکنے کی وجہ بھی تو کوئی ٹھوس ہوگی آپ نے کہا تھا ایک دوست ہی دوسرے دوست کے
 بارے میں اچھی طرح جانتا ہے پھر آپ کی اور جنید کی دوستی بچپن سے ہے آپ کو اس کے کردار مزاج و عادات کے
 بارے میں تمام معلومات ہیں اور یقیناً میں کچھ ایسی بھی ہوں گی جو اس کو اس قابل نہیں بناتی ہوں گی کہ وہ ہمارا دادا بن
 سکے۔“ وہ مائدہ کے چہرے کے بچنے بگڑنے کے زوایوں کو نظر انداز کر رہی تھیں۔ ”تب ہی آپ نے انکار کیا تھا میں بیٹا۔“

”یہ کس طرح ممکن ہے ممما..... جنید بھائی کے دوست ہیں ایک دوست دوسرے دوست کی شناخت ہوتا ہے۔ میں
 اپنے بھائی کو اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ ایک قابل فخر بھائی ہی نہیں آئیڈیل انسان بھی ہیں اور ایسے انسان کا دوست
 کس طرح خراب کردار یا مزاج کا ہو سکتا ہے۔“ مائدہ نے جس طرح سے جنید کی طرف سے صفائی پیش کی تھی اس کے
 اعتبار اور اعتبار نے دونوں کو ہی ششدر کر ڈالا تھا۔



”شرعی تہاں چاہیے تم کو ماندہ بھائی کے سامنے کیا اولیٰ اول بیکر ہی ہو؟“
 ”مما پلیر..... آپ ایسے سچے دل والے ہوں، ہم دونوں کو بات کرنے دیں۔“ چینیہ نے اس کے گھر میں نقب لگائی
 تھی اس کے اعتقاد دھرم سے کا خون کیا تھا وہ ہر بار اس کو دوسروں کے گھر چلانے سے باز رکھنے کی سعی کرتا تھا
 اور وہ اتنا کھلیا سخی نہ جیتا تھا کہ..... دل تو کمر جا تھا سیف میں موجود ہوا اور کی تمام گلیاں اس کے
 سینے میں اتارنا چلا جائے اور اس دنیا کو اس کے وجود سے پاک کر دے لیکن دل میں گئی آگ کو دیکھنا کہ ناں کو
 پر بیٹیاں سے دور رکھنا تھا۔
 ”آپ نے تم گھر کی میں اس کو بھائی کے ساتھ باپ کی محبت بھی دی ہے اپنی خوشیاں قربان کر کے اس کے لیے
 خوشیاں بنواری ہیں اور ہم.....“

”تب ہی تو کہہ رہی ہوں بھائی نے ہمیشہ پر فیصلہ گیری مرضی کے مطابق کیا ہے پھر یہاں اتنا اہم فیصلہ بھائی
 میری مرضی کے بغیر کیوں کر لیتے ہیں؟ یہ گیری زندگی کا معاملہ ہے اور میں جانتی ہوں چینیہ کے علاوہ میں کسی دوسرے
 شخص کے ساتھ خوش نہیں رہ سکتی بلکہ تجو یہ کہ میں چینیہ کے سوا کسی سے شادی نہیں کروں گی۔“ کئی رات جب خبر
 ملی تھی اس کے ارشے سے انکار کیا دولاؤ میں مل رہی تھی ادب وہ ساری آگ لطفوں میں بدل گئی تھی۔

”ماندہ حد میں رہنا چاہیے کیا ہوا کیا ہے؟“ نہیں جو زبان چاہا ہے وہ باسو سے سمجھے بولے جاری ہو، کوئی لحاظ و
 حرمت نہیں رہی ہے نہیں سمجھتا تھا؟ آج چینیہ کے اتنے قریب تم کہ ہوئی کہ ایک لڑکے کی خاطر میں اور بھائی کا
 ادب دینا چاہی بھول گئی ہو۔“ عمر اندہ کچھ دیر میں میں نے یہ لکھنا اپنے غم سے اشتغال کو کنٹرول کر رہا ہے اور ماندہ کی
 ذمہ داری دے شری تہاں کر رہی تھی کہ اس پر چینیہ کی محبت کا چڑھا جھوٹ سر چڑھ کر بل رہا ہے بروقت اس کو قابو
 نہ کیا تو بات بہت درد تک جانے کی وہ تنگ کر رہا ہوئی۔

”کیا تم کو حال کرنا اور چینیہ کی زندگی میں آئے والی تبدیلی کوئی نہیں ہوتی ہے پہلے بھی بے شمار لڑکیاں اس کی زندگی
 میں آ چکی ہیں وہ فکری سے تیار ہے ساتھ وہ لاگ بائیم چند نہیں کرے گا جب وہ کم چھوڑ دے گا پھر کیا کرے گی؟“
 اس کی دیر صرف آواز بدست کی بلکہ گھر میں بھی جگمگ تھی اس احساس کے تحت کہ کجبت کی تالی دونوں ہاتھوں سے سختی
 ہے تو اس تالی میں دوسرا ہاتھ اس کی بہن کیا تھا۔

”یقیناً میں بھائی کا اسیا نہیں ہو گیا تو میں بھی آپ سے اور ماسے شکایت نہیں کروں گی اور ایسے بھی مجھے
 پاک لگتے ہیں کہ چینیہ کی زندگی میں بے شک بے شمار لڑکیاں آئی ہوں کی گھر میں ان کی زندگی میں آئے والی آخری لڑکی
 ہوں کی میرے بعد کوئی لڑکی نہیں آئے گی۔“ وہ چینیہ کے کہے کے لطفوں کو دہرا رہی تھی لمحے گھر کو کمرے میں گھر اس کو
 چھ گیا تھا۔

”زیر کوا ہے اصحاب صاب ہوتے ہوئے غصے میں تھے تھے نہ جانے وہ کس لمحے غلط کار کرکب ہوا تھا اور وہ بمورا
 اس کے گوش میں گھس گیا تھا اور اس کی پھولی کی بہن کو بھکانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

”ماندہ!“ عمر اندہ تنہا رہ گئی۔

”اب کچھ کہنا سننا لطفوں سے ممتا..... آپ داد کو کال کرو میں اور تیار تائی کو بھی بتا دوں کہ اگر میں جواب دینا
 ہے۔“ وہ کہ بہت تیزی سے دہاں سے چلا گیا۔ ماندہ کے چہرے پر ہست رنگی کھٹیاں پھیل گئی وہ بے تحاشہ خوش تھی
 جب عمر اندہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔

عالمہ اور بار کا لگا بہت ساری سے ہوا تھا دونوں کی فیملی کی علاوہ دونوں میں صرف نوٹل اور اشراش نے
 شرکت کی تھی اس آغا کا ہونا والے لڑکے کی وجہ بار کے والدین کی اگلی نسل رو گئی تھی جہاں ان کا بڑا س تھا اور وہاں
 ان کے کچھ بھائی ساسلی بھی تھے جن کو کوری مل کر تھا۔

”بہت مبارک ہو برادر۔“ خرا کا تہنہا دی مریز تائی، ”نوٹل اس سے گلے ہٹے ہوئے مسکر کر گویا ہوا۔
 ”بھیکس یاد..... سوچ چو کا مانا یہی کہہ سکتے ہیں یہی کیا کو میری گھر نہیں تھی ایک سوچ پہلے گونا تھا اب پھر
 لاٹھ رو کر چار ہے ہیں اگر اب بھی میں اٹھتی ہوں سرسوں نہ جاتا تو بلی گاڑی کی تھی۔“

دلی سرت سے اس کا چہرہ کھلا چار ہاتھ وہ عالمہ کا بارے حد خوش تھا عالمہ کو لڈن سوٹ میں گولڈی جیولری اور
 میک اپ میں لڈنوں سے بالکل مختلف ادب روخ ہو گئی تھی۔ لڑکے کے بعد ایک بڑے کلف و زک کا اہتمام کیا
 گیا کیونکہ دونوں طرف سے صرف اہل خانہ ہی دے رہے تھے لکھانے کا انتظام و اننگب روم میں کیا گیا تھا جہاں
 ویز ڈکھانا سرور کر رہے تھے خوشوار احوال چار ایک کا خوشی سے چہرہ دک رہا تھا۔ اشراش بھی عالمہ کو خوش و مطمئن
 دیکھ کر اپنی زندگی میں رو آنے والی ساری تنہائیاں و دم بھلانے سکراری تھی عالمہ کو اس کی ساس اور سسرالی خواتین
 چھبرنے تھی نہیں اس کی ساس بے حد خوش لگ رہی تھیں۔

حور بانوان سب کو کھانے کے کمرے میں لے گئیں اب عالمہ اور اشراش تھیں تنہائی پاتے ہی عالمہ ایزی
 ہو کر بیٹھتے ہوئے مطمئن لڈو چھہ میں ہوئی۔

”اف اللہ..... اتنا مشکل جیک جگہ گردن جھکا ہے بیٹھے رہنا میری کمر اور گردن اکر کر رہ گئی ہے سارا دن تم نے
 پار میں رہے جا کر فٹم کر دیا میں کل اور ہا ہے بیٹھنے کی سزا میں رہی ہے سچ ہے۔“

”دل میں لڈو چھوٹ رہے ہیں اور بار بڑی بے زاری دکھا رہی ہو۔“ وہ بھی ایزی انداز میں بیٹھتے ہوئے شوشی
 سے گویا ہوئی۔ ”نیکلی عالمہ..... آج تم بہت کیوٹ لگ رہی ہو بے حد پرہیز۔“

”اس میں میرا کیا کمال..... یہ سب بیویش کی محنت ہے۔“

”تم نے بھی میک اپ پر پیشگی کیا تاں بیویش کے علاوہ زیادہ کمال تمہاری سادگی کا ہے دیکھا ہے بھائی کی ماس پر
 کس طرح خدا اور ہی میں۔“

”ممانے ہمیشہ ہی سادگی کا درس دینے وہ کہتی ہیں کنواری لڑکیوں کا جتنا سنورا کوئی معنی نہیں رکھتا۔“ بنت حوا کا
 صرف اپنے خاوند کے لیے ہی جتنا سنورا چاڑھے اور لکھنا چاڑھ دوں نہ گیا۔

”گلدہ..... آج کی بہت سی باتیں میرے دل کو چھوچھو ہیں۔“

”تم کہہ رہی ہیں بالی کو لے کر آؤ گی پھر کیوں نہیں آئی ہے وہ؟“

”مانو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے رات سے نوروہ ان کی وجہ سے نہیں آئی کسی دن مبارک ہاؤس آئے گی تم
 کو۔“ حوا طاز مد نے اشراش سے کہا کہ کیا دلہا میں ان سے ملنا چاہتے ہیں۔

”بار بھائی مجھ سے ملنا چاہتے ہیں یا تم سے؟“ طاز مد کے جانے کے بعد وہ اس سے شوشی سے گویا ہوئی تو وہ بعض
 مسکرا کر رہ گئی۔

”معلوم کرتی ہوں دیسے دل میں کچھ کالاک رہا ہے۔“ وہ باہر نکلی تو یوگبدم سے باہر وہ اس کو کھڑا رکھا لی دے
 گیا۔ ”نوشی تھی سیانہ میری جیس میں سوٹ میں جادو س ظرک رہا تھا آہٹ پر اس نے بھی نگاہ اٹھائی تھی۔

بلڈریڈ اینڈ بلیک کنٹراسٹ اسٹائلش سوٹ میں اس کی ہوٹوں کی لائی لاکھوں کی مانند دک رہی تھی اور گھٹے سہری

بالوں کا چنگل اس کی پشت کو ڈھانچے ہوئے تھا۔ کلاں میں روٹی کے چمکتے تھامپے تھے اور دودھ کی بھرتی گھست گھست کلاہیں میں بائیں ہاتھ میں راج اور دائیں میں روٹی کے ٹکڑوں والا برسلٹ دھک رہا تھا۔ نامعلوم وہ پہلے سے اتنی حسین و دلربا تھی پاس کے کسی کی آنکھوں میں اس پہل بصرات جا چکی تھی اس نے دیکھا اور دیکھا کہ کیا ایک نیا متھی جس کے دل پر گزرتی ہوئی۔ وہ ایک ارادے نے بے نیازی سے چٹکی ہوئی باہر کی طرف بڑی اور اس کو دیکھ کر کسی نہ دیکھنے کی بڑی قائل ہوا گی۔

"نہی ہے نفی سالی جی؟ پہلے دن ہی آپ تو بے مروت تھے مگر اب ہنسی ہیں۔" بار نے دیکھتے ہی بھر پور انداز میں شکوہ کیا۔
 "وقت کا تقاضا نہیں ہے دلہا کہاں..... رہنے دیکھانے کا دن آج ہی ہے۔" ایک عرصے بعد اس کے بچے میں پرانی شوقی دلکش و دلبرائی تھی۔

"بلیئر سسر....." یہ دفاتی و بے درستی کسی اور وقت کے لیے اٹھار تھیں ابھی تو آپ ایک اچھی سالی کی مانند میری مدد کیجئے ساتھ دیکھیے میرا۔" قمری جیس سوٹ میں باہر کے چہرے پر خوشیوں نے غس پہلایاے ہوئے تھے محبت کو پالنے کے تمام جذبوں سے دھڑلہ کھاتی دے رہا تھا۔

"عاشق کو مبارکباد اور نیا چاہتا ہوں بلیئر دس منٹ کی ملاقات کروادیں۔"
 "ارے..... آپ نے مجھے کیا سمجھا ہوا ہے؟"

"اوہ..... سو..... سوری میرا مطلب ہے آپ میری بھی ہیں۔" وہ اس کو خفا ہوتے دیکھ کر بری طرح چل ہوا تھا۔

"نہم جو تک آپ تو گھر رہی تھیں۔" وہ بے ساختہ فری۔
 "نانی کا؟ آپ نے جی جی زاد با چھڑا رہی ہیں ناں؟ میں وعدہ کرتا ہوں دس منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔
 ابھی سب کھانے میں ہی ہیں آپ کچھ بچا کر کھلا آ یا ہوں تاکہ عائد کو ایک گناہ کیسکوں بہت خواہش ہے میری اس کو اس روپ میں دیکھنے کی۔"

"یہ بہت مشکل کام ہے اگر کوئی آ گیا تو مسئلہ ہو جائے گا۔"
 "یا تو بھی تو کچھ بول ناں کیا کتنے کی حالت کھڑا ہے؟" وہ گم گم کرے نول سے مدد مانگتے لگا۔
 "اٹھ سوری تو آئی بیڈ میں یہاں تمہاری کوئی سیپ نہیں کر سکتا۔" وہ خود کو دیکھتا ہوا تجسیدی کے گویا ہوا۔
 "اوہ گاڈ میں بھی کس پتھر سے بیچھوڑنے لگا ہوں جس کی اپنی زندگی بے رنگ ہووہ بھلا کسی دوسرے کی زندگی میں کس طرح رنگ بھرے گا یہاں میری سیپ آپ کو ہی کرنی ہوئی اشرافی تھی۔" وہ اس کے کتے کے ہاتھ جڑتے ہوئے گویا ہوا۔
 "اوکے....."

ہم پر ازم تو دیے بھی ہے ایسے بھی سہی
 ہم پر ازم تو دیے بھی ہے ایسے بھی سہی
 اس نے انھوں کو جتا جتا کر کے ہوئے ایک لگاؤ نول پر ڈالی گئی وہ بھی اس کو دیکھ رہا تھا بے خبر کو دلوں کی لگا ہیں
 گرا بیٹیں ایک کی گناہ میں کوئی کیفیت نہیں جبکہ دوسری لگا میں ہر تیر میں مجھے تیروں کی لپک تھی۔

جہیز دادی آ کر ہانہ کی انگلی میں جہیز کے نام کی انگو پینا کی تھیں گھر کے کسی لوگ اس رشتے پر خوش تھے۔

زید بگم کو خفا ہونے کے باوجود تاپا اور تانی کی خاطر ہونٹوں پر غل لگائے وہاں موجود رہا تھا لیکن ہانہ کے چہرے پر حقیقی خرقی طرا نیت و دیکھ کر اس کی بچی اور بیٹھ قائم رہنے والی خوشیوں کے لیے دعا کرتا رہا تھا۔ اسے اہم موضوع پر بھی مدثر صاحب کی غیر حاضری گواہ کی اس بات کی کہ وہ بیٹھ طرح طرح کے فرائض و عجت سے غافل رہے ہیں اور جہیں گئے۔ اس کو معلوم تھا سو وہ اور پیار سے بیان کے رشتے کے حوالے سے وہ ہر بات میں پیش پیش رہے تھے کو کہ بات ایک تک ہاں اور ان کے دائرے میں ہی حقیقی اس کے باوجود بھی ہر بار انہوں نے اسے ہونے کا بھر پور یقین دلایا تھا اور کسی بیٹی کی باری کی حاضری تھے کیسی بائیں و کسی کی حرکات اس کو ان سے دور کر دیا کرتی۔

"کیا سوچا جا رہا ہے یہ خود دار؟" عمو تانی کی آواز پر وہ چٹکا وہ اس کے خرباب ہی صوفے پر براجمان ہو گئے تھے۔
 "سوہ کو کالی کا کہہ کر یا ہوں میں نے تم کو یہاں آئے دیکھا تو سوچا ساتھ ہی بیٹیں کے کیا بات ہے جی تو خوشی کا دن ہے اور تم اس وقت کسی مجھے خاصے پریشان دکھائی دے رہے ہو؟" اس کی طرف دیکھتے ہی وہ گھر گھر سے لہجے میں گویا ہوئے۔

"تھک چکا ہوں تپاں جان۔" جبکہ بے کاری جو میں دماغ شہ جاتی ہیں۔" اس کی تجسیدی ہنوز رہی۔
 "کیا سوچیں ہیں تو چلے بیٹا؟"

"آپ نے تو ڈیڑی سے رابطہ نہیں کیا ہانہ کے رشتے کا نہیں بتایا تھا؟ جاتا ہوں پہلی اطلاع آپ نے ان کو ہی دی ہوگی۔"

"ظاہری بات ہے پہلا حق پاپ ہونے کے کاٹھن اس کا ہی بنتا ہے۔"
 "آپ کو یاد ہے مجھے یاد ہے لیکن ان کو یاد نہیں ہے کہ وہ ہمارے باپ ہیں۔ ہم بھی ان پر کچھ حق رکھتے ہیں ان پر بھی کچھ فرائض لاگو ہیں جو بی طور پر نہ کسی مگر لوگوں کو دکھانے کے لیے ان کو یاد کرنے پر نہیں گئے۔"
 "مگر کئی رشتوں کو کہنے والی چٹکی کی مانند ہوتی ہے اس کا شکار مت ہوئیں خوش فیکشن میں ہوں مدثر کی طرف سے اس نے آئے کا کہا تھا پھر میں وقت پر آئے سے معذرت کرتی تھی۔"

"میںکی وجہ ہے کہ ہم ان کے لیے کی اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔"
 "نہیں مدثر جی جی جیت تم دونوں سے کرتا ہے جاتی شازوب سے نہیں کرتا اور تم سے کچھ زیادہ ہی اس پر مدثر۔"
 "ایسا اس کی کا کہہ کر یا ہوں میں نے تم کو یہاں آئے دیکھا تو سوچا ساتھ ہی بیٹیں کے کیا بات ہے جی تو خوشی کا دن ہے اور تم اس وقت کسی مجھے خاصے پریشان دکھائی دے رہے ہو؟" اس کی طرف دیکھتے ہی وہ گھر گھر سے لہجے میں گویا ہوئے۔
 "اوکے..... میں ایڈم کرتا ہوں ساری کوتاہیاں اور غلطیاں میری ہیں مجھے شاید رشتوں کو کھانے کا فانی نہیں آتا۔" پوٹھ کو ٹول ہوئے تو دیکھ کر اس نے گھٹت قبول کرتے ہوئے کہا۔
 "جی تو خوب اچھی طرح آتا ہے جس کو ذرا....." تقدیر بات مائل کی۔
 "میں زیادہ سے مراد؟" ان کو سکراتا دیکھ کر وہ مسکون ہوا۔

"میںکی کہہ رہی تھی کہ میرا کی طرح جذباتی ہو کر حقیقت سے دور لگ جاتے ہو اور جو ایسا کرتا ہے وہ سب کے ہوتے ہوئے بھی تجھار جاتا ہے۔"

"جن کے مقصد میں تجھار ہوا ان کو بھیج کر مرنا ہے گا۔"
 "تھ آپ کو بتھا کہاں رہے ہیں کے کہاں..... کندھار سوہ کے فرائض سے ادائیگی کے بعد آپ کی باری ہے نا
 ہے مرانہ کی خواہش اپنی بھائی مراد کو بھلائی ہے کی ہے اور اس کی خواہش کا ہم احترام کرتے ہیں۔ دونوں بیٹیوں کے

ابن صفی کا نیارخ

نے انڈیا میں اس کا کھڑا کیا تھا ان میں سے کسی نے بھی کھانا نہ چکھا تھا۔ کھانا گرم کر کے ہولانے کا کھانا
 تھا اور اس میں کھجور کے پتے بھی لپکتے تھے جس کی کھولنا چاہے تو کسی کو بولا: غصہ! اب اگر ہوا تو کوئی رکھا ہی نہ کرنا
 کر رہا تھا یہ شہر دشمن نہیں اور ادراپہ بیچنے کے چکر میں اس میں کوئی بچ بچ کر آئے تھے کسی نے کھانے کے چکر میں
 لگ گئے تھے۔

سب جودھلا کر فارغ ہوئی تو ماہوں جان کافی کر فراہم کر گئے تھے وہ بے چارے اس کی تحسین سے بے خبر تھے وہ ان کے لیے کافی بنا کر فارغ ہوئی کہ کچھ اور سے اور کیا سب کے لیے کافی بنانے کا اور وہ ان کے ہاتھوں میں اور بڑے کے لیے بھیج کر ان کے لیے کافی بنانے کی بھی کاپی دے کر آئے بے جودھلا چکن صاف کرنے میں لگ گئی تھی آج سنا دیاں وہ کاظم علیہ السلام کے کام کا اور صرف کام کے قول پر عمل پیرا تھی کام سے بھلا کماں کی سرشت میں نہ تھا۔ کچھ رخنہ ان لوگوں کے لیے ان کے ان کے وہاں نہ رہے کہ کام نہ کر سکتے تھے وہ بے جودھلا و سنا دیاں فرما اور وہ ان کی تحسین کا کاشا نہ رہی تھی وہ اس سے خدا کے لیے بھیج کر گئے تھے اس کے خلاف مزاحیہ ہوا تھا ان کے لڑکے کے لڑکوں ہاتھوں نے اس کا زہن بھی ڈانٹ کر دیا تھا۔

سودا کو کھٹکی کی مہارنگ بارادریے کا کوٹ نہ مل سکا تھا کہ وہ بھی اس کو جان بوجھ کر کھٹکی کے لیے کرنز میں بھیج دی گئی تھی۔
ان کی نظروں میں اس کی عزت ملازم سے بھی کم نہ تھی۔ ان تھا کہ بھرپور بارہا تھا کہ اس کو خفی سے مطلع بھیج دی گئی تھی اس کو
معاف نہ کر سکتی تھی جبکہ سارا قصور بظنی اس کی تھی۔ قدموں کی بھاری آواز پر اس نے گردن اٹھا کر دیکھا تھا وہ سر میں
شاؤزور اور دانت مرث میں غیث و غضب کی تصویر بنا کر تھا۔

”زید بھائی..... کچھ چاہیے آپ کو؟“ اس کے اعدا از پر وہ خوف زدہ ہوئی وہ کچھ نہیں بولا ماسوائے اس کو گھورنے کے۔

”زید بھائی کیا ہوا آپ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں؟“ فائبر سائٹڈ میں رکھ کر اس نے گرم شل اچھی طرح

”خود کو کیا سمجھتی ہو؟ کیا ثابت کرنا چاہتی ہو یہ مگر تمہارے بغیر نہیں چل سکتا۔ تم..... تم چاہتی کیا ہو؟“ وہ رات کے سنانے کے باعث رانٹ سمجھ کر نہ ہاتھ اس کی شعلہ اٹھاتی؟ کہیں اس کے زرد چہرے پر نہیں جہاں اپنی سر کی مٹی بھی پیسہ بہہ تھیں کی مانند چمک رہا تھا۔

”تم کو کہنے کی کسا ضرورت ہے تم تو کر کے دکھا رہی ہو! کسا ضرورت زبانی ہے تم کو اس طرح غلامیاں کرنے

م کو بھی کیا ضرورت ہے کہ اس کے گھر میں جو چیز ضرورت چنی ہے ان میں سے کسی ایک کی..... تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟“ اس کے لہجے میں اشتعال انگیزی بتدریج بڑھ رہی تھی مگر رہا تھا وہ کسی لمحے آ کر صدمہ کا رونا، اور پھر افسوس۔ اس نے کہا کہ درگت بننا ہے گا۔ سو دہ کابل بڑی زور سے دھڑکنے لگا تو خیمہ بارہا

آگے بڑھے گا اور درووں ہاتھوں سے اس کی روک تھام بنائے گی۔ سزا دہاں بڑی زبرد سے دوسرے کا جیل میں رہا
کہ وہ ان آفتوں سے کس طرح جان چمکرائے؟ کیا کوغلا پیسنجی اور بیٹھا پناگی کرنے والوں کو ناپسند کرتا تھا۔

”آپ جاں میں یہاں سے فرید بھائی..... کوئی اکیلا تو مسئلہ ہو جائے گا۔“

سب۔ ”وہ غصے میں اسی کی طرف بڑھا اور کیلے مارنے پر وہ پھسلا اور خود کو سنبھالنے کے پلکے میں سودہ سے مل گیا اور جواہر وہ جیت جیتی ہوئی اس سرگرمی میں بھی سناٹے میں ہاس کی آواز دور تک گئی تھی۔“

معروف صحافی، کالم نگار، مصنف، مفسر
مشتاق احمد قریشی کا ایک اور شاہکار
جاسوسی ادب کے سب سے بڑے نام

ابن مثنیٰ

کا وہ رخ جس سے ان کے قارئین نا آشنا ہیں

کسی پریشانی اور زحمت سے بچنے کے لیے
آج سے اپنی کالی آنچل امارے سے بک کر لیں۔

0300-8264242



عشقاق! مصداق ریاضی



دل کو احساس سے دو چار نہ کرنا تھا
سازِ خوابیدہ کو بیدار نہ کرنا تھا
اپنے معصوم جسم کی فروانی کو
دستِ دید کو کبھی ہار نہ کرنا تھا
شوقِ مجبور کو کبھی اک جھلک دکھلا کر
واقفِ لذت و سکھار نہ کرنا تھا
چشمِ مشتاق کی خاموشی ترسا کو
چمکِ مائلِ گفتار نہ کرنا تھا
جلوِ حسن کو مستور نہ رہنے دینا
حسرتِ دل کو گمناہِ کار نہ کرنا تھا

وہ باہر کے نکاح کی تقریب سے گمراہ آؤں اور ایک ہی وار دھونے والے کپڑے احساسات سے بوجھل ہو رہا تھا
تا معلوم کی طرح اور پھر وہ اس کے متعلق سوچنے لگا تھا جس کے بارے میں اس کے خیالات از حد بے قیور و از دل
تھے انھوں میں کابلٹ ہوئی کی۔ وہ کسی بھی کی مانند چمک کر ایک لمحے میں گاہکوں کو خیر اس کو گئی تھی اور دوسرے لمحے
اس کے دل کے نقش کو خاکستر کر گئی تھی سرخ لباس کو گیارہ جہیزوں کو بھی برف کی تہوں سے نکال کر حدت دی تھی۔ اس
کی بے نیازی دے پر والی اس کی سنگ دلی و تکویر پن کو کھلا کر گئی تھی وہ اپنی کیفیت کو کوئی نام نہ دے سکا تھا مگر اس کو
دیکھنا اس کو سوچنا ایک دم سے اچھا لگنے لگا تھا وہ ان کی کیفیت میں گمراہ کر چلا تھا۔
سنگدرد میں مانا کے ساتھ ساریہ کی موجودگی ڈرائی فرس اور کالی کا دور درجہ رہا تھا ساتھ ساتھ اسکرین پر چلنے
کسی ڈرامے سے بھی لطف اندوز ہوا جا رہا تھا۔ ساریہ نے زور دیکھ گاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور اس کی بے
ساختہ نگاہ ساریہ کے لباس پر گئی تھی۔ اس نے بھی سرخ رنگ کا ہی لباس زیب تن کیا ہوا تھا ریڈیو لیمبر ایڈیٹری شریٹ بلیک
ٹراؤنڈر ڈیوڈ پیڈ تھا۔ جیز میک اپ اور کولر ٹن شالوں سے اونچے ٹھنڈے بال چڑی برابر بالیاں لنگر دی تھی مگر
اس کی نگاہ پلٹ تھی کئی ٹائٹ شریٹ کا لگا خاصا کرا تھا۔
”کیا ہو رہا ہے“ جیمز ان اشارش کے بعد تھ دوسری لڑکی کا جائزہ لے رہے ہو؟ تو بڑی مضبوطی سے قدم رکھ
کر چلنے کے عادی تھی اور اب سچے ہوتے بھٹکتے چلے جا رہے ہو۔ ”اس کے اندر کسی نے سر دھن کی تھی مگر زور
یہ دفاع بھی کیا گیا۔

”ساریہ کے لیے میں وہ جذبات محسوس نہیں کر رہا جو اس لڑکی کے لیے میرے اندر دھاوا بول گئے ہیں میری
دھونیں ہی بدل کر دھن ہیں اس نے بھی یہ کرنا چاہا ہے اور اس نے بھی یہ کرنا چاہا تھا کہیں لگتا ہے وہ کھاس کے
لیے یہ کیا کیا گیا ہے ساریہ پر یہ کتنی غریبی نہیں رہا ہے۔“
”بہت زیادہ ہی تنگ گئے ہیں جیسا؟“ وہ سونے پر بیٹھ کر تھکس بند کیے دونوں کے ریلے کرڈ کا موازنہ نہ کر رہا تھا ماحا
لما کی آواز پر تھکس مٹ کر رہا۔

”ہوں بھل رہا ہے صدموں کی رسافت طے کر سکا ہوں۔“ وہ جیسے خود سے خطاب ہوا تھا۔

”کس صدمی میں چلے گئے تھے؟“ وہ ششی سے پوچھیں۔

”معلوم نہیں لاما؟“ وہ خود کو پڑھ کر سنا کر رہا۔

”کافی نہیں گے تاس؟“

”بائل گھنٹا نہیں ہے جو رات آئی تھی نے بار بار کافی پلائی ہے۔“

”کلاخ تجربہ جیت سے ہو گیا اللہ کا شکر ہے دونوں طرف خوب خوشیاں منائی جا رہی ہوں گی۔ رب کریم ان کی
خوشیوں کو نظر بند سے محفوظ رکھے۔“

”مسٹر بارنول کے کارفرمیز ہیں پھر بھی انھوں نے آپ کو انوائٹ نہیں کیا آئی یہ بہت زیادتی ہے۔“ ساریہ نے
بھی کھنکھیں صراہیں۔ اس کی گاہے لگا ہیں نول پر اٹھ رہی تھیں جو جھری تھیں سوٹ میں خوشبو میا ٹھکرتے وجود
کے ساتھ وجہ اس سارٹ لنگر رہا تھا۔

”زیادتی کی بات نہیں ہے ساریہ۔۔۔۔۔ مجھے دونوں طرف سے ہی الاٹیشن دیا گیا تھا میں نے سوچا تھا بعد میں
جا کر مبارکباد دے دوں گی۔“ زرد قاتے اسل بات واضح کی۔

”اوه سوری مجھے معلوم ہی نہیں تھا آپ جا میں کی پھر میں بھی ساتھ چلوں گی اگر نول کو اعتراض نہ ہو تو۔۔۔۔۔ وہ
نول کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگی۔

”آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے شریہ تھی کے ساتھ جاؤں وہاں؟“

”مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے اگر ماما ساتھ لے جائیں تو جاؤ۔“ عادت کے برخلاف وہ اس کو نرمی سے
جواب دے رہا تھا۔

”تو ہاں آئی تھیں ساتھ لے کر جا نہیں گی آپ کی طرح سنگ دل و غصہ والی تو ہوئی ہیں کراتے دنوں سے آئی
ہوئی ہوں اور آپ کو ایک دن بھی فرصت نہیں کی کہ کہیں ڈنری کریں۔“ اس نے اس کی نرمی سے فائدہ اٹھاتے
ہوئے شکوہ کیا۔

”میرے پاس نام نہیں ہوتا۔“

”دوستوں کے لیے نام ہی نام ہے آپ کے پاس۔“

”آف کورس دوست دوست ہوتے ہیں۔“

”میرا شمار دوستوں میں نہیں کرتے ہیں آپ؟“ اس کا پورا جو شکوہ ہو گیا تھا نول کو اس کے انداز پر غصہ جو کڑا
مگر ضبط سے کام لیتا پڑا کرا میا مہمان داری کے عہد ہوا اس کو کھانے کے بلے جا میں کی سوہ چپ رہا۔

”میرے ساریہ جیٹا۔۔۔۔۔ آپ کی حیثیت عیضہ ہے آپ کزن ہیں اور دوست ہے تو ہے ہیں جن سے باہر رشتے
بھائے جاتے ہیں کزنز سے رشتے برابر ہیں سب جگہ بھائی جانی ہیں خود ریڈیو لیمبر ایڈیٹری شریٹ بلیک
ٹراؤنڈر ڈیوڈ پیڈ تھا۔

”بیکم نے خوشی سے وہاں بیٹھ ادا ہونے والے تائڈ کا کاٹا کر لیا۔

”باہر سے حد خوش ہے ماما۔۔۔۔۔ شاریٹ نام میں اس نے بلا اہم فیصلہ سے دیگر نہ انگل اور آئی پھر کواہر دو چار ہے
ہیں اور ان کی دکانیں چھ سات ماہ سے کھلے ہوئے والی تھیں سے کھر عا کھ کے والد کی بیٹی بھتی دورے پر سوان جانے کی
تیار اور کر رہے ہیں کو پیش ان کی والدی میں بھی انھیں اصرار ہے کہ گاہد باہر کی کوشش بھی کر ان کے جانے سے قبل
نکاح ہو جائے۔“

”میری دعا ہے باہر کا نکاح اتنا بھی ثابت ہو کہ آپ کے دل میں بھی یہی آرزو جاگ اٹھے اور ہم بھی آپ کے نکاح
کی خوشیاں منا لیں۔“ ان کے گمراہ تھیں کہوں پر حسرت دعا موجودگی۔

”آمین۔“ ساریہ کے دل سے صدا بھری۔

”بھئی رہا میں آپ دعا بھی تمسقب ہوں گی۔ اس کی سبھو منجھوں کے چنے سرفی ناکل ہونوں پر
اگر نے والی سگرت بڑی اچھی و پارسا رہی گی سارے کدوہ چوک کر اس کی طرف دیکھنے لگا آج بہت بدلا بدلا
دکھائی دے رہا تھا کھو کھوایا سا انھوں میں انھیں سوچ نہ چکا تھا ہوں گی۔
”میں نے خود دیکھا تھا اس کی شرت پر اب اسک کا نشان اس کی زندگی میں کوئی لڑی ہے جس کا وہ کسی کو تاتا
نہیں۔“ لارے ب کی تائی کی بات اس کے کالوں میں گونجی تھی اور اس کا دل ناخوشا مردھوں سے دھر کئے لگا تھا کہ
کبھی اس کی اس خوش حوالی کی وجہ سے لڑکی کو تیں ہے؟
”گڈ نائٹ بیٹا.....“ وہ ان کی طرف چہرہ کر کے کراوا اور اس کی پشائی چوتی ہو گیا ہوں گی۔
وہ ہواں اور کدو کا چپاں اٹھا کر کے بڑھ گیا ساری کی کوئی کالوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔



عروہ کی بے قرار گاہیں بار بار دور ازے کی سمت اٹھ رہی تھیں زید کے نزدیک سے گھر میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور اس
کو بھی یہ معلوم تھا کہ وہ لاٹ میں اپنے تپا کے ساتھ بیٹھا ہے ہوا کی زبانی چلا کر سو وہ ان کے لیے کافی باری ہے تو
اس نے بھی گھر سے گھر سو وہ سب کے لیے کافی لانے کو مل گیا تھا۔ حالانکہ غراندہ لگا کر سونے کے لیے لیٹ
چکا لیکن وہ تیں جاتی کی کہ سو زید کے سامنے کافی لے کر جائے اور اس کا پلان کا مایا رہا تھا۔ وہ کافی لے کر
اوپر لڑکی تو گھر اس کو تخت و تہا پانوں کا کلاہ رہا تھا آج سارا دن سے وہ ان کے طوں کا مظہر داشت رہی تھی۔
اب تو کافی ہے بھی نام کر گیا تھا غراندہ کے علاوہ اس کی مٹا اور مٹا سو بھی تیں کا مٹا وہ رہی تھی جو ہواں پر
چند سے با تیں کر رہی تھی وہ جت کے لئے تھی وہ خود ہی کہہ کر اور کدو کا پٹا نہ تھا کہ بھائی کہاں ہے؟ عروہ
انکار کر کے غراندہ کے پھرن سے بچنے چلی آئی۔ ابھی سب چکی کہ لائس روشن تیں لیکن کوئی موجود تھا وہ بیکری کی
جانب بڑی ہی مٹا خاموش سناٹوں میں سوسائی بیٹھی تھی اور سو فیصد دے اور سو دے تھی۔ پیلے وہ شذر شذر کڑی
وہ چر سو جاتا ہے نہ جائے؟ وہ کوئی اس کی خبر خواہ نہ تھی جو ج نہ کر بھائی جانی کر بھرا سے خیال آئے کہ یہاں تیں ہی
زید موجود تیں ہے اور اس خیال کے لئے ہی وہ دفتر جا بھا تھی ہولی بیکری بیکر کے چن کی طرف بڑی اور سامنے کا
مختار دیکر اس کے تیں بدن شرت گنگ لگی تھی۔

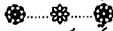
سو زید پر کڑی اٹھنے کی تھی میں اور اٹھ تیں پاری تھی زید بھی اٹھنے کی بھر پر کوشش کر رہا تھا مگر سو دھو کو تکلیف
سے اٹھنے نہ دیکر کھڑا تھا جھکے سے نہ صرف اٹھ بیٹھا تھا بلکہ سو دھو کا ہاتھ پکڑا اٹھنے میں مدد تھی۔ عروہ تیری
سے سونے کے پیچھے ہوئی تھی اس کی انھوں سے نفرت کی چندہ ریاں پھوٹ رہی تھیں۔ سو دھو کی چال میں لڑکھراہت
تھی انڈوں کے پکڑے جیسے ہوتے تھے۔
”تمہاری ناگ میں سوچ آئی ہے شاید؟“ وہ سو دھو سے مخاطب ہوا۔
”سوچ نہیں آئی کرنے سے لگ گیا ہے۔“
”چلاؤ تیں تیں سہارا کے گرد تک چھوڑاؤں۔“ وہ اپنی جذباتیت پر شرمندہ ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کو
چٹ لگی۔

”آپ جا تیں بلایز میں فرش صاف کر کے چلی جاؤں گی۔“ اس نے مثال کاوڑھنے ہوئے آہستہ سے کہا۔
”شٹ اپ“ کوئی مٹائی تیں ہو رہی ہے پکڑے سے بھی کیلے ہوئے تیں مری ہے۔ تم جانی ہوا جیسے اٹھا کر دم
میں چھوڑاؤں؟“ وہ غصیل و غضب سے بولا ساتھ ہی اس نے نا تو کرا لگا کر ایک طرف پھینکا تھا۔ سو دھو نے

خاموشی سے وہاں سے جا بھی بہتر سمجھا تھا وہ لنگڑاتی ہوئی وہاں سے نکل گئی تھی زید نے کچھ دیر اس کو جاتے ہوئے
دیکھا تھا وہ نظروں سے اوجھل ہوئی تو خود بھی تیز جوں کی طرف بڑھ گیا حسد کی آگ میں غلیظ عروہ سونے کے پیچھے
سے باہر نکلتی آئی اس کی اس کا چہرہ دل ہلکا ہوا تھا۔

چنکی لگ تھلک جسے میں بنا ہوا تھا اور تمام لوگ کچھ اس قدر تھکن سے چور ہو کر سو رہے تھے کہ یہاں ہونے والی
کہانی کا کسی کو کالوں کا علم نہ تھا سوائے اس کے اگر وہ زید کو حویٹ لے نہ لائی تو وہ بھی سب کی طرح لاعلم رہتی و تیں
کڑی کچھ دیر تک اپنے غصے کو درست کرتی رہی پھر دم میں آئی تھی۔ رضوان غراندہ کے ساتھ ان کے بیڑ دم میں جو
استراحت تھیں اور وہ تیں ان کے ملحقہ کرے میں تیں۔ وہ جتنی بھی وہاں آئی تو باندہ بھی سوچتی تھی اس نے بھی
سوچا سب بھول کر زندگی بھی یادوں میں اور جاتے لیکن اب یہ نیکر لڑکی تو ادنیٰ کی بھی تھی پھر زید نہ لائی۔ ذہن کی
اسکرین پر تو اسے وہی مناظر چل رہے تھے سو دھو کے چہرے کی ہوائیاں اور تیں مٹاں اس کے چہرے پر خوف و
کسم دور سے ہی صاف دکھائی دے رہا تھا جیکڑہ کے انداز میں پھر پراختفا و اذیت تھی وہ اس کو کسی کا جی کی گڑیا
کی اندر سنبھال رہا تھا اس کے غصے میں بھی پیادہ پیادہ چلا ہوا تھا۔

”جانا ہے کیوں کی تو زید کی؟“ انھوں میں اٹھتے سو دھو کی جاہت کے تشدد دکھائی دیتے؟ وہ دل و جان سے اس پر
نفا تھا اور اس کو بھڑکی کر میں تمہارے خاموشی سے ہوجانے والے عشق کا رونا ایسا چاک کروں کی سب کے گئے ایسا
رہا کروں کی کہ زندگی بھر کی کے سامنے لگاؤ اٹھانے کے لاش نہ رہو گے۔“ مرد موم میں ہی وہ اندر کی کھلی آگ
میں جل رہی تھی۔ جب کوئی تھیر کی صداؤں پر کان بند کرے غصے کی غلائی کرے لگتا ہے پھر تیں و سکون رخصت
ہو جاتا ہے سو دھو تیں خیالات و افکار اس کو گرفت میں لیے تھیں۔ عروہ کا تعلق بھی ایسے لوگوں میں ہوتا تھا جو دوروں
کو خود سے تیز اور خود کو سب سے برتر دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔ اس کی ہر تری کی کوشش میں کیا تھا وہ
سرسے سے لے کر تیں تیں دینے کا رونا اور تیں تیں اس کے متعلق ہونے میں تیں کا کھو گی۔
ایک ان دیکھی آگ تھی جو اس کو کھلے دے رہی تھی اس کی ہل مٹا ہونے کا ایک لگاؤ باندہ اور مٹا کے
خواہیدہ چہروں پر ڈالی اور خود کرے سے نکل کر دور کی سمت میں زید کے کرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔



”اے..... فانو کی طبیعت کیسی ہے رونا ہم پر دی کی ان کو؟“ عاکہ کا ڈانڈا اس کو ڈاڑھ کر کے کیا تو آہے ی
بالی سے گویا ہوئی۔

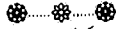
”ہاں وہاں ہم پر دی تھی طبیعت بھی کافی بہتر ہے۔“
”زور کیا تھا کیا دیا کھانے میں؟“ وہ پر سہا زید کیل پر رکھ کر شذر تارتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔
”مٹن کے سان کا کھور بہ چپائی کے ساتھ دیا تھا اس سے پہلے چن کی ان کا لقب تو بخاری ہوا تھا کہ جب یہ بچہ
سوری ہیں۔“

”گڈ جی پوچھو فانو کی بیماری مجھے بہت ڈر ہے کہ بٹی سے کرتا ہے وہ بھی بیمار نہ ہوں۔“ شوزار کوہ روہ بیٹہ
کے کراون سے نکلیں کے سہارے مگر راز ہو گئی تھی ساتھ ہی ہل کو بھیج کر اوڑھ لیا تھا۔
”مردی لگ رہی۔“ میں بیڑ ان کر رہی ہوں۔

”بیڑا مت کر دیکھ مجھے اٹھائیں لگ۔“
”تو بیڑا بھی عجیب متعلق ہے بیڑا استعمال نہیں کرنے دیتی۔ بیڑا سروری میں ہی استعمال ہوگا کریں میں

کھڑی ہوئی۔
 ”پاس میں جا کر ہاوں جلوسہ کے کانڈی نہیں ہوں۔“
 ”تم اس وقت یہاں کیوں آئی ہو جبکہ سب گھر والے سوچے ہیں کہ یہاں نہیں آنا چاہیے تھا واپس جاؤ انگی اور
 اسی وقت۔“ وہ اس کی آزاد خیالی و بے باک فطرت سے بخوبی واقف تھا اور ایسے میں جب تمام گھر والے بخواب
 ہوں اس کی یہاں آکر کچھ ہاتھیں کھڑے ہاتھ سخت اور گھر دور سے انداز میں لڑکی کا تھا۔
 ”ارے مجھ کو دیکھ کر آپ ایسے گھبراہ سے ہیں جیسے آپ کوئی کمزوری لڑکی ہوں اور میں کوئی زبردست ماڈل نہ جا آپ
 کو ٹکے نہ کروں گا۔“
 ”شٹ اپ! بکواس کرنے کی ضرورت نہیں! کیوں آئی ہو یہاں؟“ وہ اس کی بات کاٹ کر نا کارہے میں گرجا۔
 ”میں یہ بتانے آئی تھی! جنگل میں سورہ پا کس نے دیکھا۔۔۔ میں نے دیکھا۔۔۔ وہ سنی خبر ہے
 میں چپنے گی۔“
 ”دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا جوا دل بول بکھ رہی ہو۔“
 ”دماغ میرا خراب ہے اور نیت آپ کی خراب ہے اس معنی میں سورہ رب رب ہی کسی نہ کسی پہانے سے اس کے پاس
 جاتے ہیں اور اس کو چھو کر دل بہلا۔۔۔ اس کی بات اور دھوری روٹی کوئی زید نے زوردار گھبراہٹ کے رخسار پر جڑوا تھا۔
 ”تم میری تو قیامت سے بڑھ کر کھانا کھات ہو رہی ہو ہار باد سورہ پا کو لازم لگا کر کہا جاتی ہو وہ وہ بچے ہیں یا میں
 بد کردار ہوں؟ اگر تم نہیں ثابت کرنا جاتی ہو تو کر لیکن اور کھانا اس دنیا کی آخری لڑکی بھی ہوئی میری زندگی میں تم
 نہیں آؤ گئی تھی تمہارا پسند کروں گا مگر تم جیسی لڑکی کی پرچہ پائی بھی میں خود پر برداشت نہیں کروں گا نظر سینیڈ۔“ وہ
 غصیلے وضعب سے پاگل ہوا تھا۔
 ”پلیز ایسا نہ کہیں کیا قصور ہے میرا؟ میں بہت محنت کرتی ہوں آپ سے۔“ وہ اس کے پاؤں پکڑ کر رہ گئی۔
 ”اب کیا کیا ہے اس میں جو مجھ میں نہیں ہے آج تاج تاجی دیں۔“ یہ پاؤں چھڑا کر دور ہوا تو وہ کا پٹ پٹے پٹے ہوئے
 ہی رد مانے لکھے میں بولی۔ زید نے جواب دینے کے سہانے اس کو جانے کا اشارہ کیا۔
 ”میں صبر کر رہا ہوں سے جاؤں گی آپ کو تانا ہو گا سورہ میں ایسا کیا ہے جو مجھ میں نہیں ہے وہ بھی لڑکی ہے میں بھی
 لڑکی ہوں وہ سین ہے تو میں بھی اس سے نہیں ہوں۔ وہ خود کو دل میں بندھتی ہے اور میں تو بار بار خود کو آپ کے
 سامنے پیش کر چکی ہوں ہزار بار محبت و جاہت کا اظہار کر چکی ہوں۔“ اس پر بڑیاں سوار ہو گیا۔
 ”وہ چپ کر رہی ہے سب کچھ پاگئی ہے انہی میں سے سب دیکھا ہے آپ دونوں میں طرح طرح سے کچن کے فرش پر
 ملاقات کر رہے تھے غلطی ہوئی اسی وقت جیج کر سب کو بلا لیا بہتر ہوتا اسی وقت سب کو تاج تاج مل جاتا کتنے بد سا
 ہوا آپ دونوں؟“ زید اس کے اعزاز سے مرعوب نہیں ہوا تھا اور اسے بار بار وہاں سے جانے کا کہہ رہا تھا وہ
 آخر کار چکر لگا گیا ہوئی۔
 زید کے گھبرنے اس کی زبان کو اور دال کر دیا تھا اس کے منہ سے آخری جملے اس کر لیے پھر کواں کو جوتانی ضرور
 ہوئی تھی کہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس ہی نہ کر سکا تھا یقیناً وہ چھپ کر دیکھ رہی ہوگی۔
 ”بھئی بھئی ہے تم میں اور اس میں تم خود کو پیش کرنے والی ایک کردار ناقابل محسوس لڑکی ہو جس پر کبھی اعتبار ہی
 نہیں کیا جا سکتا تم جیسی لڑکی کبھی با وفا ثابت نہیں ہوتی کیونکہ تم جیسی لڑکیوں کی فطرت ڈال ڈال جینے والی لڑکیوں
 کی ہوتی ہے۔“ اس نے آج اس کی طبیعت انہی طرح صاف کرنے کی ضمان لی تھی۔ ”سورہ جیسی لڑکیوں کے

باعث ہی آج لڑکیوں کا ماں اور گھر والوں کی عزت محفوظ ہے، وقتاً فوقتاً زندہ ہے مگر نہ جیسی لڑکیوں نے سب میں ملایا
 ہے۔ عزت و فاقہ تقدس و مان و کچھ نہیں چھوڑا۔“
 ”وہ آپ کو اپنی ہی پسند ہے تو شادی کیوں نہیں کر لیتے۔“
 ”محبت میں ملاپ کو میں ضروری نہیں سمجھتا۔“
 ”وہ بھڑکے آپ اعتراض کر رہے ہیں سورہ سے محبت کرنے کا؟“ وہ پھر انداز میں گویا ہوئی۔
 ”تم کچھ بھی سمجھو مجھے کوئی پردا نہیں اور پلیز یہاں سے جاؤ اب۔“ اس نے دروازہ کھول کر باہر جانے کا اشارہ
 کرتے ہوئے کہا۔
 ”آپ مجھے دیکھ رہے ہیں؟“
 ”میں جانے کی تو جیج سے عدول گا۔“
 ”مگر سورہ میری جگہ ہوئی تو اس کے ساتھ بھی یہی کرتے آپ؟“
 ”وہ ایسی کوئی ہوئی نہیں ہے کہ اس کے پاس میرے دردم میں آئے۔“ اس کے لیے میں فخر و یقین تھا جو مرد کو
 برداشت نہیں ہوا اور وہ پھر کی ہوئی نہاں سے کل گئی۔
 دوسرے دن کا سورج اپنے جلوسے کی اسرار کے طرولوں ہوا تھا، حجازی پہاڑ کچھ زیادہ ہی دیر سے سو کر بھی تھیں
 وہ پھر ڈھلے گئی جب روانہ ہوئی تھی کھلی چھری آواز پر وہ بیدار ہوئیں۔



خالص شہد چھوٹی مکھی کا میری والا دستیاب ہے
سو بہن حلوہ خالص تازہ دودھ، کاجو، بادام، پستہ، اخروٹ
 اور دیسی گھی سے تیار تازہ اور لذیذ خستہ دستیاب ہے
تل شکر خالص دیسی گھی تل اور گڑ سے تیار کردہ
خالص دیسی اجزاء سے تیار شربت انس و کیمیکل سے پاک
 بادام، انار، صندل، بزروری، انجور، کترن، دستیاب ہے

0334-7870827
 0307-5807195
 0346-4373807

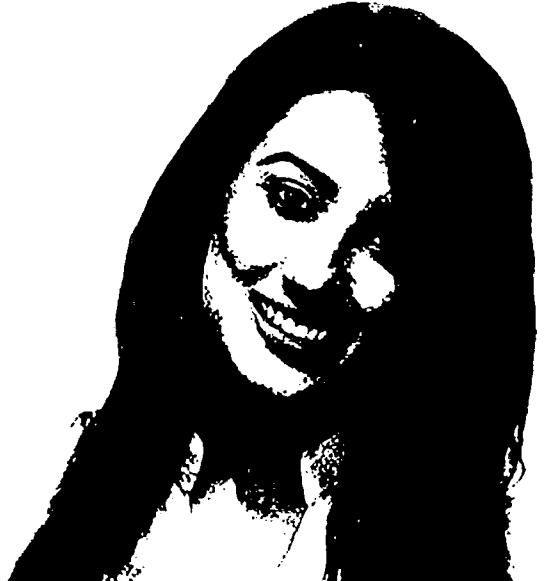
محمد خالد محمود

فری ہوم ڈیلیوری
 ایک فون کال پر چیز آپ کے دروازے پر

محبوب آپ کے قریب میں

عمار خان

دک رہے ہیں میرے حرف لب پہ آئے بغیر
سمجھ رہا ہے وہ باتیں مری بتائے بغیر
یہ دو چراغ ہیں اور ایک نو سے روشن ہیں
دیا جلا نہیں کرتا لبو جلائے بغیر



"یار فائزہ۔"
"مہل یار فائزہ۔"
"ایک بات تو بتا دے۔"
"یو چو نہ یار۔"
"مجھے یہ عجیب کب ملے گا یار۔"
"جب تجھے ملے گا یار۔"
"کیوں تک کر رہی ہے یار۔"
"شروع اس نے کیا تھا یار۔"
"میں سمجھ رہی ہوں یار۔"

"میں کون سے ٹکڑے چھوڑ رہی ہوں یار۔"
"کیا سبزی ہے یہ؟ کیا پار کا کلر؟ پڑھ رہی ہو وردوں
بات کرنے کا طریقہ ہی بھول گئی ہو۔" نسرین غلہ کی دھواڑ
آیک دم کھٹی تو وردوں جڑواں ہنسن فائزہ اور فائزہ ہر پردا کے کمن
کے ایک کونے میں ہانام کے درخت سے نیچے تخت پر نیم دراز
تھیں سیوہا ہونے کے چکر میں حزام سے نیچے کچر گئیں
"ہائے۔۔۔ آف۔۔۔ اٹھو تو۔۔۔ نسرین غلہ آپ کسی
آرام سکون سے اندری نہیں دے سکتیں کیا؟" فائزہ نے سر
سہلاتے ہوئے غلہ کی طرف دیکھا۔

"اور تم جوں دھاڑے پار پاؤ محبوب محبوب کر رہی ہو
شرم چھ کے پکڑوے کھا لیے کیا۔ کہاں گئی وہ دوسری؟ نکل آؤ
ہن اب تخت کے نیچے سے کیا آج اور ہی رہنے کا ارادہ
ہے؟" نسرین نے ذرا جھٹکتے ہوئے تخت پر بھی جاوڑ کا ایک
کونہ پکڑ کر اوپر کر کے طرک کا ایک اور اور کیا۔ فائزہ تخت سے
گرتے ہی کھیک کھیک کے تقریباً آج سے زیادہ تخت کے
نیچے چلی جا چکی تھی۔

"اس کم بخت کو دیکھو کیسے کب سے تخت کے نیچے چھپا
بیٹھا تھا۔" فائزہ نے اسے ہنر کلب کا ایک چنگی سے پکڑ کے
نسرین کو فائزہ کے سامنے لڑاتے ہوئے غرور سے انداز میں کہا۔

"وصوفی ہی کیا پتا آج آخر۔"
"سیاس کے چمچہ تھا۔" فائزہ نے جمرانی سے مٹی
ساتنے کلب کو کچے کے چمچا۔

"ہاں ہاں چادر کے بالکل پیچھے پڑا ہوا تھا اور ہم
پورے طریش غدار ہوتے رہے پھٹے دونوں اسے دھڑلے
کے چکر میں۔"

"ہاں تو اور کیا پھر سے سائے میں سو کا کلب ہے اور ایک

ہی ہاں ستمیل کیا تھا۔"
"نسرین بخت کے نیچے کیسے آیا؟"
"میرا ڈیل ہے ہم کوہر لیتے ہوں گے اور تمہارے دو ہاں
مجھے پٹنے ہاں سے کب بھل کے نیچے کر گیا ہو گا میں معلوم
ہی نہیں ہوا ہو گا۔" فائزہ نے دانت نکالتے ہوئے حالات کا
بہترین تجزیہ کیا۔ اس سے پہلے فائزہ نے کئی بخش جواب دی ایک
بار پھر نسرین غلہ کی دھاڑ کھنکی۔
"شباب ہے تم دونوں پر غلہ کوہر کھڑی ہے اور نہ سلام نہ
دعا۔ کئی بڑی ہوائی بی دنیا میں۔" جب تک فائزہ کا فائدہ سیر
حاصل نہ ہو سکتا کہ وہ صرف نسرین سے دو بیک لٹل
کے کمن میں دھک دھک نہیں بلکہ کالیو سے لاکے سے فارغ بھی
کر چکی تھیں۔
"اب اٹھا لو یہ بیگز ناٹافٹوں یا آج ہی سارے ریکارڈ
توڑنے کا ارادہ ہے دونوں کا۔"
"نرے دلو غلہ۔۔۔ آپ بھٹائی ہیں۔" فائزہ نے خوشی
سے غلہ کے گرد ہاتھ پھیرا لائے۔
"ہاں تمہارے غلہ وردوں کے لیے کھیر گئے ہیں تو سوچا
اپنی ناٹاقی بھانجیوں سے مل آؤں لیکن کوہر تو محبوب کے بعد
کلب کی باری تھی اور میں کوہر کی بھاری دھکیں۔"
"ہا۔۔۔ غلہ پائس اپنی کھر پر نہیں تو یوں کھل کر ہے
تھے آج میں ہاں دھکیں اپنی کون کون کرتے ہیں کہا کسی کو بولی
ہیں۔" فائزہ نے غلہ کا ایک بیک اٹھا لے ہوئے اندر کی جانب
قدم بڑھائے۔
"ہاں پھر کیا معلوم اپنی بات کو ہی نہیں کہہ لے آگئی ہیں
جوں جہاں ان کیوں ہی کھرنی کے لیے اب زافر سے محرم
پھر ہوں۔" فائزہ نے کسی غلہ کے دوسرے بیک کو اٹھا کر انہیں
اسے ساتھ لگا کے گاؤں بڑھتے ہوئے لپک۔
"نسرین غلہ نے دونوں لڑائی بھانجیوں کو ایک ایک دھپ
لگائی تو تینوں کے بلند ہوا تھیں نے کمن میں گئے کالیو کوہر
کوہر کے درختوں پر موجود بے غلہ کی سے بیٹھے کچھ پر غلہ کو
اڑنے میں مدد دی۔

"ہاں اب پھر نسرین کس رشتے کا بتا رہی تھیں۔" فائزہ
فائزہ کے کانچ جانے کے بعد دونوں ہنسن گمن میں تخت پر
فرست سے بیٹھیں تو بیٹھیں بیکم نے جانے کی پتلی لپٹے

”ہاں! اللہ پر ہر مسدود گھنٹہ روزانی اس غلطی کی گود رکھے گا۔“ مجھے سب ایک دن میں سنا تھا کہ میں نے فائدہ سے کون سے پتہ چھٹی ہوں کون ہے یہ محبوب آپ دیکھ لیں ممتاز بھائی نے یقیناً چمکھور سا گھانا۔“

”فائدہ کرے یہ مسئلہ ہو جائے سر نہ رنہ ہی جگ جہاں ہوگی۔“

”میں آئی ہوں کل آپ کو آپ کو حوصلہ دیکھیں پلیر۔“ بھیس بیکر نے فون بند کرنے کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر کہا کہ میں نے فون بند کر دیا۔ انھوں نے کم گرم ہتھیلیاں ایک دوسری کی پسلی کی کاندہ پر جوت بنا۔

”لو ہاگل ہوئی ہو تم بھی سر نہ بن کے سامنے بچی سے پوچھو گی یہ محبوب کون ہے جس کے پیچھے ہم آگاہ ہوئی ہو اور کیا تمہاری بہن بھی اس کام میں شامل ہے پھر تو وہ مسکرا کے بولے گی میں اتنا حد نہ کرتی ہوں۔“

”یہاں میں آ کر ایک دن ویں ہم آپس کے مشورے کے بعد ہی آپ کو جواب دیتے ہیں۔“ فائدہ کی ہنسنے پر فائدہ نے فون بند کر کے سناڑ بھائی کے سامنے کمر کی ہوئی۔

”اے فائدہ تمہیں تو لکھی جا چکی ہے۔“ سر نہ

گھبراہٹ سے ڈانٹا تھا تمام کے بھانے ہوئے ہوئی۔

سر نہ کی ہر ممکن کوشش کی یہ مسئلہ ہو جائے کیونکہ اس سے بنیاد بات کے پیچھے خود سر نہ کی بھی سناڑ ہوتا چکرو داہی بہن کے کمر کے حوالہ پر ابھی طرح جاتی تھی۔ ساتھ ہی جانی سے عزیز بھائیوں کے کردار کی کوئی بھی دے سکتی تھی۔

”سر نہ میری بیٹیاں لکھی نہیں ہیں تم جانتی ہو ناں۔“ بھیس بیکر سر نہ کی طرف سے ہلکے سے گدگد کر۔

”کیا ہو گیا باجی۔“ میرے سامنے کی پٹی بچاں ہیں کیا میں نہیں جانتی دو دنوں کو میرے ہاتھوں کو یقیناً کوئی غلطی ہوئی ہے آپ گھر نہ کریں جلدی کوئی حل نکل آئے گا۔“

اوبائی۔ ”رونا تو بند نہ کریں فائدہ ناغہ کا یقیناً خیال کریں اور آپ نے فرخ بھائی کو تو نہیں بتایا ناں؟“ سر نہ کو فرخ بھائی کا خیال آیا۔

”میں نے نہیں بتایا لیکن سب تک بے بات چھپ سکتی ہے سر نہ۔“ بھیس بیکر بے بسی سے بولیں۔

”جلیں ختم کریں اس بات کو دیکھیں فائدہ آ رہی ہے۔“

ناگہ سے بلا خرابیت ختم کی کہ وہ سب کے چہروں پر اطمینان سا پھیل گیا۔

شام ڈھلے فائدہ کے سر پر ہاتھوں کے دھکیں اسلام آباد جانے کے بعد محبوب سامنا سا چاہا کیا تھا کہ میں تو دوسری طرف سر نہ اور بھیس بیکر کی آگاہیوں سے ایک دوسرے کی طرف چندے دھکی رہی ہیں اور ایک دوسروں کے طے سے ساتھ ساتھ نہیں لے رہی ہیں بلکہ سناڑ کے فون پر زور تھا۔

”اس فائدہ کی بچی کا کوئی بندوبست کرنا میں جانتی ہوں نہ مت دیکھو دھکیں گی۔“

”ہاں جیسا کہ انھوں محبوب کے پیچھے بہن کا رشتہ نوستے تو سنے جاسے پڑا ہی نہیں۔“

”جو رشتہ ہے میں سمجھ رہی ہوں کہ یہ سب کے کمرے میں جاتے تو کسی دوسروں کو سناڑ میں بہن پر شک کرتے ہیں۔“

”ہاں اور کیا تھا کل پوری تفصیل تو بتا دو۔“ بھیس بیکر نے مٹی کی پٹاں پر اشارت سے پوچھا۔

”میں کل جب فائدہ فائدہ سے سوال جواب کرنے ان کے کمرے میں آئی تو وہیں پہلے ہی فائدہ کی جگہ تھی۔“

”کیسا دلچسپ کہانیاں سناڑ محبوب کی جگہ چاہا بہت ہوتا تھا خود ہی بہن نکال دیتا ہے۔“ فائدہ نے فون پر اشارت سے پوچھا اور سر نہ کے کانوں کو بھیس بیکر کے سامنے فائدہ کے رشتہ پر آجی گئے تھے۔

”رواہر چمک کر فائدہ کو دیکھا ناں وہ پہلے کی طرح ہے عزلی ہو۔“

”تم چپ کرنا تیر بہن ہونے کے باوجود وعدہ چاہتی ہو۔“

”ہاں تو پوچھیں، چمک کر فائدہ کی یا خوب ہے عزلی ہوئی تھی جب پھر سے وعدہ چاہا تو میں نہیں سمجھتی۔“

”وہاں تو کیا آپ ہم امداد ہو گئے ہیں۔“ فائدہ نے ساڑھ بچا کی طرح آگے بڑھ کر ایک ہاتھ ہاتھ میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

”اب آئے گا اس مزاحمتی شادی کا تم دیکھنا فائدہ میری چال ادا کرنا غرا دے گی۔“

”آئی کیا ناں محبوب میرے محسوس میں تھا۔“ وہ لوگ ایسے تو نہیں محبوب کے پیچھے پرتے ناں۔“

”چلو وہ دیکھ لیں کے۔“ فائدہ نے جیسے تاک سے کہی اڑائی۔

”میرا خیال ہے دیکھنے کی بجائے کچھ کر لیں؟“

فائدہ نے لپٹا کر پاتے پر چمچا۔

”ہاں چاہے کر لڑا تا پھر لگا ہے نظر تو آئے وہ محسوس۔“

”میں نے بہت سے سرچ بھی کر لیا سب اسٹار دیکھ لے اس بار میری دیکھ میں ہے۔“

”فائدہ کے نزدیک فائدہ کا قصہ میرے فون کی آہستہ آہستہ نہیں رکھتا تھا۔“

”رواہر چمک کر فون پر اشارت سے پوچھا۔“

”ہاں کے چمک کر لیا ناں وہ اسٹار مٹ پر دوسری ہو اور میری شادی خراب کر دے۔“ فائدہ نے دھکیں گی۔

”میرا گھر اس لیے محبوب نے دھکیں تو خود میرے پریشان کیا کہنا کہ وہاں کے کون۔“

”ہاں ہاں گھر نہ تو کسی جیسے ہی آئے میں خود اپناں کے چمک کر لیں گی تو بھلا فائدہ ہی کیا جب محبوب نظر ہی نہ آئے تو خراپا سبلا ڈال کے سینڈل لٹوں کی تو نظر بھی آئے ناں شادیوں کی اچھی طرح۔“

”ہاں ایسے ہی تو ہے محبوب فٹ ویلر کے سامنے ہی ڈیرا ان بہت پیچھے ہوتے ہیں اور پیچھے جگے۔“ فائدہ نے ہاں میں ہاں ملائی۔

”میں نے روٹا لے کے سر نہ کی گئی ہوئی ہوتے ہوئے۔“

”محبوب بہت ملافت ویلر کے رابطہ کا نام ہے۔“

”جوتے کا نام۔“ استغفر اللہ۔“

اور ایک دم کون کیا کیا یا تو وہی محبوب تھا جس کا پرزہ فائدہ کو کافی وقت سے تھا اور وہاں ہاں ادا میں صرف محبوب محبوب ہی کرتی رہتی تھی اور اس پیکر میں اچانے میں بہن کا گھر لینے سے پہلے اڑنے کے کڑیے ہو چکا تھا۔

”فائدہ آج کل کی لڑکیاں بھی۔“ سر نہ نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بھیس بیکر کے کمرے کی طرف تیز رفتاری سے جاتے ہوئے کہا تھا۔



چھوٹا چاند
نزدہت حسین ضیاء

یوں دیکھنا اس کا کہ کوئی اور نہ دیکھے
انعام تو اچھا تھا مگر شرط کڑی تھی
کم مایہ تو ہم تھے مگر احساس نہیں تھا
آمد تیری اس مگر کے مقدر سے بڑی تھی



منظرِ ادا ہے پس منظرِ ادا ہے
گھر بھی اداں دیوانہ بھی اور بھی اداں ہے
ہے دور تک ادا کا یہ سلسلہ گیا.....!
لگتا ہے میرے ساتھ ”دسمبر“ اداں ہے!

ایک دیکم اکل کے برابر والے جنگو کے ٹیرس پر مشر
ہوا۔ اس نے چمک کر کھانسا اس کے کمر کی سارے کونوں میں
شاید کہ باہری کی تیراویں میں مصروفی۔ گہما گہما اور
چرچہ زندگی کے مجبور آباد نمایاں تھے۔ ان کے چہرے پر
پشت تھی۔ بے خبر اور خوشی سے مجبور آباد آزاد
ہوئے۔ آنے والی وقت کو مجبور طرے سے
اجوائے کرنے کی خوشی سے سرشار چرے۔ دل بے
چین ہوئے لگاؤ اور کمرے میں آگئی۔ آج دل
ناہ بہت پریشان کر رہا تھا۔ وہ دہ کر اسے خاصی میں
تھیں۔ وہی بے کمر لڑا لایا دن یا کمر سے تھے
محبتیں کی یادیں پر تھا۔ اس نے ٹیرس کے کمرے کے لوں سے
سکاری بین کی صورت لگی۔

”آپ جی کہتی ہیں امان“۔ میں کہیں ماس جانے تھیں۔۔۔۔۔“ (بیکس تو آپ کا چھوٹا چاند تھا ہوا گیا۔ (گھر کے معنی چھوٹا چاند ہیں) خیمہ سو برادر بردبار۔“۔۔۔۔۔
 نیچے سے سر نکال کر بیڈ کی پشت سے ٹک لگا لگا اشکوں کے دو موٹی پلکوں کی ہاڑ توڑتے ہوئے گالوں تک آئے۔۔۔۔۔
 ماضی کے درمیانے داہوتے چلے گئے۔

وہی دہائی کے سامنے بھی تھمے گا یہی تھی کہ کمرے
 میں بے شمار عورتیں بیٹھیں گئیں۔
 "کمری ایک بخت یوں ٹھسے گئے بات بے لگائے
 جارہے ہیں۔۔۔؟" عتیق باہر سے لڑکوں کو قہقہے زور سے
 کہیں سنا جائے۔ "حسب عادت میں فی انٹ کا اس پر
 کوئی اثر نہ ہو گا تب ہی تو بدستور ہو گا تو حق میں اس کی
 والدین کر دیا اور چنی خانے سے کھل کر سیدھا کمرے
 میں آئی تھی۔"

”ہیسا کیا دیکھ لیا بیوی میں.....“ کہتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اسکرین پر نظر ڈالی تو وہ کارٹون میٹ درک چینل سے ٹاسمینڈ جیری دیکھ رہی تھی۔

”یہ کیا پاگل پن ہے عمرہ؟“ زویا کو غصہ آ گیا تھا۔
”آپ! آپ بھی آئیں دیکھیں ماں جیری کتنی شرارتیں

دھبہ کی آخری شام دھیرے دھیرے رات کی سیاہی میں تبدیل ہو رہی تھی۔ غصّتی ہوا میں لورہ دوسومنے شام سے ہی اپنا رنگ بچایا ہوا تھا۔ نہ اسی تک آفس سے نہیں لٹا تھا۔ آج کل ویسے بھی آفس میں کام زیادہ تھا۔ سال کے اختتام پر کا کاجو بڑھ جاتا تھا۔ خوشی اس کی پکھڑ پیلے یوں سولی گئی تھی آج سے پہلی بار اتنی ضد کی تھی کہ کوکہ بات دوپہر میں ہونے لگی اور اس کے سمجھانے پر خوشی چپ ہو گئی تھی۔ لیکن یہ فحشوہ۔ اس کی ضد اور باتوں

سے پریشان ضرور ہو گئی تھی۔ پریشانی کے ساتھ ساتھ وہ حد درجہ بلاں بھی تھی۔ خوشی کا اچھی طرح سے کھل لڑنا ضرور ہو گا۔ کسی طرف آگئی، ٹھنڈی لاریں نہ جانے اس کا خیر مقدم کیا یا نہیں۔ اچھی طرح سر پر پیٹ کر وہیں کر رہی ہے۔ آس پاس کے گھروں اور سامنے کی طرف بنی لویجی کی بلڈنگ میں نئے سال کی آمد کی تیاریاں عروج پر ہیں۔

[illegible]

کہتا ہے نام بچارہ معصوم۔“ لانا زویا کو بھی دعوت دے ڈالی ساتھ ہی صوفے پر جگہ بٹائی گویا اس کے کان پر جوں تک نیند نہ تھی۔

”بند کر دے سب.....“ تب ہی بجلی چلی گئی۔
 ”لوہ شٹ بائر“ غمگین ہری طرح جھنجھلائی تھی۔
 ”شکر اللہ کا۔“ زویا کہتی ہوئی کمرے سے نکلی وہ بھی باہر آئی تو اماں تخت پر بیٹھی سیم کی پھلی بٹاری تھیں نظر بچا کر صحن کی جانب قدم بڑھائے۔

”غمگینہ! وہ آؤ میرے ساتھ بیچہ کر دے پھلی بناؤ کبھی کمر کے کاموں کی طرف بھی دھیان دے لیا کرنا چھوٹی بچی نہیں ہوتی۔ کل کو زویا کی شادی ہوگئی تو اس گھر کا کیا بنے گا؟ جہاز و تنیک تو پکڑنی آتی نہیں تمہیں.....“ حسب عادت اماں کا لکچر اشارت ہو گیا تھا۔ بچت کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو وہ آ کر اماں کے سامنے تخت پر بیٹھی اور معصوم پھلیوں پر غصہ اتارنے لگی۔ اسی وقت ناصر صاحب بھی تہ گئے۔

”ارے بھی کیا ہوا ہمارے چاند کے منہ پر بارہ کیوں نچ رہے ہیں.....؟“ انہوں نے غمگینہ کے پھولے ہوئے چہرے کو گور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کیوں ناں تمہیں گے بارہ..... ذرا سا کام جو کہہ دیا آپ کی لاڈلی کو..... آپ خود ہی سمجھائیں میں تو کہہ کہہ کر تھک گئی ہوں کہ بچی نہیں ہوتی مگر محترمہ کے کان پر جوں نہیں رہتی الٹا ہمیں ہی غلط سمجھتی ہے۔ آج رات کا کھانا تم ہی پکاؤ گی۔“ اماں نے غصے میں آ کر سزا بھی شادی تھی۔

”ٹھیک ہے۔“ وہ منہ ہٹا کر اس انداز سے بولی کہ بچن میں چائے بٹائی زویا کو بھی لگتی تھی۔
 ”اف کیا بنے گا اس لڑکی کا..... کب بڑی ہوگی؟“
 دوسرے بیگم بڑبڑائیں۔

”ارے بیگم کیوں لگ کر کرتی ہوتی..... دیکھنا میرا چھوٹا چاند کس طرح سے ہمارا نام روشن کرے گا وقت آنے پر لڑکیاں سب کچھ سیکھ لیتی ہیں۔ تم ٹینشن مت لیا

کر..... اسے اپنی مرضی سے زندگی گزارنے دو“ لڑکیوں کے سارے ناز و غرے ماں باپ کے سامنے ہی ہوتے ہیں۔“ ناصر حسین کی بات پر دوسرے بیگم ان کو گھور کر رہ گئیں۔ ان سے یہی توقع تھی کہ وہ بجائے بیگم کی ہاں میں ہاں ملاتے ہمیشہ غمگینہ کے حق میں ہی ہوتے تھے۔ مغرب کی اذان شروع ہوئی تو دوسرے بیگم اور ناصر حسین نماز کی تیاری کرنے لگے۔

ناصر حسین ایک پرائیوٹ کمپنی میں جاب کرتے تھے۔ اللہ پاک نے شادی کے سال بعد زویا کی شکل میں اولاد سے نوازا اور پھر چھ سال بعد غمگینہ پیدا ہوئی۔ چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ ماں باپ اور بہن کی بے حد لاڈلی تھی۔ ناصر حسین نے غمگینہ کا نام خود ہی رکھا اور وہ اسے اپنا چاند ہی کہتے تھے۔ اپنا بیٹا کہتے یہی وجہ تھی کہ غمگینہ بچپن سے ہی لالہ لالی تھی ہر گھر میں شور مچانے لگتا تھا۔ غمگینہ لگانا زور و شور سے بائیں کرتا اور اچھل کود کرنا بچوں جیسی حرکتیں کرتا اور ہر دم گھر میں ہنگامہ برپا کرتا اس کی فطرت میں شامل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی دوستی ہم عمر لڑکوں سے زیادہ محلے کے چھوٹے بچوں سے زیادہ ہو گئی۔ اسکول اور پھر کالج میں اس کی سہیلیاں فلموں، فیشن، میڈیا، ہیر و اور ہیر و سنوں کے بارے میں باتیں کرتیں جبکہ وہ کارٹون فلمز کے علاوہ وی وی کی ہی دیکھتی تھی۔ وہ ساری باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑ دیتی۔ فری ہیریٹ میں لڑکیاں گانے سنیں یا اپنے فرینڈز سے چیٹ کرتیں اور غمگینہ کو ڈانٹا اور گینڈی کرش بھیجتی بڑے سے صحن میں آکر محلے کے بچوں کو جمع کر کے کوئی نہ کوئی ہلہ مچا کر تھی۔ رات ہی۔ بھی صحن کے کونے میں لگے بڑے سے نیم کے درخت پر جھولا ڈال کر بچوں کے ساتھ انجوائے کرتی تو کبھی کسی ایونٹ کی پلاننگ میں سر جوڑے صبح سے شام ہو جاتی اسی بات کو لے کر اماں سے اس کا جھگڑا ہوتا تھا۔ وہ جب تک چھوٹی تھی اماں کو برا نہیں لگتا تھا مگر اب سترہ برس کی ہو چکی تھی۔ انٹر بھی کر چکی تھی زویا اس سے چھ سال بڑی تھی۔ عمر کے اس واضح فرق نے زویا کو بنجیدہ اور جھگڑا

ہندیا تھا۔ وقت کے ساتھ یہ تبدیلی آتی تھی کہ اسے میوزک چھوڑ گئے، کتنا خاص طور پر جب اس کا بڑا بھائی اور استادوں کا گھریلو بھرا بھرا میجر اشارت ہوتا دیکر جسے جاکر دستک چارویسٹ کرنا کڑا سے ہیڈ فون لگاتے۔

مستوحط طبع کی آبادی میں بنا ہوا دوسرے گھر کے ناصر حسین کی عمر بھی محنت کی کمانی کا نتیجہ تھا۔ گھر و گھر بہت اچھا لگتا تھا، تین کمرے کے بڑا مکان تھا، تین کمرے دیواروں کے ساتھ تھی، ہولی کمریاں جن کو سرخ انڈیوں سے جا کر خوب صورت بنایا گیا تھا اور کمریوں میں لگے گلاب، چنبیلی اور موکرے کے پودے جن میں گلے خوب صورت پھولوں کی خوشبو سے جب آگے بڑھتا تو گھر و گھر کپڑوں کے ہاں بھی کسری ڈالے تھے، دیر آگے نہیں بند کے لیے کسی سائیس لے کر جبکہ اپنے اندر اتنی رشتی تھی۔ یہیں بیٹھ کر بڑا چائی کرتی، چائے کا کپ لے بھی اسی جگہ چائی۔ دنیا کا واحد گھر جس سے پسند نہادہ دوستوں کی صفائی کرنا اور ان کو پانی دینا تھا۔ ناصر حسین جو کچھ بھی کرتا سب کچھ آکر یہی کی ہاتھ پر رکھ دیتا اور سبہ بیکر بیٹے سے گھر چلا میں ساتھ ساتھ بیٹوں کے لیے کچھ نہ کچھ انداز میں کرتیں۔ دوسرے بیگم کے بیٹوں کو کون سا تھا ان سرال میں جینو اور دیر ہر لوگ پیسے والے تھے اس لیے ڈرامی میں ملتے تھے۔ دوسرے بیگم ہمارے معاشرے کا الیہ ہے کہ جس گھر میں بیٹیاں ہوں اور وہ بال لاف سے گفتگو نہیں نہ ہوں اور بیٹیاں خوب صورت بھی ہوں تو دیگر رشتے داران ان کو کون سے تڑانے لگتے ہیں کہ مباداں کا معصوم ایسا لڑکیوں کے حسن کے دام میں الجھ کر کشادگی کا مظاہرہ نہ کر بیٹھے۔ یہی حال ناصر حسین کے بھائیوں کا تھا کہ جن سے ملاقات خاندان کی تہہ تہہ میں سرکاری انداز سے ہوتی اور خواتین کی کوٹش ہولی کمران کے بیڈروں کی نظروں میں بھی تھی لڑکیاں سننا کسی اہل بات کا ہر حسین کے ساتھ ساتھ دوسرے بیگم کی انکی طرح جاتی تھیں اس لیے ”ہم سبھی ہمارا گھر بھلا“ کے مصداق بنی اپنی دنیا میں گھر سے چھڑے دیوانے کر بیویوں کی مل کپا تو

کھانے سے فارغ ہو کر وہ حسب معمول اپنے کمرے میں سونے کے لیے لیٹ کر پچھلے گھر بھی آگئی۔

”اماں! مجھے ڈیڑا رات تک جانا ہے۔“

”ہائیں۔“ سہیں بازار کا کون سا کام یاد کیا اس وقت؟ اماں نے چونک کر رت سے سنا دیا تھا۔

”اماں! اسن اور کاٹھ کی چودہ گت کے حوالے سے کچھ چیزیں لی ہیں فراز بھائی کے پاس دینا میں ہے اور عاتکہ بھائی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی سے سوچا میں ہی جاتی ہوں۔“ اس نے مصموٹھل بنا کر تفصیل بتائی۔

”ہائیں تم تو جیسے عبدالستار ایسی مرحوم کی جائیں ہو ہر ایک کی مدد کو تھے سے پہلے جاتی تھی ہو۔ سارے زمانے کے دو دھارے ہی تھے سے کیجئے میں سلیا رہتا ہے۔“ اماں جل کر کہیں۔

”تمہے اماں آپ تو بس۔۔۔ دیکھیں ناں کہ معصوم بچے بچا کر سے انتظار میں کھڑے ہیں۔“ محسن میں کھڑے اسن اور کاٹھ کی طرف اشارہ کیا۔

”اچھا اچھا۔۔۔ جی جلا تم نے کون سا میری بات مانی ہے۔“ اماں جھنجھلا گئیں۔

”اماں! ایک اور بات۔“ داخوں تلے ہونٹ دبا کر وہ اماں کے قریب آئی اور ان کے کانوں پر پیرا سے ہاتھ رکھا اور جتنی سستی انداز میں۔

”اب کیا؟“ ان کی جھنجھلاہٹ پر فرار دی۔

”اماں میں بھی تھوڑی سی جھنجھلیاں اور جگ لے کر آ جاؤں اپنے لیے۔“ آکٹا زلیا کر دوسرے بیگم سے ملا نہ ہو پا۔

”اچھا جاؤ زلیا سے پیسے لے لو۔“ انہوں نے لہجہ کو نرم کیا۔

”اگرے سدا۔! جیویری اماں۔“ اس نے گاہ بگاہ کمران کے گال پر پیرا کیا اور پلٹ کر تیزی سے زلیا کے کمرے کی طرف بھاگی۔

”توبہ نہ جانے کب سدر سے کی لڑکی کس کا بیٹن شرم دگا۔“ دوسرے بیگم پر ہاتھ مار کر بڑا زلیا اور

اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گئیں جب ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ سارو سامان سے لدی پھینڈ کر لہوئی کو زلیا نے سر پہنٹ لیا اماں ابھی تک سو رہی تھیں۔

”کتنے پیسے خرچ کرے تو نے؟“ دوسری ساری جھنجھلیاں اچھا کرنا پڑا کشتی جھنڈا اور دیگر چیزیں دیکھ کر زلیا نے پوچھا مگر وہ خوشی اور جوش سے ایک ایک چیز نکال رہی تھی کہ جب عتیقہ اور ہری پاش نکال کر دکھائی تو زلیا لپٹی گئی۔

”اگرے! اس میں بننے والی کون کی بات ہے۔ دیکھو تو ابھی گھنٹے کی میں لڑکی کر کے لائی ہو۔“ اس نے لپٹی گئی۔

پھر شام تک بچوں نے ان کا محسن جھنڈوں اور ہماروں سے جا بیا ہوا کے ساتھ تیزی سے لپٹی جھنڈیاں اور ہماریں خوب صورت لگ دیں اس لیے اپنے گھر کی سادہ سے مطمئن ہو کر وہ اسن اور کاٹھ کے ساتھ عاتکہ بھائی کے گھر جانے کی تاکہ اس کا گھر جاسکے۔ دوسرے نکل رہی تھی کہینا مر سیں گے۔

”الہام! بیگم الہامی۔“ بچوں نے بھی سلام کیا۔

”ولیکم السلام! ارے بیگم! یہ قافلہ کہاں چلا؟“ انہوں نے خوشگوار انداز میں ان سب کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

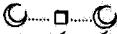
”بیگمیں لاپٹی۔۔۔ ہم نے اپنا گھر سارا کتنا اچھا لگدہا ہے ناں! اب عاتکہ بھائی کے ہاں جا رہی ہوں۔“ گھر نے خوش ہوئے ہوئے کہا۔

”اچھا! سادگی کا۔“ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بیگم! لاپٹی۔“ دوسرے کمر پر لیتے ہوئے کہا۔

مستوحط طبع کے اور سلیقہ شعار لوگ جن کو جاوے دیکھ کر ہر پچھلائے ہوئے ہیں وہ زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لیے سوچ بچار کے بجٹ کا گروہ تو جو زلیا کے ہی سفید پوش پر فرار دھکے پٹے ہیں یہی حال اس خلی کا بھی تھا اب ہی رمضان المبارک ہوا یا غیر عید کا بہترام کچھ اکیلے سے ہی شروع ہوا جاتا رمضان المبارک کی آمد سے کافی

”اگرے بھی یہ تو ہمارے گھر کی تھی ہے لڑکی بھرتی ہے چاند کی طرح چمکتی ہے تو اس کی پسند بھی تو ایسی ہی ہوگی ہاں۔“ زویا نے پیارے قمرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”ہاں یہ بات تو ہے ہمارے محلے کی روٹی ہے وہ واقعی طلی کی طرح ہر جگہ اڑتی بھرتی ہے۔ راتوں لگا دیتی ہے اللہ پاک اس کا نصیب اچھا کرے آمین۔“ زویا اور دوسرے بیگم نے ایک ساتھ کہا۔

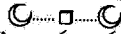


زویا بھی زمانے کی ریت کو بھاتے ہوئے رخصت ہو کر حاسم کے ساتھ گئی تھی لیکن انی لیل جاسم اپنی فیملی کے ساتھ کئی رشتے دار کے یہاں مقیم تھا اور شادی کے بعد ویسے کی تقریب بھی پھر انہیں لا اور چلے جانا تھا۔
زویا کے جانے کے بعد گھر میں ایک دم اسی چھا گئی۔ دوسرے بیگم بہت سب سیٹ ہو گئیں۔ ناصر حسین کو بھی زویا کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ قمرہ نے خود کو بڑھائی میں مصروف کر لیا، زویا نے بچپن سے لے کر آج تک ہر معاملے میں اس کی سپورٹ کی تھی اس کی ہر فرمائش پوری کرتی تھی قمرہ رات کو بستر پر لیٹی تو چپکے چپکے زویا کو یاد کر کے تسو بھائی اب اس نے اپنے ارد گرد بچوں کا سرکل بڑھا لیا تھا شام کو بچوں کو ٹیوشن پڑھانے لگی تھی دوسرے بیگم نے کچن سنبھال لیا تھا اور قمرہ کی وہی مصروفیات اور وہی بڑجوش زندگی شروع تھی۔ اب بچوں کی روٹی بڑھ گئی تھی نہ پہر ڈھلتے ہی آگن بچوں سے بھر جانا اور مغرب تک پڑھائی مکمل کو دلور ہنگامے چلتے رہتے۔

دوسرے کامیہ نے افتخار کی جانب رواں دواں تھا۔ سردی اپنے عروج پر تھی۔ زویا نے بھی آنے کا کہا تھا۔ قمرہ بہت خوش تھی۔ پورے چار ماہ بعد زویا آ رہی تھی اور بھر نیا پیر کی آد بھی تھی۔ قمرہ یہ خوشیاں بھر پور طریقے سے منانے کی تیاری کرنے لگی۔ گھر میں خوشگوار چھل پھل تھی۔ جاسم کو کام کے سلسلے میں ایک ماہ کے لیے دہلی جانا تھا اور پورے ایک ماہ کے لیے زویا آ رہی تھی۔

نئے سال کی تیاری زور پر تھی وہ اسٹول پر کھڑی

پہلے ہی گھر کا سودا سلف آنا شروع ہو جاتا ضرورت کی وہ اشیاء جو خاص طور پر استعمال ہوتی ہیں ان کو لاکر صفائی کر کے چھان چس کر مر جاتوں میں محفوظ کر دیا جاتا یہی ماحول قمرہ نے بچپن سے دیکھا تھا اس کے ساتھ قمرہ کو چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہانسانا ماننا اچھا لگتا وہ سب کی ساگرہ کا دن یاد رکھتی دوسروں کی خوشی بھر پور طریقے سے منانا اچھا لگتا تھا اور وہ بھی یہی چاہتی کہ اس کے حوالے سے بھی لوگ اسی سوچ کا اظہار کریں۔



گھر میں زویا کی شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ قمرہ زویا کی شادی کو لے کر بے انتہا خوش اور بڑجوش تھی اسے چمک دمک گونا گونا دی والے رنگین کپڑے پہننے تھے بھاری جیولری شوخ و تیز میک اپ کرنا ہے اس روز بھی تینوں ماں بیٹیاں شایگ کر گئیں اور برآمدے میں تخت پر شاہزادہ کھینچے دیا ٹھنڈا پانی اور گلاس لے آئی اسی وقت عاتکہ بھی آ گئی۔

”بہنیں بھائی۔“ زویا نے اس کے لیے جگہ بھائی اور اسے کپڑے کھانے لگی۔

”ناشا اللہ بہت پیارے جوڑے ہیں اللہ پاک اچھے نصیب کرے سلاز جنہیں اپنے گھر میں آباد رکھے (آمین)“ عاتکہ نے دعا دی۔

”ارے واہ یہ سوٹ تو بہت پیارا ہے زویا تم پر سوٹ بھی کرے گا۔“ مر جفا اور گرین کو میٹیشن والے بھاری گینگنوں اور اسٹون کے کام والا فراک اٹھا کر عاتکہ نے کہا۔

”بھائی یہ میرا نہیں قمرہ کا سوٹ ہے ہارات کے لیے۔“ زویا جلدی سے بولی۔

”بھائی کیسا ہے؟ یہ دلا اور یہ نیو دلا اور گلڈن دلا یہ دلوں میرے ہیں۔“ قمرہ نے بتایا۔

”بہت پیارے ہیں۔ مگر لگتا ہے کہ شادی زویا کی نہیں بلکہ تمہاری ہو رہی ہے اس کے سوٹوں کے گلڈز لائٹ ہیں اور تمہارے شوخ اور بھاری۔“ عاتکہ نے ہستے ہوئے کہا۔

جہاں پر گہری جھونکیوں پر لگا رہی تھی کہ اس پاس بچے بھی موجود تھے۔

”اگرچہ چند آرام سے کہیں سلیپ نہ ہو جاؤ۔“ ناصر حسین اور دوسرے بچے جو کہ برآمدے میں بیٹھے تھے ناصر حسین نے آواز لگائی۔

”میں اب اپنی ذرا ہار کو پکڑ رکھا ہے میں نے۔“ اس نے وہیں سے آواز لگائی اور اپنی اچھل کود جاری رکھی۔

”یادداشت اس کی کہ کچھ عرصے پہلے وہ جانیے جانے کیا ہے گا اس کا میں تو کہہ کر تھک چکی ہوں کہ کوئی روش کو بدل لواتے چل کر یہ سب کام نہیں آئے والا مگر اس کی سمجھ میں کچھ آئے تو بات ہے ناں۔“ دوسرے بچے جو بیٹھے دھمکے تھے اسے اسٹول پر اٹھانے کو کہہ رہی تھیں تو فرار ہو کر بول پڑیں۔

”میں نے سبک کر بیٹھنا تو سیکھا ہی نہیں ہے ناں۔“ دوسرے بچے پر پھوٹو پڑی تو ہار سے آگن کی روشنی ہے اس کے نوردار کی سے ہمارا کمرہ کھلا ہے اور جب میں دن بھر کا تھکا ہلا آؤں اس میں دماغ کھرا کر آؤں تو اس کے کھلے کھلے چہرے کو اس کی باتوں کو سن کر ساری تھکن کا نور ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ بچیاں ہاں ہاں کے گھر میں ہی آزادی سے زندگی گزارتی ہیں راز پرستی اور پسند کے مطابق نہ کوئی خوف نہ کوئی اور پشیمانی کسی کا زور ہوتا ہے نہ جانے آئے چل کر کیسے محلات کا سامنا کرنا پڑ جائے اس لیے اسے اپنی مرضی کر دیا کہ اس کو اللہ پاک ہماری بچیاں کے لیے خوشیاں اور کامیابیاں رکھ دے ان کے مقبولوں کو بلند کرے یہ دعا کیا کرو۔“ ناصر حسین کی بات پر دوسرے بچے ہلکا کر دیں۔

”مگر سمجھو دلگتا ہے ناصر حسین۔“ وہ دلی بات یوں کہہ لے آئیں۔ لڑکیوں کا ہنس زور ہوتا تھا۔

دوسرے بچوں کی بات پر ناصر حسین اور بظاہر کام کرتی ہوئی فحشوہر بھی ہاں ہاں کے درمیان ہونے والی شکوہ کرتی اور

زیر بصر سر لاتی۔

”نہاں بھائی اگر لڑکا اچھا ہے اور فرزند بھائی مطمئن ہیں تو ضرورت بات کریں، دوسرے بچے کو یہ شادی کرنی ہے ناں۔“ روبانہ جلدی سے کہا۔

”میں اب بھی میری بھاری آئی اپنی بات نہیں ہے آپ کی باتوں سے بہت تنگی ہے۔“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

بیک اور بڑھانے لگا۔ یہ گھر کوئی اور اچھی جگہ ہے صورت حال میں کسی خاصا اچھا ہے اس کی کوئی ڈیڑھاڑ بھی نہیں، شریف نے اس کی لڑکی کا رشتہ دیکھا تھا۔

”اس کی بی۔۔۔ اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو اپنی فحشوہر کے لیے بات کریں فرار سے۔“

”میں اب بھی میری بھاری آئی اپنی بات نہیں ہے آپ کی باتوں سے بہت تنگی ہے۔“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

دھمکے میں بے گھبراہٹ۔

”نہاں بھائی اگر لڑکا اچھا ہے اور فرزند بھائی مطمئن ہیں تو ضرورت بات کریں، دوسرے بچے کو یہ شادی کرنی ہے ناں۔“ روبانہ جلدی سے کہا۔

”میں اب بھی میری بھاری آئی اپنی بات نہیں ہے آپ کی باتوں سے بہت تنگی ہے۔“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

”مگر آپ کے لیے جلدی آؤں؟“ ناصر حسین نے کہا۔

لیے وہ دھست ہو کر حسن کے گھر آ گئی۔ یہ عجیب رخصتی تھی، نہ لڑکیوں اور نہ لڑکوں کی چھیر کیسی عجیب تھی، نہ لڑکیوں کی ساریز پر کے جب سے پانی نکال کر چھانڈا، نہ گاڑی روک۔ نہ کروا دیا..... یہ کیسی سادی طرح سے حسن کے ہر لہ چہ لوگوں کی موجودگی میں رخصتی اور اب اس کے بیڑم میں بھی تھی حسن اسے کرے میں پہنچا کر کہا ہر گھل گیا تھا اس نے کرے کا چاند لہا اچھا بڑا خوب صورت بیڑم تھا انعامت اور سخاوت سے حسن کے ذوق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ہر چیز سو براور نہیں تھی کرے کے پیٹ سے لے کر پردے، قالین، ریوڑوں پر لگی پینک، وہل کلاک، واڈ، سب چیزیں ہی میں میں اللہ پاک میں اہلری زندگی میں محبت اور انظار اسٹینڈنگ پیدا کر دیا اس نے صدق دل سے دعا مانگی، حسن آ گیا تھا وہ لاکھ ہولڈر تھی..... مگر اس وقت تھوڑی سی بیروں کی کچھ شرمیلی کچھ گھرا لئی سی حسن کو ابھی لگی، وہ آ کر پتہ پر ٹک گیا، انھوں میں پکڑی خوب صورت سی بیروں کی ڈبیہ سامنے رکھ دی، قہر ہے غور سے ڈبیہ کو دیکھا حسن نے ڈبیہ کو لئی اس کے اندر خوب صورت سامراج اور بزمگاہوں (زولون) والا تاجک ساحلانی لکھن نکلا۔

”کرے واہ..... بہت خوب صورت ہے۔“ قہر ہے ساختہ تعریف کر بیٹھی۔

”یہ..... وہ لکھن ہے جو میری دادی ملان سے میری ماما کو پہناتے تھے اور میری ماما سے سالوں سے سفیل سفیل کر رکھا تھا کہ اسے انھوں سے اپنی ہو کو پہناتیں گی، لیکن اللہ پاک کو ان کی یہ خوشی ان کے انھوں پوری نہیں کرنی تھی، وہ ہمیشہ اپنی میں سے میری ہو کی لمانت ہے یہ اب تہجاری ملکیت ہے میری ماما کی نشانی اسے ہمیشہ اپنے اس رکھنا۔“ حسن کا بچہ ہے حد دگی ہو گیا تھا اس کی آواز میں لڑکھائے تھی۔

”لوہ.....“ قہر بھی اسی ہو گئی۔ ایک لمحے کے لیے باحول سوکار ہو گیا قہر نے لکھن، ہم اللہ چھ کر اپنے سیدھے ہاتھ میں پائی، اس کی کچھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ادا کی من لمانت میں کیا کہے حسن کو کیسے لکھل دے

معروف مصنف و کالم نگار مشاق احمد قریشی کے قلم سے ایک اور شاہکار

پیہم خیال

مشاق احمد قریشی



تاریکی ہے



کا کھنکھارہ تھا..... اور زندگی کے نئے سفر کی رات کا جبر سے
دوسرے انتقام ہو رہا تھا۔ ایک ماٹھی میں ہی عمر کا کواکس
ہو گیا تھا کہ ایک لڑکی کو کینے سے سر ہل تک کا سفر
کر کے..... لڑکی سے محبت بنے صرف چند گھنٹوں کا
فاصلہ ہے۔ اسے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا
کہ جس دن وہ انسان سے مل باپ کی پھوپھو سے موت نے
اسے توڑ دیا تھا۔ پھر پرورش کیا رکھا اور پھر
محبت دینی کی محنت کر لی۔ تو وہ کبھی نیند میں تھا
غم سے اے بغیر دیکھا سوئے میں معصوم رنگ رہا تھا
کھینے ہال پیشانی پر گھر سے بونے تھکے ملاشب جا بظن
تھا غم آہ آپ آپ مسکرا دی وہ دوش دم سے آئی تو
حسن جاگ رہا تھا۔ کہ روت روت بدل کر سندی سندی آنکھوں
سے اسے کھینک رہا تھا۔
”ہلائی! تم نے زندگی کی جی میں مبارک ہو“۔ غم سے
جاد کا سوچ سے مبارک باد دی۔

جیسے ہی گاڑی گھر کے دروازے پر رکھوایے وہی پرزوسا
سے احسن سے ٹیٹ سے سر نکلا۔
”کاشی فرما جلدی سے آ جاؤ آپ آئی آ گئی۔“ اس نے
بڑے جوش و انداز میں اپنے رخوہ لگایا کہ برآمدے میں بیٹھی زہرا
اور وہ گردے گردے گھروں میں بھی راج آواز پہنچتی تھی تب ہی تو
بچے باہر نکل آئے..... بچے دھڑک رہے کہ طرف بھاگے اور
آ کر اس سے پلٹ گئے۔ ساتھ ہی زہرا کے ساتھ ساتھ

میں ناشد ہو۔۔۔ پھر اس ن کاٹی اور فوراً اگلے دو گھر والے
لوگوں کے ساتھ جن میں شہر کی جہاں کی فرمائش پر حضورؐ کے
درکار کے بھی تھے۔ حسن خاموشی سے سب کو دیکھ رہا
تھا مگر وہاں اندازہ تھا کہ اس کو یہ سب چاہیے تھا۔
بڑے سے حضورؐ کی بار بعد حسن نے اجازت چاہی
رات کو جا چھوڑا تھا لیکن اس وقت۔۔۔ مگر سے رخصت
ہوئے وقت ایک بار اس کا دل بڑھ گیا۔
”کیا چھٹی بار نکلا ہوا تھا وہیں؟“ گاڑی
اسٹارٹ کرتے ہی حسن نے وہ اسکرین پر لگا ہوا
ہوئے کہا۔
”جی کیا مطلب میں سمجھ نہیں؟“ وہ کچھ بھیجی تب سی
جی ریل سے اس کو مل گیا۔
”مطلب یہ کہ میں سبوں کے نل کر گیا میں کیا تا شکر
تھا کہ میں عرض متو جو ہوا تھا۔۔۔ یہ لیکن اس طریقہ ہے
مقدمہ کرنا؟“

”جی“..... وہ جاتے ہوئے ٹپٹی۔
 ”لڑکی کی شادی اٹھارہ برس میں ہو یا پینتیس برس
 میں..... شادی کے بعد خود اسے بدلنا پڑتا ہے، اچھل کود
 کھیل تماشے شادی کے بعد زب نہیں دیتیں..... مجھے

بہت بار لنگے سے پر سب اور حیرت تو اس بات کے ہے
کیس بات کو اس کی نے غلط فہم کی نہیں کیا۔ وہ
مستقل بن رہا اور کمر ہر جگہ اس کی باتوں کے
کڑے کھونٹ قطرہ قطرہ اپنے اندر اتر چکی۔

اسکی بات کو پیشانی اٹھماکری نہیں کھل رہی تھی
زندگی کو زندگی سے پر اور کڑوا کر کیا تھا۔ کیا
اسکی باتوں میں سے پر اور کڑوا کر کیا تھا۔ کیا
زندگی پر اس کا کوئی حق نہیں رہا ہے جیسا کہ تو حسن کی
مرحی اور اصولوں پر جیسا کہ اس کی سوچ تھیک پائندہ کردی
مٹی کی دل پر مڑوں پوچھا پڑھا اسکی دودھ کی جودھ اپنے
چرخ میں بجھوت پائی تھا اس کی آنکھیں جھٹکے کو بے تاب
تھیں اور دکر سے پہاڑ کی
رات کو دیکھ کر چھوٹی سی دھوت تھی۔

”مجھے پادار کب جانا ہے؟“۔ سر پہر کو فرہ کو
خیال آیا۔

گزرنے والے وقت کے ساتھ اسے احساس ہوا کہ حسن ایک اصول پسند انسان ہے اس کی زندگی کے ہر اصول و ضوابط سے شادیوں پر وہ دم کرتے نہ وہ لاڈیلی زندگی والا تھا اس نے کہا کہ اب میں معنوی چیزیں ہی پسند کرتی ہوں۔ میں کون جود اور سہراؤں سے بھر دھکا دیتی ہوں، کبھی دھرم کو

”میرا دل رہا ہے جاب سے ابھی کلوں۔“ اس نے خود سے ہی دلا دلانے کی کوشش کی۔
خلاف
”اچھا چاہتا ہوں پھر کچھ نہیں۔“
توقع تھی کہ وہ خود کو دے گا جس سے لیے پاپ بند
کر دیا۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔

ناصر سیکین دوسرے عظیم کی بہت عزت کرتا تھا نرم اور دھیمے لہجے میں بات کرتا کسی باتوں میں ان لوگوں کے لیے احترام تھا۔

نمبرہ کی سالگرہ آنے والی تھی۔ ہمیشہ سب کی سالگرہ کا زبردست اہتمام کرتی تھیں کہ جس سے بچے کو کھانا کراں کے لیے سوٹ خرید کر لاتی اور خوب صورت پیکنگ کے ساتھ ان کا اپنی طرف سے تحفہ کرتی۔

”اگر وہ ابھی ایسا چمکا رہا ہے جیسا ابھی ہماری“ نے پوچھا۔
 ”اگلی ہولورڈ تھو بھی نہیں ہی ملے۔“ لہائی اسے پیاد کرتے
 ہوئے مزاحیہ انداز میں کہتے۔
 ”آپنی مجھے برتھ ڈے دس کر دی تھیں۔ میری برتھ
 ڈے سلاٹ اب ہو چکی ہے۔“ اس نے کہا۔

”تو دلور کیا میرے خرچے کے پیسے بھی مخترمہ نے نکال لیے تھے اور مجھے یہ سوٹ دیا تھا۔“ اہل اپنے ہوئے سوٹ کی طرف اشارہ کرتیں۔

”نہرے، بھئی میں کمالی تھوڑی ہوں..... دیکھا شادی کے بعد آپ لوگوں کو اپنی طرف سے کتنے پیداے پیداے گفت دوں گی۔“ نمرہ وہاں کی شکل سے انہماں بنی

”میں تو کبھی تمہی آپ کو پہچانے ہوں گا۔“ میں نے بتایا تھا
 ”آئی ایم سوری۔“

نصف برتھ کا ذکر کیا تھا اسے امید تھی کہ حسن اسے ضرور دوش کرے گا۔ حسب معمول حسن رات کے کھانے کے بعد سنے آفس کا کام کر رہا تھا۔ آج صبح نے دن میں چھوٹا سا

معنی اور غیر ضروری گفتی ہیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ آپ اپنی زندگی کا ایک سال کم ہو جائے پر خوشیاں منا لیں۔ وہ کہہ سکتے ہوئے ہوئے ہو گئے۔

آنچل • فروری • ۲۰۱۸ء 127

آپچل ❁ فروری ❁ ۲۰۱۸ء 130

گزشتہ قسط کا خلاصہ

زادیاہ زندان سے واپس آتا ہے تو عالمکساے مرہرہ کی خراب طبیعت کا بتائی ہے زادیاہ فوراً ہی ہسپتال پہنچ جاتا ہے۔ دوسری طرف ہوزان مذہب اسلام قبول کرنے کے بعد عمر عباس کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے عمر عباس کے دل کو مرہرہ جہان کی جی محبت نے جکڑا لیا ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ہوزان عمر عباس کو ہسپتال جانے سے منع کرتی ہے مگر عمر عباس مرہرہ کی طبیعت کا سوچ چلا جاتا ہے۔ پر ہیان اپنی کوساویز کے خاٹے سے بتاتی ہے وہ اپنے گزشتہ رویہ پر شرمندہ ہونے کے ساتھ معافی کا طلب گار ہوتا ہے اور دوبارہ پر ہیان کی زندگی میں شامل ہونا چاہتا تھا اپنی بات کرتے پر ہیان اپنی کی خاموشی محسوس نہیں کر پاتی۔ اپنی عمر چلا جاتا ہے تب ساویز پر ہیان سے ملے اس کے فحش آتا ہے اور اسے اپنی سے دور رہنے کا کہتا ہے۔ ساویز پر ہیان کو واپس پاکستان چلنے کا کہتا ہے جس پر ہیان سارا تنبیگہ کے لندن آئے کا بتاتی ہے۔ شیر دل کی نگاہیں شیر زاد کے خالی کان پر چڑی رہ جاتی ہیں اس کی آنکھوں اور چہرے کا رنگ بھی بدل جاتا ہے اس سے پہلے کہ شیر زاد اپنے بچاؤ کے لیے کوئی کہاں بنا کر شیر دل کو سنائی وہ خود بات بنا کر اسے شہر ان کرنا اپنے عتاب کا نشانہ بناتا ہے۔ شیر زاد بولکھلا جاتی ہے شیر دل اس کو رشتی سے بانہہ کر جیپ میں ڈال کر دوسری جگہ ہے تب عبدالہادی اپنے دوست ڈی ایس بی ٹیم ہارنا کے ساتھ مل کر اس کا راستہ روکتا ہے اسے شیر زاد کو چھوڑنے کا کہتا ہے ڈی ایس بی ٹیم ہارنا شیر دل پر فائر کرتا اسے ابدی نیند سلا دیتا ہے۔ شیر زاد خوش بھی کہ اس نے نئی جوئی کے سہیوں سے اپنے پرکھوں کا بدلہ لے لیا تھا۔ عالمکساے کو خواب میں دیکھتی اس کو پکار کر نیند سے جاگ جاتی ہے زادیاہ جو پکپیر پر کام کر رہا ہوتا ہے اس کی بیچ کن کرتوہ ہوتا ہے مصدق حسن پچھلے تین دن سے گھر نہیں آئے تھے مجبوراً عالمکساے کو زادیاہ کے کمرے میں سونا پر رہا تھا۔ شیر زاد گھر واپس آ جاتی ہے اس کا ارادہ ہوزان کے ساتھ مرہرہ کو دیکھنے ہسپتال جانے کا ہوتا ہے دور کھنن آفس جا چکی ہوئی ہے تب زادیاہ گھر میں داخل ہوتا ہے اور شیر زاد کو دیکھ کر چونک جاتا ہے۔ زادیاہ شیر زاد کو دیکھ کر اپنی پہلی ہی ملاقات میں کھو جاتا ہے اور شیر زاد کو ہسپتال ساتھ چلنے کی آفر کرتا ہے۔ شیر زاد وہاں کا تعارف کروائی ہیں ہسپتال آ کر شیر زاد مرہرہ کو دیکھ کر رو پڑی ہے تب زادیاہ مرہرہ کا ہاتھ حجام کرنا سے زندگی کی طرف لوٹ گئے کا کہتا عہد توڑنے کی بات کرتا ہے اور مرہرہ کے ہاتھ میں جنبش محسوس کرتا ڈاکٹر کو زور دے پکارتا ہے۔

اب آگے بڑھیے



مجھے آواز مت دینا
کبھی تیرے نورِ معیوں میں
کبھی دیکھیں شاموں میں
کبھی خوابیدہ راتوں میں

مجھے آواز مت دینا

کہ صدمت و حرف کے جتنے تعلق تم سے قائم تھے
وہ سب مسمیہ طہرے
محبت کی جنوں تیزی تو بس اک عارضی شے تھے
قبائے شوق کے سہارے تھے کچے تھے

شہجہ برکی پہلی بارش نازیہ کنول نازی

دل اس قدر اداس بھی پہلے کبھی نہ تھا
غم میرا اک رفیق تو تھا زندگی نہ تھا
بکھری ہوئی تھی شہر میں چروں کی بارگشت
جس شخص کی تلاش تھی بس اک وہی نہ تھا



اس میں کوئی غصہ نہیں۔ میں آپ کی تکلیف کو سمجھ سکتی ہوں مگر پھر بھی میری آپ سے ایک التجا ہے اگر آپ پوری کر سکیں تو....." اس کے عاجزانہ انداز پر بے ساختہ دھراٹھا کر اسے دھمکنے لگی۔

وہ حالی حالی تھانوں کے ساتھ اسے دیکھنے لگی کیا کسی کو اپنا دھڑ کتادل نکال کر دینا اتنا بھی آسان ہوتا ہے جتنا کہ فاطمہ بنت اللہ یار نے سمجھ لیا تھا؟

”ٹھیک ہے، ہمیں آؤں گی سائے جیسا آپ نے کہا ویسا ہی ہوگا۔“ وہ یہی کہہ سکتی تھی۔ فاطمہ بنت اللہ یار نے خوش سے اس کا ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا۔

اگلے روز عالمہ تیر بخار کی لپٹ میں آگئی تھی۔ زوار ہسپتال سے گھر آتا تو وہ بہتر نظر آتا۔ والدین بھی اس کا حال

زاویا نے ہی اسے دوا دے کر سیدھا لایا اور اس پر کمبل سیٹ کیا پھر اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو مسلا کر بخار تھا کہ

آلجہ فوری ۲۰۱۸ء 139

انہی طرح دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے بعد وہ گھر واپس آئی تو ملازمہ سے پتا چلا کہ مریدہ کی زندگی اب خطرے سے باہر ہے لہذا وہ اپنی محکم اور حالت کی روائے بغیر اسی وقت وضو کر کے جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔

”وعلیکم السلام آئیے۔“ اس کا دل سنسان ہو کر رہ گیا تھا مگر ابھی یہ بات فاطمہ بنت اللہ یار کو معلوم نہیں تھی جسے گھسٹ رہا تھا۔

”تعاون؟“

”ہو! تعاون!.....“ اس کے تعجب سے جو مجھے رفاطمہ نے اشارات میں ہلکا کرے حد اطمینان سے کہا پھر بولی۔

"میرے فیانی رہ چکے ہیں وہ اور محبوب بھی! سیدہ علوی اصل پیام ہے ان کا۔ پاک آدمی میں جاب کر رہے تھے جب اللہ شہادت کی تمنا لیا۔" مشورہ رواں ہوئے کچھ مصرعے نقل، الا کہ کوئٹہ اور افسر (ال) کے طرف سے (ال) کی

”بھنڈا مجھے گھروں کا سا بھی ان کی کچھلی زندگی کے بارے میں کچھ علم ہوتا تو میں ہرگز یہ قدم نہ اٹھاتی، اصل میں مجھے

”میں جانتی ہوں آپ کے ساتھ بہت غلط ہوا ہے مگر بخدا یہ سب میرے رب کی طرف سے ہے کسی انسان کا“

”بھائی آپ کہاں ہیں؟ ماما کو ہوش آ گیا ہے کیا آپ ان سے نہیں ملیں گے؟“ دودھ بھرتی زار یاد نے آکھیں
 مونہ کر برکتیے پر نکال دیا۔

اگلی صبح زانو پار کی آگ کی ٹکلی تو عالمہ کمرے میں نہیں تھیں، وہ بالوں میں الجھ جھیر کر رہ گیا۔ تقریباً دس بجے کے قریب جس وقت وہ فریض ہو کر کمرے سے باہر آیا عالمہ ڈانٹتک تھیل پر بھیجی خاموشی سے ناشتا کر رہی تھیں، وہ اس کے قریب آجھڑا۔

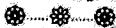
”السلام علیکم ایچ خیر۔“

”علیکم السلام ام!“

”مارا صبر ہو؟“ وہ اس کی خاموشی کو ناراضگی سمجھ رہا تھا۔ عالمہ نے زلفی میں سر ہلایا۔

”خیر نہیں۔“

رب کی چاہت غالب آگئی اور یقیناً اس کے پاک رب نے بہتر ہی کیا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ سدید علوی کی ہر یاد کو کھریج دے گی اگر اس کے رب کو وہ اس کی زندگی میں پسند نہیں تھا تو وہ بھی اسے بھول جائے گی چاہے اس کے لیے اسے خود اپنے آپ کو اسے اندر مار کر دفن کرنا پڑے۔
کچھ عہد خود سے کرنا مشکل ہوتے ہیں اور یقیناً اس سے بھی مشکل عالمہ علوی نے بھی اپنی نکستی ہوئی ”عمر“ کو ”پورا“ کرنے کے لیے خود سے ایسا ہی ایک عہد کر لیا تھا۔



مریہ و جن کی میڈیکل قمرانی مکمل ہو گئی تھی۔ عہد شکر کہ کو میر نے اسے مفلون نہیں کیا تھا اس کی یادداشت سلامت تھی، نظر اور سماعت کو بھی کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا تھا بھی میڈیکل قمرانی مکمل ہوتے ہی وہ ہسپتال سے مگر شفٹ ہو گئی۔

زاویا اس دوران کچھ احساس کے آس پاس موجود رہا مگر وائٹ سائے نہیں آیا۔ مریہ و زیادہ وقت خاموش رہتی تھی مگر ان سب کے لیے اس کا زندہ ہونا ہی ایک نعمت تھی۔ زاویا نے مریہ و کا برس اپنی بھرائی میں لیا تو ادھر بھی حالات بہتر ہونے شروع ہو گئے درمکون اب زیادہ وقت مگر بری رہتی تھی۔ زاویا نے پر بیان کو کال کر کے مریہ و کی موجودہ حالات کے بارے میں مطلع کر دیا جس پر وہ بے حد خوش تھی۔ عمر نے اپنے آفس میں شہر زاد کو منیجر کی سیٹ پر رکھ لیا۔ زاویا کے ساتھ اس کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی دونوں کے درمیان بلائی انڈر اسٹینڈنگ تھی۔ مریہ و کی حالت رفتہ رفتہ بالکل تارل ہو گئی تھی اس روز عمر آفس سے سیدھا اس کی طرف آیا تو اس نے اسے گھیر لیا۔

”عمر.....“

”ہوں۔“

”کیا تجھے تم سے یہ چومنے کی ضرورت ہے کہ تم نے مجھ سے کتنی محبت کی؟“

”نہیں۔“

”اگر میں کہوں کہ تم میری ہر خواہش اور خوشی کا مان رکھنے والے ہو تو کیا میں غلط ہوں۔“

”نہیں۔“

”تم جانتے ہو ناں عمر..... میں نے زندگی میں کبھی تم سے کچھ نہیں مانگا اگر میں مانگتی تو کیا تم مجھے مانوس ہوتا؟“

”نہیں مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہو؟“ وہ اس کے زیادہ بولنے پر حیران تھا مریہ و نے سر نیچے پرکھ لایا۔

”میں تمہارے دل میں اپنی محبت کی گہرائی آزمانے کے لیے تم سے کچھ منوانا چاہتی ہوں۔“

”کیا؟“

”پہلے وعدہ کرو جو میں کہوں گی تم کرو گے۔“

”وعدہ کی ضرورت نہیں تم کہہ کر تو دیکھو عمر جان بھی دے سکتا ہے تمہارے لیے۔“

”اگر ایسی بات ہے تو میری بات رو نہیں ہونی چاہیے۔“

”تم اب مجھے فضول میں الجھا رہی ہو میری.....“ وہ اس کے لیے بھل کات رہا تھا مریہ و نے آنکھیں کھول کر

اسے دیکھا وہ بہت کمزور ہو چکا تھا اس شخص نے اس کے عشق میں اپنی ہر خوشی تیاگ دی تھی۔

اپنی ساری جوانی اور جذبے رول دینے والے تھے اب وہ بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہا تھا مریہ و نہیں چاہتی تھی وہ لاوارث مرے بھی جب شہر ہالو نے اپنی لندن فلائٹ سے ایک روز مکمل اسے ہونڈا کی محبت کے بارے میں مطلع کیا

”انتہا یقین ہے آپ کو ہر اکل پر؟“

”میرے بھائی اس کے دل میں جو بڑا بڑا ہی قدر اور محبت پر یقین ہے مجھے۔“

”ہم کاش عمر اکل کی آپ سے شادی ہو جاتی مگر آج حالات ایسے نہ ہوتے۔“ دیکھوں نے گہری سانس بھر کر کہا میرے کوچہ پک لگ گئی۔

”ہوازن کیا کر رہی ہے؟“ چرخوں کی خاموشی کے بعد اس نے پوچھا جواب عاقل نے دیا۔

”عمر اکل کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے۔“

”میرے پاس بلا کر اسے ضروری بات کرنی ہے۔“

”لوگ ہے۔“ انہیں میں ہر بلا کر کچھ پانچ منٹ کے بعد وہ ہوازن کو بلا لائی۔

”السلام علیکم سنی۔۔۔۔۔ آپ نے بلائی تھی۔“

”ہاں! یہاں بیٹھو ضروری بات کرنی ہے تم سے۔“

”خیریت؟“

”خیریت ہی سمجھو۔“

”جی ہاں نہیں۔۔۔۔۔ وہ بیڈ کے کونے پر بک جاتی تھی میرے تہہ پر ضروری سمجھی۔“

”عمر عباس کے بارے میں جاننا چاہی تو کیا مانسان ہے؟“

”آپ یہ سوال مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں؟“ وہ چوکی ہوئی میرے لیے احتیاط سے کام لیا۔

”ضروری ہے اس لیے۔“

”بہتر اچھے انسان ہیں بالکل فکوں کہا نہیں کے ہیرہ جیسے۔“

”بہتر کی حیثیت سے پسند کر دو گی اسے؟“ ایک دم سے جیسے ہم بلا سٹ ہوا تھا بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا وہ جیرانی سے مرید کو کہنے لگی۔

”کیسے ممکن ہے؟“ دل کی بات زبان پر بھی آئی تھی میری ہر دلی۔

”دیکھو! تاہم کو چھوڑ دے تاؤ اگر عمر عباس کے ساتھ تمہاری شادی طے کر دی جائے تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔“

”نہیں۔۔۔۔۔ گھر وہ ایسا نہیں کریں گے، کبھی نہیں بھی کریں گے۔“

”اس کی چھوڑ تو اپنی تیار کرنا دیکھی اس کا ملکہ اور دلی کل کر نہیں پار لے جائیں گی رات تو بچے نکاح ہے تمہارا عمر عباس کے ساتھ۔“ میری رہنمائی کا بھرپور حیران ہوازن نے یقین نگاہوں کے ساتھ اسے دیکھ لیا۔

”واقعی؟“

”ہاں۔۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔۔ وہ اسے یقین دلانا ہی تھا ہوازن نے شہادت جذبہ میں لپک کر اس کا منہ چوم لیا۔

”تھیک ہے۔۔۔۔۔ تھیک ہے سوچو۔۔۔۔۔ آپ واقعی مطمئن ہیں۔“ اس کا سن نہ چل رہا تھا وہاں میں اڑنے لگے میرے

اسے خوش دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گئی۔ وہ لڑکی واقعی عمر عباس جیسے بے مثال شخص کا ساتھ دینا ضروری تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔۔“

”تھیک ہے۔۔۔۔۔ تھیک ہے سوچو۔۔۔۔۔ آپ واقعی مطمئن ہیں۔“ اس کا سن نہ چل رہا تھا وہاں میں اڑنے لگے میرے

اسے خوش دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گئی۔ وہ لڑکی واقعی عمر عباس جیسے بے مثال شخص کا ساتھ دینا ضروری تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔۔“

”تھیک ہے۔۔۔۔۔ تھیک ہے سوچو۔۔۔۔۔ آپ واقعی مطمئن ہیں۔“ اس کا سن نہ چل رہا تھا وہاں میں اڑنے لگے میرے

اسے خوش دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گئی۔ وہ لڑکی واقعی عمر عباس جیسے بے مثال شخص کا ساتھ دینا ضروری تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔۔“

”تھیک ہے۔۔۔۔۔ تھیک ہے سوچو۔۔۔۔۔ آپ واقعی مطمئن ہیں۔“ اس کا سن نہ چل رہا تھا وہاں میں اڑنے لگے میرے

اسے خوش دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گئی۔ وہ لڑکی واقعی عمر عباس جیسے بے مثال شخص کا ساتھ دینا ضروری تھی۔

”ہاں۔۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔۔“

”تھیک ہے۔۔۔۔۔ تھیک ہے سوچو۔۔۔۔۔ آپ واقعی مطمئن ہیں۔“ اس کا سن نہ چل رہا تھا وہاں میں اڑنے لگے میرے

اسے خوش دیکھ کر خود بھی مطمئن ہو گئی۔ وہ لڑکی واقعی عمر عباس جیسے بے مثال شخص کا ساتھ دینا ضروری تھی۔

”جیسے ایک ٹک کر گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ اس کا دل بھی شدت سے دھڑک رہا تھا وہ یہ فرض بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کہ میرے لیے آگے۔“

”جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا جا رہا تھا زانو زانو کون کا ملکہ اور شہر ہر دو چھوڑ دے پہلے ہی پاکستان پہنچ گئی میں

لاہور پہنچ جاتی تھی میری عمر عباس کی زندگی انسان تھا اور وہ اس کی شدت سے بخوبی واقف تھے۔ میرے آج

کی تقریب کے لیے جسے حین کو بھی خصوصی طور پر مدعو کر دیا تھا اب یہ میرے پر کھڑے کھڑے سامنے لوگوں میں میری

عزت دکھانے کے لیے اس کا اہم قرار تھا۔

”سب شدت سے اس وقت صرف اسی کے منتظر تھے وقت آگے بڑھا جا رہا تھا گھڑیاں نے سڑاڑے آٹھ کا الارم

بجایا ہوازن کی ساری خوشی باہر ہو گئی۔ وہ جانتی تھی میرا اس سے شادی کے لیے کسی راضی نہیں ہوگا اور اس کا ضد شریع

ثابت ہو رہا تھا وہ لہن کی ہنسی جب چاہے آئے ہو بھی رہی تھی۔ کچھ عرصے پر میری منٹ پر میری اپنی ہو گئی اسے اپنا

یقین تو نا ہو محسوس ہو رہا تھا۔ وہ خود کو ہوازن کی مجرم سمجھ رہی تھی کوئی حق نہیں تھا اسے صرف اپنے یقین کی بساط پر

کے خالص جذبات کے ساتھ کھیلنے کا۔ عاقل اسے معلوم دیکھ کر اس کے پاس جلی آئی جبکہ دیکھوں نے ہوازن کے

ہاتھ تھام لیے۔

”حوصلہ رکھو ہوازن۔۔۔۔۔ میرا دل کہتا ہے عمر اکل ضرور آئیں گے، ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل میں پھنس گئے ہوں۔“

وہ اس کی خوشی کا ڈروے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر ہوازن کو اب کسی کسلی پر یقین نہیں تھا بھی جیسے ہی گھڑیاں نے ڈوبنا

دوہرا کر کے میں چلی آئی اسکے پانچ منٹ میں بلند آواز سے روتے ہوئے اس نے اپنا چہرہ چھایا تھا۔

میرے ہوا میں نہیں کسی کی دوزخ میں پہلی بار اس کا یقین توڑنے کا اسے لوگوں کے سامنے شرمندگی الگ محسوس

ہو رہی تھی۔ مولوی صاحب بھی اب مسلسل انتظار سے آگے نہیں تھے میرے ہوا، بناء نکاح کے انہیں اپنی طرف سے

پیسے دے کر زانو پار کر دے۔ دیا کہ وہ انہیں ان کے گھر یا مسجد چھوڑ آئے اس نے سہانوں کے لیے ہونٹ سے جو کھانا

منگوا تھا وہ بھی رکھا رہ گیا تھا۔

مولوی صاحب اب اپنی چیزیں سینٹ رہے تھے جب کہ عمر کی گاڑی کا بارن سنائی دیا بیٹھے چروں کے

چرخ ایک دم سے چلا گئے تھے۔ عمر کا زانو پار کر کے اندھا آیا تو یہ منظر دیکھ کر بچہ عمر میری نگاہیں

اسے دیکھتے ہی ہرجائی گئیں۔

”تو بیٹے کے کمرے کی صفائی میری۔۔۔۔۔“ وہ کھانا ہوا میری پھٹ پڑی۔

”بھانجی میں جاؤں گے کوئی ضرورت نہیں ہے تمہاری زندگی کے بارے میں سوچنے کی۔“ وہ شروع سے ایسے ہی

جذباتی تھی عمر کو چھوڑا ہوا تھا اڑانے پڑے۔

”میں شادی کے لیے تیار ہوں۔“ خفا خفا وہ اداس دم میں گھس گیا تھا۔ تقریب پانچ روز منٹ کے بعد فریض ہو کر

واپس آیا تو زانو پار سے ڈانٹا۔ دم میں لے گیا یہاں مولوی صاحب بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

نیک بڑھ کھٹے ہندو لگا کی تقریب اسے انتظار میں تھا۔ کوئی حد تک زانو پار کے ساتھ اس کے گھر روانہ کر دے

میرے کمرے پر آ بیٹھا۔

”آج صبح کیا تم نے میرے ساتھ میری۔۔۔۔۔ جاتا ہوں میں تمہیں۔“

”میں لیا ہے اب جاؤ ہوازن انتظار کر رہی ہو گی پہلے ہی بہت برٹ کر چکے ہو تم اسے خیردار جو ایک

لفظ بھی کہا تو۔۔۔۔۔“



میریہ ابھی مغرب کی نماز سے فارغ ہوئی تھی جب اسے صیام کٹانے کی اطلاع ملی۔ مگر بے سرگمی سوٹ میں بیٹوں اور چچا بھابھا کی ضرورت تو جوان ہمیشہ سے اسے پسند رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ شہر زاد کی شادی اس سے ہو جائے مگر ایسا نہیں ہوا تھا اسے دلچسپ معلوم نہیں تھی مگر اب عالمکہ کی زبانی ساری حقیقت جان کر دلی اطمینان ضرور ہوا تھا۔
 ”السلام علیکم“ صیام کٹانے والے آنکھوں میں اسے زخم و سلامت دیکھ کر جو خوشی چمکی تھی وہ میریہ سے پوشیدہ نہ رہ سکی تھی۔
 ”علیکم السلام آؤ بیٹھو۔“

”مجھے آپ کو بالکل صحت مند دیکھ کر یقین جانے بہت خوشی ہو رہی ہے۔“
 ”جانتی ہوں مگر والے سب کیسے ہیں؟“

”الحمد للہ سب ٹھیک ہیں ان میں ملک سے باہر تھا اس لیے آپ کی صحت یا بی کا غور کی پتا نہ چل سکا اور نہ ہی کو ساتھ لانا وہ بہت دعا میں کرتی ہیں آپ کے لیے۔“

”اللہ انہیں زندگی اور صحت دے اللہ رب العزت کے کرم کے بعد یہ دعائیں ہی نہیں جو مجھے موت کے منہ سے نکال کر زندگی کی طرف واپس لائیں۔ خیر چھوڑو یہ بتاؤ چاہ کیسی چل رہی ہے؟ عالمکہ بتا رہی تھی تم نے کوئی اور کہانی جو ان کی کرتی ہے۔“

”جی۔“ سامنے بیٹھا وہ شرمندہ سا سر جھکا گیا تھا تو یہ بات تھی جس کے لیے میریہ نے اسے طلب کیا تھا۔ البتہ میریہ کے شفیق لہجے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

”کیوں۔“ کیا دوری کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو گیا تھا یا کوئی اور بات تھی؟
 ”مسئلہ تو کوئی نہیں تھا میں اردو میں سم نے مجھے کہا کہ انہوں نے میری جگہ پر عالمکہ صاحبہ کو بیٹ دے دی ہے لہذا میں کہیں اور اپنا بندہ بست کر لوں؟“ لے بھڑا آپ کی کہانی چھوڑنی پڑی۔
 ”چلو کوئی بات نہیں یہ بتاؤ شادی کے کہا ارادے ہیں کہیں بات طے ہوئی؟“
 ”بات تو بچپن سے طے تھی مگر میں نے ختم کر دی۔“

”کیوں؟“

”کیونکہ مجھے وہ لڑکی پسند نہیں تھی۔“
 ”صرف وہ لڑکی پسند نہیں تھی یا کوئی اور لڑکی پسند تھی؟“

”دو لوں ہی باتیں تھیں۔“

”پھر اب کیا سوچا ہے تم نے؟“

”کچھ نہیں تھا میں نے کیا سوچتا ہے بس زندگی جیسی گزر رہی ہے بہتر ہے۔“

”میں سمجھی نہیں کیا تم شادی نہیں کرنا چاہتے۔“

”نہیں۔“

”کیوں؟“ اس کے صاف انکار پر وہ متوجہ ہوئی تھی صیام خاموش رہا۔

”دیکھو بیٹے جو بھی بات ہے تم کھل کر مجھ سے شیئر کر سکتے ہو میں ماں جیسی ہوں تمہاری ماؤں سے کچھ بھی چھپانا نہیں چاہیے۔“

”ایسی بات نہیں ہے اللہ آپ کو زندگی اور صحت دے اصل میں میں جس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس کا

گرم پٹے ریحانہ آفتاب

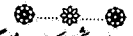
بے خبر سا تھا مگر سب کی خبر رکھتا تھا
چاہے جانے کے سبھی عیب و ہنر رکھتا تھا
اس کی نفرت کا بھی معیار جدا ہے سب سے
وہ الگ اپنا اک اندازِ نظر رکھتا تھا



الوینہ تیز رفتاری سے گاڑی دوڑا رہی تھی کہ
اچانک اسے پوری قوت سے بریک لگانا پڑے۔ وجہ
ساہتے جانے والی بچی مٹی جا رہا تھا۔ بچی بے فکری سے
چلتی ہوئی اچانک ساہتے آئی تھی کسی سے اسے ہال
برش سے سنوارے شاید برش کے بھی برسوں ہو گئے
تھے ناچل کے کھلی فریاد اور گندے سے چہرے
سمیت اس بچی کو وہ تقریباً پہچان گئی تھی۔
بچی کی ماں تیزی سے آئی اور ہاتھ کھینچ کر ایک
نظر الوینہ پر ڈالتی بچی کو پکڑ کر لے گئی۔ اس کا حلیہ
بھی کم و بیش بچی جیسا ہی تھا۔ تین پر تینوں پکڑے ہی
رنگ برنگے تھے۔ سڑک کی ڈنٹ ہاتھ پر خیرہ لگائے
یہ لوگ کچھ مرے سے یہاں مقیم تھے۔ جس میں ایک
عورت ایک مرد اور کئی بچے تھے۔ اینٹوں کا چولہا
بنائے اس میں لکڑی پھونکی عورت بھی کچھ پکانی نظر
آتی تھی۔ بچے بے فکری سے سڑک پر دوڑتے رہتے
اور اچانک کسی تیز رفتاری گاڑی کی آمد پر ہم جاتے۔
نیم کے بیڑ کے عین نیچے انہوں نے اپنا آشیانہ بنا رکھا
تھا اور جیسے کی ڈوریاں بھی نیم کے مضبوط پیر سے
باندھ رکھی تھیں جس کے سامنے میں ان کی زندگی بسر
ہو رہی تھی۔ ارد گرد لاکھوں سے بچے ہی بچے بنے تھے
یہ پش علاقہ تھا جس میں خاندان بدوش عجیب منظر
پیش کر رہے تھے۔
”جانے انہیں یہاں سے کوئی ہٹاتا کیوں نہیں۔“
الوینہ ممکنہ حادثے سے بچنے کے بعد غصے سے سوچ
کے رہ گئی اس نے ایک بار پھر گاڑی کا کارنر اپنے ہنگامے
کی طرف کر دیا تھا۔
وہ گھر میں داخل ہوئی تھی کہ وائٹ بچی اسے
دیکھتے ہی بھاگا چلا آیا۔ اس نے جھک کر اسے اٹھا کر
اس کی پیٹھ پہلانا شروع کر دی۔ زور سگار سلگائے
بیٹھے تھے تو سمجھ اپنے نکلوا فائل کرنے میں کن ان کے
سوالوں کے جوابات دے رہی تھیں۔
”کیا تمیں چل رہی ہیں مام ڈیڈ؟“ وہ ان کے

ساہتے والے سونے پر براجمان ہوئی۔
”موسم بدل رہا ہے سردیاں آنے والی ہیں میں
شاہک کے لیے دہلی جا رہی ہوں تم چلو گی؟“ مع
لے اس سے استفسار کیا۔
”کیوں نہیں مام۔“ وہ تیار ہو گئی۔
”پچھلے سال ہی تم دونوں نے سردی کی ڈھیر
ساری شاہک کی مٹی میری مالتو تو پچھلے سال کی چیزوں
سے ہی کام چلاؤ۔ شاہک کی اور چیز کے لیے کلو۔“
زوار صاحب نے اپنی ادنیٰ سی سامنے دہلی جھٹنے
تاک کر چٹائی۔
”کچھ مٹی ہو لیکن شاہک تو کرنے جا میں گے ہی
اب کیا دوست احباب میں پرانے سردی کے پکڑے
دکھاؤں؟“ الوینہ نے بھی ماں کی حمایت میں سر ہلایا۔
”اور پرانے پکڑوں کے لیے یقیناً تم نے نیاروا
روپ بھی لیا ہوگا۔“ زوار صاحب نے پڑایا۔
”اب پورے گھر کو وارڈ روپ سے تو نہیں بھر
سکتی۔ سوچ رہی ہوں کچھ کپڑے کسی ویلفیئر ٹرسٹ کو
دے دوں۔“ مع نے خیال ظاہر کیا تو الوینہ کی نظر میں
خیرہ میں موجود بیچے کھوم گئے اس کی شادرت جیکٹس
جینز سمیٹر یا آسانی ان بچوں کو پورے آسکتے تھے اس
نہ بارہ سے چار سال کی عمر تک کے بچوں کو دیکھا تھا۔
”ڈیڈ۔۔۔ یہ اچانک ہماری اسٹریٹ میں خیرہ
کہاں سے آ گیا؟“ اس نے اپنی حیرت کو زبان دی۔
”خاندان بدوش ہیں، لوگوں کی نظر نہیں پڑی ابھی
شاید درنہ خیرہ کھاڑ پٹیکس گے۔“
”ہاں کچھ بد نما سا لگ رہا ہے علاقہ کے لوگ
کھیل نہیں کریں گے تو آپ کر دیں۔“ مع نے
راہ دکھائی۔
”چھوڑو کیوں خیرہوں کے سر سے چھت
چھینوں۔ سڑک پر ہی پڑے ہیں ناں۔“ زوار صاحب
کو کھربوں کی بد دعاؤں سے بڑاؤ لگتا تھا کھلے ان سے
دعا لینے کا کوئی عمل کریں یا نہ کریں بد دعا سے ضرور

ڈر رہے تھے۔
 ”خیر جانے دو اس کو کرتہا رہے نام پر ایک بنا
 بنگہ خرید رہا ہوں وہی جو تمہیں بہت پسند آیا تھا۔“ شیخ
 کسی دوسرے کے سر سے چمت چمکنے کا کبھی نہیں
 اور ان کے شریک سفر انہیں ایک اور نئی چمت کی لوید
 دے رہے تھے۔



اگلے ہی دن الوینڈ شیخ کے ہمراہ شاہک کے لیے
 دینی بل کی گئی تھی یہی جاس کے سر ادا تھا۔ سونڈ لاک
 کوٹ، گرم اسٹاف، شاربٹ، چمچلس، کوٹ شو کی
 خریداری کے ساتھ ہی کے لیے یہی اس نے دل کھول
 کر شاہک کی تھی۔ یہاں کا موسم بگڑا ہوا محسوس ہو رہا
 تھا، گھٹے ہاتھوں انہوں نے دوستوں اور رشتہ داروں
 کے ساتھ بھی چند دن گزار لیے۔
 دونوں واپس آئیں تو شہر میں سردی کی لہر پھیل گئی
 تھی اس بار توقع کے برخلاف سردی بڑھنے کی پیشانی
 کوئی تھی۔ انڈیور لوٹ سے گھر تک کے سفر میں الوینڈ
 پر کھینچی ہوئی تھی وہ بار بار ہاتھوں کو آٹھیں میں
 رگڑتی رہی تھی گاڑی کا بیڑ خراب تھا جس کی وجہ سے
 ڈرائیور اس کے عتاب کی زد میں تھا۔ گاڑی ان کی
 اسٹریٹ میں داخل ہوئی تو اس کی نظر بے ساختہ دائیں
 طرف خیرہ پر پڑی سرد ہوا سے خیرہ بھیگی کی طرح
 پلڑا پہن رہا تھا۔ الوینڈ کو ایک لمحے کے لیے اس خیرہ
 کے پیچھا پڑا گئے۔
 یہی لمحہ ہی پچھلے سال کے گرم کپڑے انہیں
 دے دوں کی۔ ”وہ بھی کبھی اتنی سردیال نہیں رہی تھی
 لیکن جانے کیوں اس کو گڑی اس کے اندر یہ خیال جز
 پکڑنے لگا۔ اس نے اپنی گود میں بیٹھے یہی کو ایک نظر
 دیکھا، سونڈ پہنانے کا ہوا جو اس نے اسے چھوئے
 سے کھیل میں لپٹ رکھا تھا“ خیرہ سے بچتا بچتی بھی
 سردی سے کچھ خوش لگ رہا تھا۔

”اُف سردی تو غصہ کی ہو گئی ان چند دنوں
 ”اماں کوئی گرم کپڑا ڈال دے۔“ چار سالہ بیٹی

کے وجود میں جیسے کرنت دودھ کا تھا وہ بری طرح لرز
 رہی تھی۔
 خیر ہوا کے سبب ان کا خیرہ پلڑا ہزار ہا تھا، نیم
 کے مضبوط پیڑ سے ڈوری ہاتھ بندے کے باوجود
 بڑے پتھر سے خیرہ کو ہانک رہا تھا بھیگی کی راتوں
 سے خیرہ ان پر پٹی سرد ہواؤں کا مقابلہ کرتے
 کرتے اب جگہ جگہ سے چلتی ہو گیا تھا۔ چاروں
 طرف سے آتی سرد ہواؤں خیرہ کے کین کو گھس رہی
 تھیں۔ عورت و مرد اپنی اپنی جگہ پر سنے ہوئے
 مسلسل کئی راتوں سے اس سرد موسم کا مقابلہ کرتے
 ہوئے اب جیسے گھٹے گئے تھے۔

بیٹی کی پکار پر ماں نے اسے اپنے حید قریب
 صھیت لپٹا رکھا شاید اس کے سرد جسم کی تھوڑی سی بھی
 حرارت سے بیٹی کی کپکپاہٹ مٹ ہو جائے۔ وہ سب
 جلد از جلد رات بیتنے کی دعا کر رہے تھے تاکہ ان منہ
 زور ہواؤں کا زور تو فوجا۔ باہر سے جن کر لائی گئی
 چلا کر کئی دنوں سے حرارت کا سامان کر رہے تھے لیکن
 سردی بھی کہ کوئی شیں خون جمانے دے رہی تھی۔ خیر
 ہوا کی بدولت آگ بھی مسلسل پھلنے سے لگا رہی تھی۔



سردی اتنی تھی کہ اس نے روم میں ہی اپنا تنگ شٹکوا
 لپٹا تھا، بیٹی کو بھی تاشی کر دیا کہ اس نے دوبارہ کھیل میں
 لپٹ رہا تھا۔

الوینڈ یونیورسٹی جانے کے لیے ٹکلی تو فرنیٹریٹ
 پر گرم کپڑوں کے ڈھیر کو دیکھ کر اس کے چہرے پر
 آسودہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ بلا خزانہ وہ اپنی سوچ
 کو ملے جامہ پہنانے میں کامیاب ہوئی تھی لیکن
 اسٹریٹ میں سے خاصا نظر آ رہا تھا۔ ”یو سٹائی کی
 گاڑیاں اور ایبلیوٹس کو دیکھ کر اس کی گاڑی کو پرک
 لگ گئے تھے۔ وہ بے ساختہ ان کی تھی خیرہ سے کپڑے
 نظر نہیں آیا تھا۔ سرد ہواؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے
 جانے کس پہر نیم کے مضبوط پیڑ سے ڈوری پہن رہا سرد

الگوں کی گرت سے نکل چکا تھا اور اب سات لائیں
 ایک دوسرے سے چٹکی لگتی پڑی تھیں، الوینڈ کے قدم
 جیسے ڈرنے لگے تھے۔

”اسیروں کے لیے ہر موسم کے کپڑے ہیں اور
 بڑی وافر تعداد میں۔ سردی کے لیے الٹھ کوٹ، شوڈا
 بٹس کے تھیں، ایک تک کے لیے گرم کپڑوں کی شاہک
 یو پٹ دہی سے کرتے ہیں۔ سردی سے بچنے کے لیے
 خیرہ والے کپڑے میں کھیل تلے بیٹھ کر ڈرائیو فرس اور
 کافی سے محفوظ ہوتے انہیں فرصت نہیں ہوتی کہ
 کوئی کھول کر ایک لمحے کے لیے سرد ہوا میں باہر کی
 میں جھاک میں کس کوئی سردی سے ٹھکر کر رہے
 پہلے جینے کے لیے اڑیاں مار رہا ہو۔“ ایبلیوٹس
 میں موجود ایک رضا کار تھی سے کہہ رہا تھا وہ بہت بیک
 تھا اور شاید اپنی اپنی اور شاید... لکڑی لائیں اٹھانے کا
 اس کا پہلا سوچ تھا اب ہی وہ ہزاروں کنال پر مشتمل
 بگھوں کو فٹت بھری نظر سے دیکھتے کہہ رہا تھا۔

کتنے بلیوں کو اجابت دینے والوں کی نظر میں آج
 انسانیت کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ خیرہ اٹھا کر انہیں
 در بدر کرنے والے ان کے لیے چمت سپاہیں کر سکتے
 تھے اور اب وہ زندہ لوگ لاشوں میں بدل کر ایبلیوٹس
 کا سفر طے کر رہے تھے۔ اس لڑکے کے جینے الوینڈ کی
 روح تک کو مضطرب کرتے تھے۔
 ”کاش... کہ میں رات انہیں گرم کپڑے دے
 آتی۔“ الوینڈ کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا تھا۔



ابھی تو پھول کھلے ہیں شبائے شوکت

اس کے یوں ترکِ محبت کا سبب ہوگا کوئی
جی نہیں مانتا وہ بے وفا پہلے سے تھا
تیرے آنے سے تو بس زنجیر ہی بدلی گئی
ہم اسروں پر جفا کا بابِ واپس سے تھا



”..... یہ کیا ہو رہا ہے؟“ ان کے لبوں سے ہے
اعتبار یہ فقرہ ادا ہوا تھا۔ سلوٹی نے جھکے سے منھلے سے
گاڑی روک دی۔ سامنے لوگوں کا ٹھکراؤ لگا ہوا تھا۔ یقیناً
کوئی حادثہ؟
”بیٹا..... اتر کر دیکھو کیا ہوا ہے؟“ ان کے کہنے پر
سلوٹی اثبات میں ہلانی ہوئی گاڑی سے اتری اور کچھ
دیر میں واپس بھی آئی۔
”وگاڑیوں کا ایکسٹنٹ ہو گیا ہے ایک گاڑی والے تو
بچ گئے ہیں دوسری گاڑی والے کو کوئی چرچس آئی ہیں۔“
اس نے تفصیل بتائی۔
”اللہ رحم کرے..... میں دیکھ لوں؟“ اجازت طلب
نظروں سے سلوٹی کو دیکھا جس نے سر کو یوں دائیں بائیں
ہلایا جیسے کہہ رہی ہو آپ نہیں ہیں گی البتہ دیکھو یہ کچھ
اپنی جو طبیعت خراب کریں گی گفت.....“
وہ قریب پنچیس ڈیڑھ دس تین میل کسائی دی گاڑی
میں ڈال رہے تھے بس ایک لمبی کواں کا چہرہ ان کے
سامنے ہوا اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا وہ بے ہوش
تھا مگر انہیں ایک لمحہ بھی نہیں لگا تھا اسے پیچانے میں وہ
کرت کھا کر پیچھے ہوئی تھیں۔
”..... ○ ○ ○“
”میں حسن دن بھلا دوں تیرا بدلہ سے
دور آتے تیری ہوسیری زندگی کا
یہ کھیں اسی رات ہو جائیں اندھی
جود میں سنا تیرے پہنا کی؟“
وہ چکن کے کام کرتے ہوئے مسلسل منگدہی تھی۔
”اؤ ہو..... یہاں ہمارے لیے گائے گائے جارہے
ہیں اور ہم بدھوں کی طرح آفس میں بیٹھے بس کام ہی
کئے پہلے جارہے ہیں۔“ ولید اچانک آیا اور وہ تیزی سے
چلی گئی۔
”کوئی نہیں میں تو بس یونی اور آپ بھی آفس میں
نہیں بلکہ گھر کے بچن میں موجود ہیں۔“ وہ ہنستا ہوا
قریب آیا۔
”مگر اس کی غلطیاں نکالنے کے بجائے اس جملے کے
پیچھے چھپی ہوئی محبت کو محسوس کرنا ہے ڈارلنگ۔“
”وہ مجھے تپا ہے اب زیادہ فریک ہونے کے بجائے
اندر چلیں میں جائے لا رہی ہوں۔“ اس نے ولید کے
شائوں پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا وہ ہنستا ہوا لاؤنج میں چلا
گیا وہ جائے کے ساتھ تھوڑا بہت استراحت کر رہی تھی سو
اس وقت بھی براؤنیز اور سینڈرز موجود تھے۔ وہ زالی لے
کر لاؤنج میں آئی ٹرائل کے نیچے سے ایک ٹرے نکال کر
ایک پلیٹ میں براؤنیز اور دوسری میں سینڈرز رکھ کر چھوٹی
پینا میں کچپ لٹائی اور ساتھ ہی کبب میں جائے ڈال کر
ٹرے تیار کر کے حدید کے دم میں آگئی وہ کبب میں تانا کھو
تھا یا اسے دیکھ کر ہو گیا تھا وہ جان نہ پائی عمیرہ نے
مسکراتے ہوئے ٹرے اس کے کبب میں رکھ دیا تھا۔
”یہ جائے.....“ حدید نے نگاہ اٹھائی اس پر نہیں ڈالی
وہ پلیٹ کئی منڈیاں اٹھ چکا تھا اس کا ہاتھ منہ دھوا کر باہر لے
آئی وہ وہاں نہ باپ کی طرف بڑھ رہا تھا۔
”بھیری جان.....“ ولید نے اسے گود میں اٹھایا
عمیرہ مسکراتے ہوئے ولید کو پلیٹ میں سینڈرز رکھ کر
دیسے لگی وہ خود بھی کھا رہا تھا اور سر دیو بھی چھوٹے چھوٹے
پنکس دسہ رہا تھا۔ ہنسنے مسکراتے میاں بیوی ٹھٹھکتا تاج پڑ
کسی نے بڑی اُخت سے یہ خوشگوار منظر دیکھا تھا۔
”..... ○ ○ ○“
”سلوٹی پلیز اس کے بارے میں معلوم کر دو ٹھیک تو
ہے ناں۔ اسے زیادہ چرچس تو نہیں آئیں میرا دم گھٹ رہا
ہے سلوٹی بیٹا جلدی تپا کر اس کا۔“
”اسی لیے ام میں آپ کو سنج کرتی ہوں کہ آپ نہ
دیکھا کریں ایسے سینا آپ میں برداشت تو ہے نہیں۔“
سلوٹی کو غصے کے ساتھ ہاں پر پیادگی رہا تھا جو کسی کو دیکھی
تیار ہو گئی تھیں بد کچھ کئی تھیں۔
”بھیری بیٹی مجھے بس اتنا چاہ کر کے بتا دو کہ وہ ٹھیک تو
ہے ناں اسے کوئی بڑی جوت تو نہیں آئی ہے ناں۔ یا اللہ
اسے اپنے حفظ دامن میں رکھنا۔“ سب کچھ کم کر کر فرما رہی

فرمایا میرے مالک۔ وہ گڑبڑا کر دعائیں مانگ رہی تھیں، سلوٹی نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

”ماٹو پکھن یا وہ ہی ایڈوکل ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔ اب اس کا ہاتھ کرنے کے لیے ہاتھ مل جانا پڑے گا۔“

”تو تم اس کو ساتھ لے کر چلی جاؤ۔“ مشورہ حاضر تھا وہ گہری سانس لیتی اس کو بلانے چلی گئی۔



بلو چپک والی شرٹ اور بلو ہی پینٹ میں ملبوس وہ کالج جانے کے لیے تیار تھا۔ عزیز نے نظر پھر کر اسے دیکھا وہ بہت خوب صورت تھا بلاشبہ بڑی بڑی آنکھوں میں

مستطیل کی سی کشش تھی، گھنی چھوٹی، عکسی ناک اور چھوٹے سدا ہانے میں عقیدہ خوب صورت ہونٹ صاف رنگت مگر ایسی حاذیبت جو کورے رنگ میں بھی نہ ہو عزیز

کو وہ بہت اچھا لگتا تھا بہت پیارا حالانکہ وہ اس سے بہت اکڑ کر بات کرتا تھا مگر پھر بھی اس کا دل اس کی طرف کھینچتا تھا جیسے لوہا مستطیل کی طرف وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ

اسے پسند نہیں کرتا مگر پھر بھی وہ جان بوجھ کر اس سے مخاطب ہوتی۔ آگے بڑھ کر اس کے کام کرنے کی کوشش کرتی، وہ اگر اسے ناپسند کرتا بھی تھا تو بھی اس کے ساتھ

کوئی بدگیزی نہیں کرتا تھا بس اسے دیکھ کر کسی اور طرف متوجہ ہو جاتا تھا سدید سے بھی بات نہیں کرتا تھا وہ کوئی

بات کرتا بھی تو مختصر جواب دے کر ادھر ادھر ہو جاتا۔۔۔۔۔ موقع ہی نہیں دیتا تھا کہ کوئی اس سے فری ہو پائے صرف

ولید سے وہ بہت احترام لوہب سے مخاطب ہوتا تھا وہ ناشہ ٹیبل پر لگا دیتی وہاں کرچپ چاپ بیٹھ کر ناشہ کرتا اور کالج

چلا جاتا اسی طرح کھانا چاہے رات کا ہو یا دن کا وہ بہت خاموشی سے کھا کر اپنے کمرے میں چلا جاتا عزیز ہ سے بالکل

مخاطب نہیں ہوتا تھا ولید اور عزیز ہ اگر ساتھ بیٹھے ہوتے یا کھانا چائے وغیرہ نوش کر رہے ہوتے وہ اپنے

کمرے میں رہنا پسند کرتا مگر ان کے ساتھ کبھی شامل نہیں ہوتا تھا پہلے چال تو عزیز ہ اسے بلانے کے لیے اس کے کمرے میں جایا کرتی تھی مگر اس کی چیشانی کے بل اس

کے چہرے کے ناگوار تاثرات نے اسے سمجھا دیا تھا کہ وہ اپنی حد میں رہے تو بہتر ہے پھر اس نے اس کے حال پر چھوڑ دیا سدید کی پیدائش سے اس کا دھیان بھی ہٹ گیا تھا اور اب تو سدید بھی تین سال کا ہو گیا تھا۔



”ان کی دونوں ناگئیں رخی ہوئی ہیں اور بائیں بازو پر چوٹ آئی ہے۔ ابھی کچھ دن انہیں ہاسپتال سٹو رہنا ہو گا مگر اچھی بات یہ ہے کہ چوٹیں زیادہ سیریس نہیں ہیں۔“ سلوٹی

نے ہاتھ مل سنا کر انہیں پوری رپورٹ دی۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

”صبح مجھے بھی لے چلنا اور ناشہ وغیرہ بھی لے چلیں گے۔“ سلوٹی کا دل چاہا ناہنسرینیت لے

”مجھ صبر ہو جائے گی ماں۔“ وہ جھنجھلائی۔

”تو ایک دن دیر ہو جانے سے کیا ہوتا ہے بیٹا اللہ تعالیٰ اجرو دے گا تمہیں ایک بیمار کی عیادت کتنا ثواب کا کام

ہے۔ پھر تو ہے بھی دوسرے شہر کا۔“ روٹی سے کہتے ہوئے انہیں اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ کیا کہہ بیٹھی ہیں یہ تو

سلوٹی کی حیرت سے کھلے منہ اور پھیلی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر وہ ایک دم چپ ہو گئی۔

”آپ کو کیسے پتا مام کہ وہ دوسرے شہر سے ہیں آپ ان کو جانتی ہیں یا۔“ لپٹا آپ اتنی بے چین ہیں۔“ وہ پیدر

بے سوال کر رہی تھی اور وہ صرف فی میں سر ہلارہی تھیں ان کی آواز بند ہو گئی تھی۔



نذیراں صفائی کر رہی تھی اس کی بیٹی رشی نے مشین لگائی ہوئی تھی۔ عزیز ہ کھانے کی تیاری میں لگی ہوئی تھی۔ کال ٹیل کی آواز پر رشی نے دروازہ کھولا اور

عالیہ اندر آ گئیں۔

”عالیہ! آئیے آئیے۔“ وہ محبت سے ان کے گلے لگی ان کے ساتھ سوا بھی گئی اور بیچ لورریڈ کنٹر اسٹ کے جہد لباس میں ہلکا پھلکا میک اپ کیے بہادوں کی ساری تازگی اپنے اندر سموئے وہ چند روز سالہ لڑکی جس کی نوجوانی

بنو کے کی عبادت کے لیے ساتھ لے جایا جارہا ہے۔“
سلوٹی نے دونوں ہاتھ پھیلا کر کندھے سے اچانک سے عامر نے
سمکراتے ہوئے بہن کے کندھوں کے گرد بازو پھیلا دیا۔
”میری بہن! کیا کیا ہے؟ تو فرمے گی
ماہند میں۔“

[illegible]

ایک چلتی چلی سارن خوش ہوئیں اور ہمدان دہری میں گزر گیا تھا۔ وہ قوس کے ساتھ مصروف رہیں رات کو گھر واپس آئیں تو چنگ میں رکے رستوں کو دکھ کر وہی پاتا گیا۔
”سلوٹی بیٹا اس کی طبیعت کیسی تھی؟“
”بہتر تمام۔“ اس نے بغیر چرچے کیے لیے جواب دیا
”جسے وہ ان کی طرف سے سوال کی سختی۔“
”کچھ کہا تو نہیں ناشدہ دیکھ کر“ وہ کچھ ہنچا ہنس
اشیائے سے چھری میں۔
”کدھر سے تھے آپ نے اتنا تکلف کیوں کیا اور
نہ ان کی ہوس سے تھوہار پر چما پکون ہیں اور مجھے
کیسے جانتی ہیں؟“ وہ اس کے پرہیزگار میں متاثر ہوئی۔
”مگر تم نے کیا کہا؟“
”میں نے کہا میں اس میری بی بی کو گھر سے تھوہم
آپ کو کوئی حالت میں دیکھا تو بھلا کا تو ہوں چتا
چل گیا تھا میری ایک صاحب نے آپ کے آئی ڈی
کارڈ سے بڑھ کر کرب کو تار پاتا تھا تو نے دھڑپا اور
میری ماں آپ کے لیے بھر گم مندیوں تو انہوں نے یہ
ناشدہ خواندے انھوں سے تیار کر کے بھیجا ہے۔“
”مگر کیا کہیں؟“ اس نے پوچھا حال تھا۔
”میں اس کے بعد ان کی بی بی آئی تو وہاں میں
باتیں کرنے لگے اور ہم دونوں پہلے آئے۔“ وہ ابھی شاید
اس کی بی بی کی تفصیل بھی پوچھنا چاہی تھی پر سلوٹی اپنا
استغثتہ بنانے کے لیے ٹھٹھکی۔
انسان مر جاتا ہے تو کم از کم دنیا کی نظروں میں تو
بُھسکون ہو جاتا ہے پر ذرا ایت روئے تکلیف سے نجات
پا لیتا ہے مگر زندہ انسان جو ایک ساتھ آتی مشکلات اور
کالیف میں جکلا ہوئے وہ دنیا کے لیے ایک تماشا بن
جاتا ہے چاہے وہ بھلا نہ ہو۔ دیکھا جا سکتا تھا چاہے
صبر حاصل کرنے کے لیے دیکھا جائے مگر اسے بار
بار دیکھا ضرور جاتا ہے اور بار بار نہ تو ایک بار تو ضرور
”سہی“ تو عزیز بھی ایک تماشا بنی گئی لوگوں کے لیے

حال بچہ کھڑے سر دیکھ کر دیکھ رہے تھے۔

ان کی آنکھ لگ جی دسک کی آواز پر آ کر کھل کر انہوں نے دیکھا حدید کھڑے دروازے پر جھٹکا سے ہاتھ۔
”اندھا جان“ وہ دھتے بیٹھے وہ ان کے پاس چلا آیا۔
”السلام علیکم یا ابا آپ فریض ہو کر آ جائیں مجھے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں میں یہیں ہوں ابھی۔“ وہ دواش دم چلے گئے ابھی طرح اچھوت جھوٹا سے دو جھتر پھینکا تھا۔

”میں سہرا ہائی کی طرف چھوڑ رہا ہوں بھگدون کے لیے میری فریاض تو کتنے دنوں سے ہو چکی ہے کہ میں ہی روانے کی کوٹش کر رہا تھا اب مناسب ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں سو ابھی یہاں رہنے کے لیے تیار نہیں ہے۔“
”جتنے ان کے حواس پر یہ ہم بھڑا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی رہ گئے کبھی کیا کہتے تھے وہ ان سے اجازت طلب نہیں کر رہا تھا انہیں اطلاع دے رہا تھا جانے سے پہلے وہ ایک خانساں کا بندوبست کر گیا تھا۔ اسے کبھی صرف ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ یہ حادثہ پیش آ گیا۔“
”دو روزی طور پر اس کے پاس چلے گئے انہوں نے تو سر دیکھ کر کہا کہ اس نے فوراً کیڑا کر دیا تھا اب داییں آ جائے پھر میں اس کی خبر تک نہیں پوچھتی کی وہ کبھی درمیان ان کے پاس آ بیٹھا اور انہیں بات نہیں کیا ہوا کہ وہ کہہ بیٹھے۔

”تمہارا بھائی ابھی جس اس کے پاس جا چلا تھا۔ وہ جو ان کی بات کے آغاز میں انہیں دیکھ رہا تھا بات کے اختتام تک جیسے سکتے ہیں چلا گیا۔“
”میری اماں جا چلا میں؟“ مشکل اس کے لبوں سے نکلا اور چپے کی اس نے اس کرنت چھوڑ دیا۔ ”..... اماں وہاں ہیں اس میں شرمیں؟ آپ نے انہیں دیکھا اور ان کے کانڈا لیں باؤن بھرا ان میں اس سے مل سکا ہوں اب آپ کو پتا ہے وہ کہاں رہتی ہیں؟“ وہ دواڑ سے سوال پر سوال کیے جا رہا تھا ابھی انہیں بولنے کا موقع دینے اس کا چہرہ جو جس سے تھمتا نہ رہا تھا۔ وہ کچھ توقف سے بول رہا تھا ان کے دماغ کی ریس چھٹ جائیں گی وہ شوشرک رہا ہے۔

”جیسی میری کوئی بات نہیں ہوئی ان سے۔“
”لوہو..... اس کا سارا جوش تھما کر اس کی طرف پھوٹ گیا۔
”ہو سکتا ہے حدید کو کچھ کم ہویش میں اس سے پوچھ کر جیسی بتاؤں گا۔“ انہوں نے اسے تسلی دی۔
”آپ ابھی پوچھیں بلایز بلایز“ اس نے منت مہرے لگے میں کہا۔ وہ بے بس ہوئے۔ ”اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آرام کر لو گا۔“

”بلایز..... مجھے اپنی اماں سے ملنا ہے بلایز۔“ اس کے لہجے میں بے چینی تپ رہی اس نے ملنے کی ترغیبی۔
انہوں نے فون اٹھا کر حدید کا نمبر لیا دوسری ہی منٹ پر کال ریسیڈ ہو گئی۔
”جیلولو.....“

”اس کی طبیعت طبیعت ہے اب؟“
”ٹھیک ہوں آپ کیجئے پھر؟“
”میں بالکل ٹھیک“ وہ ایک کام تھا قلم سے کچھ پوچھا تھا۔ ”ان کے لہجے میں جھگمک محسوس کر کے وہ بے چین رہا ہوا۔

”کیا پوچھا ہے باپا پوچھیں؟“
”وہ عزیز ختم سے ملنے کی قسم تو اپنا کوئی کھٹکٹ بھرا لایرٹس بتا کر گئیں؟“ وہ کچھ دیر خاموش رہا۔
”میلو تو نہیں کر رہے وہ ان جب میں دھماکار کیا جا رہا تھا تو آپ کا دفتر پر ملے پہنچا کر اسے فوراً خارج سلب جانا ملے ہوئے تھے وہ میرے پاس آئی تھیں اور اپنا نمبر لایرٹس بھی لیا اور سر حدید کا بھی بھرے گئے سر حدید کی تصویر بھی دکھانے کے لیے کہا کہ سر حدید کی پاس کی ہیں۔“ وہ میرے جیسے بتا رہا تھا سر حدید کی آنکھوں میں دیرینہ روشن ہو رہے تھا اب وہ لایرٹس بتا رہا تھا۔
”حدید بے چارے ٹیکٹ میں بیٹھ کر لیں کہ کچھ دو۔“
”لوگے“ بلایز۔ انہوں نے فون بند کر کے سر حدید کو دیکھا اس کا چہرہ تھمتا رہا تھا۔

”بلایز میں اس ہی سے ملنے جاؤں گا۔ میں اپنی اماں سے ملوں گا وہ انے دن میرے خوابوں میں آتی ہیں میں

ان سے کچھ ملنا چاہتا ہوں۔“
”میں نہیں دہر (ڈائریڈ) کے ساتھ بھگولوں کا تم تیار کی دو لکڑیں میں بچے لکل جانا۔“
”بلایز کی ریت۔“ وہ ان سے لپٹ گیا وہ لکڑی کا سا مسکرائے لڑکی کی کیفیت اتنی عجیب ہو رہی تھی کہ مسکرا بھی ایک مشکل مرحلہ بن گیا تھا۔

.....○●○.....
”وہ کب سے فون اٹھا میں لیے اسے گھر وری میں دلی میں کیے لیے خیال کر رہے تھے جب سے حدید سے اس کا نمبر لیا میں جس کو ان کی ستائی کی کرکس کر کر پتہ چنچے اس سے بات کر کے اس کی جسمی آواز میں کی اسے اپنی بے قراری کے قصے سنائیں کی مگر فون اٹھا میں لیے ہی ایک خوف نے ان پر مسل کر دیا سر حدید ان کے بارے میں جانے کیا سوچتا ہوں؟ ان سے ان کے تعلق کیا بتایا گیا ہو وہ ان سے نفرت ہی نہ کرتا ہو انہیں ایک برائی نہ سمجھتا ہو وہ ان سے بات کرنا بھی پسند نہ کرے تو؟..... متحاذ خیالات نے انہیں یہ دم سا کر دیا تھا دنگل وہ اسے فون دیکھنے کا حوصلہ کر پائی تھی نہ دھن آج وہ فون نہیں لگائیں مسلسل فون اٹھا میں لیے ایک گھٹنے سے زائد مگیا تھا۔

اسے کاموں میں کی ہوئی تھیں۔ اس کا تیل کی آواز کوئی اور تھا گرجن تھی ہی اس کی تیل پانی بھرا تھا انہوں کی بات۔
”کون آ گیا؟“ انہوں نے کوفت سے سوچا عظمت کے بولنے کی آواز آئی وہ سوچ نہیں ہوئیں بلایز فون پر سوچو حدید کے نام پر اٹھ چکی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد انہیں احساس ہوا کہ کوئی اور کی یہاں موجود ہے انہوں نے فون سے نظر اٹھا کر بائیں جانب دیکھا چونک کر کھڑے ہوئے ہوئے انہوں نے اس کا چہرہ دیکھا اتنا خوب صورت چہرہ جو جس سے تھمتا ہوا چپٹکی ہوئی خوب صورت آنکھیں کون تھا وہ؟ انہیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان کا لگ گیا تھا یہ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان کے ہونٹ لرز رہے۔

”تم...؟“ فان کے ہاتھ سے گرا انہیں
کسی چیز کا ٹوٹن تھا ان کے سر سے حواس تو اس چاند
چہرے کے طواف میں مصروف تھے وہ کھڑا تھا مزید
قریب ہوا۔
”میں...“

سید سے باتیں کر رہے تھیں۔ سلوئی نے عامر انکل کو فون کیا تو آٹھ افسر ساتھ کر سید پہنچ گئے۔

آئی اور پتہ چلی آگے آؤڑ خطبہ عرفی اور علمبرائے سب سے فون پر سید سے بات کی۔ بے پناہ خوشی جو سب کے دلوں سے پھڑپھڑ سے ظاہر ہو رہی تھی سب نے باہر باہر بھیج دیا۔ کوئٹہ کے ایجن کی بیوی کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ سید نے فون پر ہی سنا کہ آج اتفاقاً رات کو سب ملے خطبہ سلوئی بھی سونے کے لیے چلی گئی مگر ان میں سے ایک نے باتیں کرنا چھوڑ دی ہیں۔

غافل و بے خبر سید کو سنا کہ کوئٹہ کے سویل اسٹیشن پہنچا ہے۔ ان کے چھوٹے بچے کی پاس ایک ان رات میں جیسے ایک بیوی کی دودھ دلا رہا اور ان کا کہیں نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کیا کیا کر رہے تھیں اور وہ جواب نہیں دیں۔ مگر چڑھتے ہوئے وہ اس کے لیے تیار تھا کہ اسے شک بہرہ دے تھے کہ وہ اس کو سن تھا۔

گھر کو وہ ایسے تو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔“ اس کے زہر خند لہجے نے انہیں بھونپکا کیا اس کے انکشاف نے وہ سمجھ نہیں پائے۔

چہن نہیں لیتے جتنی ہر بل کی پہنچی اذیت اور اس پر طرہ
 اتج کھنکھ کر دیتا۔ سمیڑ جو تیرے ذرہ درہ نکلیں۔
 یہ کہ اپنے کیے پر کوئی غنا مت بھی نہیں کسی سے کوئی
 معذرت بھی نہیں۔

”کسک“..... کبیرا..... اعتراف..... کنگ..... کس
 غلطی کی معافی؟“ سوہا اٹھ کر ان کے قدموں میں ابھی
 ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اپنی انداز میں کڑکڑاتی۔
 ”ماں! جلیزم ہم دونوں کو صاف کر دیں ہم نے جو گناہ
 کیا آپ کے ساتھ جو ظلم کیا اس کے لیے ہمیں معاف
 کر دیں! ہائیز۔“ اس نے دونوں ہاتھ ان کے سامنے باندھ
 دیئے۔ وہ سوہا کو سولی کے بقول اپنی ضرورت کی کہان سے
 ایک بات کہیں کہ وہ یوں ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے
 کا رہت پر بھی نہیں مستند کر گئی تھی۔ حدید بھی اس کے
 ساتھ ہی آ کر بیٹھ گیا۔

”میں نے آپ کی زندگی کا اتنا بڑا نقصان کیا جس کی
 کوئی تلافی نہیں ہو سکتی صرف حالی ہو سکتی ہے۔ آپ کا
 ظرف بہت بڑا ہے میں آپ سے حالی کا طالب گاروں
 گناہ گاروں آپ کا جو سر ادا رہا میں بھی قبول ہے میں
 بہت بہت پرانی کی بہت بڑا گناہ کیا میں، کسی خوش فہم
 رہا، کسی بھی نہیں اس لیے ہر خوش نظر آنے کی ایک کنگ
 کرتا تھا۔ نہ سب سید رہا انوں کو اٹھ کر دیتا تو میں خود
 بھی اس کے ساتھ ہی رو پڑتا تھا۔ پیلہ چٹکی میں اسے
 اپنے قریب نہیں آئے دیتا تھا پھر اپنی غلطی کے مذہم
 کے لیے اسے غور سے قریب کیا اور پھر نہ رنہ مجھے محسوس
 ہوا کہ وہ مجھے بہت اچھا لگنے لگے اس کی ہنس اس کی
 معصوم ہاتھیں سب مجھے اڑیکہ کرنے لگیں وہ نہ ہلے
 تھک کر دونوں میں بہت کچھ کہتا تھا۔ سوہا نے اور بچوں
 سے کچھ کچھ نظر آنے لگا میں اپنی ہر ضرورت کے لیے
 جان تو کڑکھوں میں مصروف رہا اور اندازہ ہی نہیں لگا پایا
 کہ وہ مجھ سے کتنا دور جا چکا ہے مجھ سے کتنی فرت کرنے لگا
 ہے۔ بلکہ میری اصلیت جان گیا ہے۔“ سمیڑ نے کرنٹ کو
 چھو لیا تھا تو اس ایک جھلک سے پیچھے ہٹا وہ ان کی کیفیت
 محسوس کر کے شرم کی سے سرکرایا۔

”کیسے ہو رہا؟“ پیچھے کے ہاتھ سے کچھ چھوٹ گیا۔
 ”حدید اور سوہا؟“ انہیں یقین نہیں آیا۔ ماں اور خیر اس
 ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں اور سامنے بلاشہرہ دونوں
 موجود تھے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی احترازا اٹھ
 کھڑے ہوئے۔
 ”کیسے ہو رہا؟“ کسی طبیعت ہے؟“ پیچھے کے ہاتھ
 انہوں نے حدید سے پہلا سوال کیا۔
 ”تمک ہوں اب آپ کیسے ہیں؟“
 ”ابھی کھانا کھا کر سو رہی ہوں۔“
 ”کچھ ضروری باتیں کر لی تھیں ان کی موجودگی
 مناسب نہیں تھی۔“ وہ یہ بھی پیچھے تھا۔
 ”ضروری نہیں تھیں..... آپ کی ضروری باتیں؟“
 ”اپنے گناہوں کا اعتراف اپنی غلطیوں کی معافی

”ہاں اسے سب پتا چل چکا ہے“ سب جان گیا
 ہے۔ وہ۔“
 ”کس نے اس سے یہ سب شکر کیا اور کیا ضرورت تھی
 یہ نفرت کی پہلی لگائی؟“

”پتا نہیں کر رہی تھی تو نہیں ہے۔ میں بھی کبھی نہ
 اسے پتا چلایا تھا۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔“
 ”کیا سزا دی اس نے تمہیں اور وہ کون ہوتا ہے تمہیں
 سزا دینے والا۔“ میں آج ہی اس سے بات کر لی ہوں۔“
 ان کا کھنکھ تیز ہوا تھا۔
 ”تمہیں آپ اس سے کچھ نہیں کہیں گی وہ تمک کر رہا
 ہے اسے کبھی کرنا چاہیے۔ بس آپ مجھے میرے کیے کی
 معاف دے دیں شاید میری ذہنی اذیت میں کچھ کی
 آجائے۔“ اس کی آواز میں کتب قاسم کی آنکھوں سے
 آنسو بہ رہے تھے سولی جو اندھ پڑنے کی لڑائی لیتے کی
 تھی وہیں کچھ جی۔ وہ دونوں میاں پوری جہنیں اس نے
 مفرد کا خطاب دیا تھا وہ اس وقت کس طرح نام کے
 قدموں میں بیٹھے حالی ناگہرے تھے سمیڑ نے حدید
 کا سر اپنے ساتھ لگا کر اس کے بالوں کو چوم لیا دوسرے
 ہاتھ سے سوہا کو پکڑ لیا۔

”میرے بچوں میں تو میں ہوتی ہے نہ کبھی نہ سولی میں
 میں ہوتی ہے نہ کبھی اس وقت شے میں تھے تو تاکہ باتو
 سوچتے کر کوئی کیا میں اپنے بچے کے ساتھ۔“ ان کی
 آواز کھل گئی۔
 ”میرے بچوں میں تو میں ہوتی ہے نہ کبھی نہ سولی میں
 میں ہوتی ہے نہ کبھی اس وقت شے میں تھے تو تاکہ باتو
 سوچتے کر کوئی کیا میں اپنے بچے کے ساتھ۔“ ان کی
 آواز کھل گئی۔

”بڑا ایک خیال ہے میں تو ہم تیار ہوں آپ تا کہیں
 کب کر رہے؟“ اس کی تاجدار ہی پر انہوں نے ایک
 چہرہ لگائی۔
 ”شادی سے پہلے دیکھ کر انہی باتیں میرے کرنے
 ہوتے ہیں سب سے پہلے تو کوئی جاب ڈھونڈ ڈھرا ہے
 پایا کو کچھ انہوں نے تہہ ہارے کیے لیا سوئی رکھا ہے پھر
 اپنا اندھا تھا۔“
 ”جاب تو مل جائے گی اور لڑکی مجھے پندانی جانی چاہیے
 پاپا کو نہیں اور میں پند کر چکا ہوں۔“ اس کے طریقے ان نے

جسٹوان عشق تک

سمیرا شریف طور

کیا	عشق	ایک	زندگی	مستعار	کا
کیا	عشق	پائیدار	سے	ناپائیدار	کا
کر	پہلے	بجھ	کو	زندگی	جادواں
پھر	ذوق	و شوق	دیکھ	دل	بے قرار



(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

ٹیپ ہاٹل چلا جاتا ہے شایان اور زویہ بھی ٹیلی علاقہ جات کی طرف چلے جاتے ہیں لیکن بھی چند ضروری امور ناک فرج کے مرہ لاہور چلا جاتا ہے جن میں صاحب اور فائقہ کی دسی روزمرہ کی روٹین ہوتی ہے لہذا بی سب بہت خاموشی سے رکو کر ان کے درمیان کشیدگی محسوس کر رہی ہوتی ہیں۔ شہرینہ لیکن کی وجہ سے سوئچنگ نہیں جاتی بس بیٹھے ہیں ایک دو بار ضرور جاتی ہے جبکہ لہاں بی سب سمجھانے کی کوشش کرتی لیکن کے حوالے سے بات کرتی ہیں لیکن وہ لیکن کا ہوسن کر ان کے پاس ساتھ جاتی ہے وہ لیکن کی طرف سے ابھی بھی بدظن ہوتی ہے اور یہ بات لہاں بی کو پریشان کر رہی ہے۔ جن میں صاحب اور فائقہ کو بیرون ملک جانا ہوتا ہے جیسے میں لہاں بی شہرینہ کے چہرہ میں رہنے پر اعتراض کرتی ہیں فائقہ کو ساتھ جانے سے منع کرتی ہیں لیکن جن میں صاحب ابند ہوتے ہیں انہیں ساتھ لے جانے پر۔ شہرینہ کی سوئچنگ کلب میں ٹھہرتی ہے ملاقات ہوتی ہے شہرینہ سے کوئی خاص بات نہیں رہتی اور اپنی دوستوں کے ساتھ مصروف ہو جاتی ہے تب لیکن اس سے فوری ہونے کی کوشش کرتا ہے جس پر شہرینہ اس کی بے عزتی کرتی اسے غصہ دلا جاتی ہے لہذا بی شہرینہ کی طرف سے گھر نہ ہوتی ہیں انہیں گاؤں واپس لے جانے کے لیے لیکن بھی آ جاتا ہے لیکن بات زیادہ ہو جانے اور شہرینہ کے گھر واپس نہ آنے پر لہاں بی لیکن کو شہرینہ کے لیے سوئچنگ کلب میں لیکن شہرینہ کے ساتھ ٹھہر گئیں کو بدلتی رہی کرتے دیکھ لیتا ہے اسے شہرینہ کے قریب بھی نہ آنے کی وارننگ کرتا وہ شہرینہ کو وہاں سے لے جاتا ہے لیکن اسے میں شہرینہ سے اس کے رویے کے حوالے سے بات کرتا ہے جس پر شہرینہ لیکن پر اپنا آپ عیاں کر رہی دور رہتی ہے لیکن اسے حوصلہ دیتا اس کا ہاتھ تھام لیتا ہے جس پر شہرینہ اسے اپنے قریب کا نشانہ بناتی ہے لہذا بی شہرینہ سے دوسرے آنے کی وجہ دریافت کرتی اسے ساتھ ساتھ گاؤں چلنے کا کہتی ہیں جس پر وہ انہیں کی اسے محالوں میں نہ پڑنے کا کہتی

تیز کر جاتی ہے لیکن یہ سب دیکھ کر شہرینہ جاتا ہے لیکن مسلسل زبیدہ سے رابطے میں ہوتا ہے اور شہرینہ کی لہاں بی خیر زبیدہ کے ذریعے حاصل کرتا رہتا ہے شہرینہ کے دسی شب و روز ہوتے ہیں صبح کالج جاتی تو واپسی پر درملا فائقہ چلی جاتی۔ شہرینہ درملا فائقہ کے بچوں کے ساتھ بریک فاسٹ کے لیے روانہ ہو جاتی ہے اور اپنا سوہاگ بھی آف کر دیتی ہے۔

(ابا کے پڑھے)

.....

لیکن پریشان تھا وہ جلی میں ہی قہار زبیدہ کی کال آئی تھی۔ ابا صاحب کی طبیعت اب بہتر تھی لہذا بی ملازمین سے جو جلی کی صفائی کر داری تھیں لیکن باہر آتا تو انہوں نے اسے دیکھا وہ کی کام سے لاہور گیا ہوا تھا قہار میں ہی واپسی ہوئی تھی لیٹ ٹائٹ سونے کی وجہ سے وہ اب لیٹ تھا قہار قہار والے لہاں میں ہی وہ اٹھ کر کمرے سے نکل آیا تھا۔

”کیا بات ہے لیکن پریشان ہوا“ وہ بار بار اپنے موبائل کے کوئی ٹیکسٹ راپڈ تھا جن میں ابھی سے آدھ ٹیکسٹ رہا تھا لہذا بی نے قریب کر کر پوچھا وہ وہاں۔

”ہاں کچھ نہیں، بس ویسے ہی“ اس نے موبائل کان سے جانتے لہاں بی کو کلاما۔ وہ لہاں بی کو تو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ جاتا تھا لہاں بی شہرینہ کی طرف سے پہلے ہی کافی فکر مند رہتی ہیں اس نے سکر کر ان کو دیکھا اور موبائل پینٹ کی جیب میں ڈالا تھا۔

”ابا صاحب کہاں ہیں“

”ہاشیہ کرتے ہی وہ بیٹوں کی طرف نکل گئے تھے کمرہ آگے آئے ہیں۔“

”مجھے بات ہے ان کی طبیعت پر اچھا اثر پڑے گا۔“

”تم ہاشیہ کر دو گے“ انہوں نے اسے پوچھا۔

”نہیں ابھی سوئچنگ تھی۔“

”جب بھی کرنا ہو تا دینا میں تیار کرادوں گی۔“ لیکن

مرہلا کر اندر کی طرف چلا گیا! اماں نے سنجیدگی سے اسے جانے دیکھا وہ پھر سے موہاں نکال کر کوئی نہرواں کر رہا تھا۔

”چائیں کیا مسئلہ ہے شکل سے تو پریشان ہی تک رہا ہے“ انہوں نے اسے جانے دیکھا تھا لیکن وہاں کسے نہیں آیا اس نے پچانے کے لڑکھانے پر یہود نے اٹھائی۔

”میں پچانے کا انداز نہیں کہ وہ کہاں جا سکتی ہے۔“

”میں صاحب ان سے پوچھوں تو وہ کچھ نہیں بتائیں۔“

”اس کے دوستوں کا علم ہے کہ کہاں کہیں ہے۔“

”میں صاحب۔“

”اگر، خالہ جان کی کال آئے تو ان کو ضرور بتانا میں ان کے گھر پر زنی کر رہا ہوں لیکن وہ کال ہی چک نہیں کر رہیں اور شہر میں کافر بھی مسلسل آف جا رہا ہے۔“

”جی صاحب۔“ لیکن نے ایک دو مزید ہدایات دینے کے بعد کال بند کر دی۔

شہر میں بعض شخص میں سب کر رہی تھی وہ ابھی طرح جاتا تھا وہاں اب سب سے قلیل خلقی اختیار کیے ہوئے تھے ایسے عالم میں وہ بھلا اپنے نفس و نقصان کی کہاں پر رہا کرتی! کہ وہ کدو کرکٹوں پر ہوتا تھا کتے نے وقت خوشاں وہ اس سے بھاگ دیکھ گیا تھا کہ وہ یہ شخص نہیں کر رہی ہے لیکن اسے کچھ بھانسی بھی فضل تھا۔ وہ موہاں ایک طرف بستر پر کدو کرکٹوں میں رہ رہا تھا۔

❖.....❖

دو لوگ بہت جلد مری کھینچتے تھے۔ یہ سارا مذاق اس کا دیکھا تھا وہ بار بار اصرار کر چکی تھی کہ کچھ نہیں ہی کر رہا تھا لیکن ہر بار یہاں آ کر وہ نہ سکون ہو جاتی تھی ہاں کی لائف اگر چاہاں کے لیے بہت سخت تجربہ ہو لیکن اس سب سے بہت کر یہ اجاہل ایسے بہت اثر کیا کرتا تھا وہ بچوں کے ساتھ مصروف ہو جاتی تھی۔

وہ لطف اندوز ہواں نے دل دھڑکایا کہ ہاں میں سے کدو کا فیصلہ کیا تھا۔ بچوں کے لیے کھانے کے لیے کدو کا بھی تھا

بچوں کو مختلف گروہ میں ڈیڈا بڑے کے اسٹاف کے مختلف لوگوں کی ذمہ داری میں دے دیا گیا تھا۔ شہر میں نے بھی بطور اس کے کہ کر کچھ بچوں کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی۔ اس کے گروہ میں بھی چار چار سال بچہ لڑکے تھے کبھی لوگوں سے مل کر ان کے گھر کے تھے وہ اپنے گروہ کے ساتھ مل کر روڈ کی طرف نکلتی تھی۔ دل دھڑک پڑا کہ انہوں نے وہاں موجود کتاؤں سے بچوں کو کافی چیزیں خرید کر دیں ایک جگہ جگہ اس کے بھی کر لیا اپنے بچے خوش تھے وہ گھر سے میں ہر طرح کے خوب صورت مناظر محفوظ کر رہی تھی۔ بچوں کی کھلکانا بچوں کے خوب صورت چہروں کی صورت۔

سارا سارا اس نے اپنا نمبر بند رکھا تھا لیکن مری آنے کے بعد اس نے اپنے موہاں میں دوری سم کا گروہ میں آن کر لیا تھا۔ موہاں کا نیا نمبر اور اسے والوں کو کھانا دیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کھوتے پھر کے کدو اور ان کی کو ضرورت ہوئی تو وہ اس سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ وہ اور اسے والوں کو کال کر کے بچوں کو لے کر ”بی بی“ بھور بن کی طرف آ گئی تھی۔ جبکہ باقی لوگ مال روڈ پر ہی تھے وہ شام تک ابھری رہے اور اس نے بچوں کو خوب بھانسا بھانسا کر لیا تھا۔

شام کے بعد وہ بچوں کو لے کر وہاں مل روڈ کی طرف آئی اس کے لیے بچے ہانسی بھی جو آج سارا مذاق ان کے ساتھ رہی تھی۔ وہاں ہولڈ کر کے کدو سے شہر آئے تھے وہ بستر پر کر رہی تھی۔ وہ آج سارے دن کی بھاگ دوڑ سے بہت تھک گئی تھی۔ اس نے موہاں نکال دیکھا اندر سے نکال کر اس نے وہاں پرانی مری کر لائی۔ سم لگاتے ہی بے تحاشا میو آنا شروع ہو گئے تھے جن میں سے کچھ اس کی دوستوں کے تھے اور باقی ان کے سارے گھن کے تھے ان تمام میو میں اس کی سب سے زیادہ اہمیت تھی کہ وہ اس وقت کہاں ہے تمام میو بڑھنے کے بعد اس نے مسکرا کر تمام میو ڈیفٹ کر دیے تھے اس نے میو اور جوڑے کے میو کا جواب دے دیا تھا۔

”میں کچھ بہت خاص دوستوں کے ساتھ مری میں ہوں بہت بھانسا بھانسا کر رہی ہوں۔“

”ہائے ہم سے بھی زیادہ خاص کوئی اور دوست بھی

ہیں۔۔۔۔۔! خود کیا میو آتا۔

”ہاں لیکن وہ بہت معمول سے دوست ہیں۔“ جواباً جوڑے کے میو سے ہر چہ سے دلا دیا گیا۔ یہ اس نے بھی جواباً دیکھا کہ اس کا میو بڑھ کر دیا۔

”لیکن یہ دوست۔“

”واپس کرنا تو اس کی۔“

”مری میں ہو، مری تو جوانی ہوں گی۔“ جوڑے کا میو میو آتا۔

”بہت بہت ساری باتیں ہیں۔“

”اچھی اچھی باتیں مجھے بیٹھ کر۔“

”کدو کرو۔۔۔۔۔“

”تو بہت لڑائی ہوگی۔“ پھر غصے والی اس کا میو آتا۔ اس نے منہ پر اس کا میو بڑھ کر دیا۔

”پتیز شہر میں۔“ جواباً اس نے پانی میں بچوں کے ساتھ کی پک بیٹھ کر دیا۔

”ہائے یہ سارے میو بچے۔۔۔۔۔! اس کے کہ ہیں؟“

”یہ سارے میو بچے بہت ہی خاص الفاظ قسم کے دوست ہیں میں ان لوگوں کے ساتھ مری ہی آئی ہوئی ہوں۔“

”تو کہ۔“ اس کی میو میو آتا۔ یہ مری کی جب گھن کی کال آنا شروع ہوئی اس نے چند لمبے موہاں کو کھوڑا۔

”ہیلو۔“ کچھ وقت کے بعد اس نے کال چک۔

”لو لطف۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو وہ خاموش رہی۔

”کہاں ہو تم؟“

”آپ کی کچھ سے بہت دور۔“ جواباً گھن نے دوسری طرف سے ایک کر اس کا میو لیا۔

”وہ تو مجھے پتا ہے لیکن ضرور وہوں کی لیکن مری کی کچھ سے باہر نہیں شہر میں صاحب۔“ دوسری طرف سے پھر یہی دھوکا اٹھا جو شہر میں کھوڑا تھا۔

”کیک دقت وہ کی آتا ہے جب آپ نے پچھتا ہے اور میں نے آپ کی کچھ بھی نہیں ہوتا۔“ جواباً دیا۔

”کیا کر رہی ہو؟“

”وہاں ایسی کوئی خاص دوست تو ہے نہیں کہ میں اپنے شب روڈ کا احوال آپ سے ڈس کر کروں۔“ شیر لگن کی ہنسی بے اختیار تھی۔

”کوئی کرنے کا کیا ہے فقط ایک ٹھکانا۔ ہاتھ بڑھاؤ تم مجھے اسے کبھی اچھے دوست سے منہ پاؤ گی۔“

”آپ سے دوستی کروں گی بڑی خوشی ہے آپ کو۔“ وہ ہلکے پلے۔

”بعض اوقات خوش فہم ہونا بھی خوش قسمتی کی علامت ہوتی ہے خوش فہمیاں میں بعض اوقات ایسے بہت سے تکلیف دہ حقائق سے بچا جاتی ہیں جو اگر انسان جانے لے تو شاید بچنے کے سوا دوسرے سانس لینا بھی خوار تھے۔“

”لیکن خوش فہمیاں کا کیا فائدہ جس پر سے بد بختی پر دم کھوت دینے والے حقائق ناگ کی طرح منہ کھولے کر لے ہوں۔“ وہ دہا جاتے ہوئے بھی گھن کے ساتھ اٹھ رہی تھی اور دوسری طرف وہ شاید اسے بھانسی ہی چاہتا تھا۔

”کیسی ہی بڑا کنگ۔“

”آپ کی تو قلع کے برعکس بہت اچھی۔“ شیر لگن پھر ہنس دیا۔

”میری تو قلع کے برعکس لڑا کچھ بھار اور ہے۔“

”آپ کے ہر بات میں اور بات ہاتھ بڑھ رہی ہیں۔“

”خام خیالی ہے تمہاری حیثیت منکوحہ تم پر تو رہی بہت کچھ فرض ہے۔“ پھر وہ بات چل گئی جس سے وہ ہمیشہ ہانکا تھا اپنی تھی۔

”جس خوش فہمی میں رہنا چاہتے ہیں آپ وہ میں اول روز سے دلخاف الفاظ میں دیکھ چکی ہوں میں اس رشتے سے انکاری ہوں آج بھی کبھی اور پیشہ ہوں گی۔“

”گھن بات سے خیر ہم بھی دیکھیں گے کہ کہاں تک آپ پہلو بھرتی ہیں۔“ شہر میں نے موہاں کو کھوڑا۔

”خالہ جان کا کافی پریشان ہیں ان کی کال آئے تو پتیز دیکھ رہی تھی کہ تاجے جب آپ نے پچھتا ہے بھونکے ان میں۔“

”مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی“ میں جہاں ہوں بہت مزے سے ہوں اور ہر خوش بھی تانیدہ جانی خالہ کو بھی مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش مت کریں تو بہتر ہوگا۔ اسے کال بند کر دو۔“

وہ جتنی یافتہ دونوں میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں سنا جاتی تھی۔ ان لوگوں کی تہی وجہ سے وہ آج اس مقام پر تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنی زندگی اپنے انداز و ذہب سے گزار سکی اس نے سونہاں سائے پر گھڑا تھا۔ تنہا کثرت کی وجہ سے وہ اب سونا جاتی تھی لیکن اس کی کال کے بعد اس کا ذہن پھر مشتعل ہوا شروع ہو گیا تھا۔ وہ بیٹری کر اٹاؤں سے لیکر ایک طرح اب چھٹی بیٹری دہی ابھی چند لمبے ہی گزر رہے تھے اس کا سونہاں بھر بیٹھے لگا۔ اس نے سونہاں کی سرکری دیکھی ابھی خبر تھا کہ اس نے لاش کا ناچا بھی لیکن پھر مجھے کیا سوچ کر کال کی کیک کر۔ ”بیٹو۔“ اس نے کال پک کر کے سونہاں کان سے لگا لیا اس کی توقع کے مطابق وہی انسان تھا جو کچھ چند روز سے اسے مسلسل کاتر کر کے تنگ کر رہا تھا۔

”کون ہو تم۔“ اس نے دوبارہ چونکا تو اس نے شبیدی سے پوچھا۔

”نہایت بدعنوانی انتہاف بھی کر اٹاؤں کا بیٹا مگر کی بھر تو بہت انجوائے کر دی ہو ناں۔“ شہرینہ کے اعصاب عجیب سے انداز میں بھونکا۔ یعنی یہ شخص اس کے متعلق بر طرح کی خبر سے ہونے ہے۔

”کون ہو تم؟“ اس نے اب کی بار کچھ خوف زدہ انداز میں پوچھا۔

”نہایت ایک دو دن اور انتظار کرو، پھر بہتر جملہ تمہیں علم ہو جائے گا کہ میں کون ہوں شہرینہ جتنی فادوق صاحبہ شہرینہ کے چہرے پر ایک دم پریشانی کی لہر پیدا ہوئی۔ یہ لگتی نہیں تھا وہ نہ ہی اس کا بدمعاش تھا تو پھر کون تھا یہ۔“

”کیا جانتے ہو تم میرے بارے میں؟“

”یہی کہ شہرینہ جتنی فادوق کی بیٹی ہے اور جتنی فادوق کو کون کون جانتا اتنے بڑے سیاستدان سے متعلق

معلومات اکٹھی کرنا کوئی مشکل کام تو نہیں دو بھائی ہیں تمہارے خواہی کسی زیر تعلیم ہیں یا عمل مشر صاحب سیاسی دور سے ہر ملک سے ہر باہر اور ان کی یہ سسٹن چڑیا سیرو تفریح کی خاطر مری میں موجود ہے۔“

”ٹٹ اپ۔“ وہ فیسے سے پوچھا۔ ”تم ہوتے کون ہو میرے متعلق اس طرح کی خبر رکھنے والے معتقد کیا ہے تمہارا؟“

”بس ایک دو دن اور انتظار کرو پھر بس کچھ تمہارے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔“ وہ دوسری طرف سے ہنسا۔

”ایک تصویر اس پر کر ہا ہوں وہاں سے دیکھنا۔“ اس نے کہہ کر کال بند کر دی۔

شہرینہ سونہاں ہاتھ میں تھا سے مسم سے حالت میں تھی جب وائس اپ پر پہنچ گیا تو اس نے وائس اپ کھولا اور ان تار نہیں ہر سے اپنے والے فون کو کون کیا اور پھر شہرینہ کو لگا کہ جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے زمین و آسمان کھول گئے ہوں اس کے سامنے جو تصویر کی وہ اس تصویر کا کہیں پھانسا دے دیکھی تھی۔

♦♦♦♦♦

لگن اسلام آباد آیا گا اور تھا وہ پھر میں گاؤں سے روانہ ہوا تھا اور شام سے پہلے اسلام آباد پہنچ گیا تھا وہ اس وقت اپنے ایک دوست کے گھر تھا اس کا روادار تھا کہ اسے اپنے گزرائے کا تھا۔ شہرینہ سے کال کے بعد اس نے اپنے دوست کو خبر لکھا اور لکھنے فریض کر کے کہنا تھا دوست نے کچھ دیر کو کوشش فریض کر لی۔ لیکن مری میں ہاں ملو ڈ کے قریب کسی ہوٹل کی تھی۔ لگن نے ہوٹل سے ہول کا نام لکھ کر سرچ کر لیا اور ٹیکسٹ نمبر حاصل کر کے اس نے دوست کو ہوٹل کے نمبر سے کال کرنے کو کہا۔ اس کا یہ دوست انہی مجلس آفیسر تھا کچھ پر بعد ہوٹل میں موجود ٹیکسٹ سے متعلق معلومات مل چکی تھیں۔ ہوٹل میں بھرنے والی ایک فیملی کی جن کا تعلق اسلام آباد سے تھا لیکن ہمز میں میاں بولی اور ایک بچہ تھا جبکہ دوسرے جو لوگ بھرنے

ہوئے تھے وہ دارالافتا میں کچھ کالک اور تھا جنہوں نے کال دے پھر میں جنگ کر لی تھی جبکہ اسلام آباد والی فیملی ایک دن پہلے سے بدل تھی۔

”میرا خیال ہے وہ اسی گروپ کے ساتھ ہوگی۔“ اس کے دوست نے ساری معلومات دے کر اس میں خیال آ رہی کی تو اس نے مختصر یہ بلایا۔ اس نے فطری نہیں بتایا تھا کہ شہرینہ سے اس کا کیا تعلق ہے اس نے شخص کزن کہہ کر تعارف کرا دیا۔

”وہی ہے سید کا بھائی؟“

”کچھ خاموش نہیں چٹا یہاں نہیں ہیں اور وہاں بی بی کے پاس تھیں۔“ وہ تنگ کا کہہ کر بتائے پھر چلی گئی۔ اہل بی بی پریشان میں لڑا وہ بتا بھی نہیں دہی کی کال اس وقت کہل کر پہنچا معلوم کرنا۔“

”کیوں اپنے والدین کو بھی نہیں بتایا کیا؟“ دوست نے حریف سے پوچھا۔

”لشکی بات نہیں بس رابطہ ہی نہیں ہو سکا چٹا بھی بڑی تھے تو کہ چٹا ہوں اس قدر تعادلوں کے لیے بہت بہت شکر ہے۔“ وہ حریف سوالات سے بچنے کے لیے فوراً کھڑا ہوا۔

دوست نے بھی سرکار کر ہا بھلا تھا۔

”یہ میرے لیے بالکل ممنوعی ہے تمام رات لادری کو میری طرف میں گیت دوم کھلوا دیتا ہوں۔“ وہ دوست کے گھر اس کے مہمان خانے میں بیٹھا تھا۔ اس نے سرکار کر لینی چھوڑ دیا۔

”نوشہ کھائیں یا ر چٹا کی طرف ہی جاؤں گا اہل بی بی خنجر ہوں گی۔“

”جیسے تیری مرضی۔“ دوست نے کہا تو وہ اس سے ہنسیکر ہوا۔ لہذا حافظ کہہ کر وہ وہیں سے نکل گیا تھا۔ وہیں سے یہ کھانا چٹا کی طرف آیا۔

زہیدہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی وہ وہیں کچھ دیر رک کر سیدہ حادوست کی طرف آیا صدمہ ہے کہ جس کا سہ سے یا تھا وہ تو کرا تھا۔ لگن کے ہاں نہیں تھا کرا کی ان خاتونیں بغیر تائے نہیں بھی چلی گئیں لیکن شہرینہ بغیر

حاضری کو اور یہی بات جب فادوق کی کال نے پر لگن نے انہیں بتائی تو وہ پریشان ہوئی تھیں۔

”دیکھو تمہارے بچا کے ساتھ آئی ریری مجھ پر تھی لیکن شہرینہ یہ بات نہیں سمجھتی ہے یہ سب عند میں کر دی ہے چٹا تم ہاں پر تو کہہ دو کہ وہاں ہے کسی کے ساتھ ہے۔ آج کل تو دے دیے جتنی کو بڑی دھمکیاں مل رہی ہیں اس لیے تو وہ تمہارے اور شہرینہ کے کرا کے لیے ایسی ہوئے تھے۔“

”میں مطلب۔۔۔۔۔۔“ ان کی بات سن کر لگن بھی حیران ہوا۔

”ایک ایسی کہانی ہے تم اب شہرینہ کے شوہر ہو جنہیں عالم کنگلاب بہتر نہیں میں واپس آئی ہوں تو سب بتاؤں گی۔ بس یہ سمجھو کہ شہرینہ کی ذات کا دفاع اب صرف تم ہی کر سکتے ہو۔“ انہوں نے زندگی میں آواز میں کہا دوسری طرف شہر لگن پریشان ہو گیا تھا۔

”معاذ! جسے پھر کال کر دیں کی اور یہ پترم شہرینہ کا بچا کہہ کر وہ کہاں سے میں رات میں پھر کال کر دیں گی۔“ انہوں نے کال بند کر دی اور سب سے لگن پریشان تھا۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ اہل بی بی سے پوچھے گا لیکن پھر اہل بی بی کو پریشان کرنے والی بات بھی سو وہ اہل کایک ضروری کا بچا کہہ کر اسلام آباد گیا تھا۔ وہ مسلسل شہرینہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پھر بند تھا جیسے رابطہ دادو اس نے جان بوجھ کر باتوں میں الجھا کر بس لای کی تھی۔

شہرینہ کے کال بند کرنے کے بعد اس نے دوست سے رابطہ کرنے کو کہہ دیا اور فریض کر کے کہنا تھا وہ پھر خود بھی اس کے پاس گیا تھا۔ لگن اسے دیکھ کر کچھ نہ چٹا رہا تھا۔ اسے چھوڑ خال کی زندگی عجیب بھید بھی لگتی تھی۔

”شہرینہ سے اس کا نکاح ہوتا اس کے پیچھے کوئی وجہ تھی۔ بھلا چٹا جان کو کس سے دھمکیاں مل رہی ہیں۔“ وہ سوچتا ہوا کرا گیا تھا۔

وہ انداز آ تو کھر کوئی بھی نہ تھا اتنا بڑا اس قدر خدوب صورت انداز میں دیکھو نہ لگن اس وقت وہاں تھا۔ لگن کچھ کھر کو دیکھا کہ لگن کھلا دیکھا لاش میں آ بیٹھا

اس نے لی وہی دن کیا تھا کچھ دیر بعد نیدہ گئی۔
”صاحب کھانا کھائیں گے؟“ اس نے پوچھا تو لگوں
نے نفی میں سر ہلایا۔

”کھانا میں باپ سے کھا کر آیا ہوں چائے پیلاؤ۔“
”نہیں! نفی لائی صاحب۔“ وہ چلی گئی وہ کوئی شاک نہ
کردی نہ ہر کچھ دیر بعد نیدہ جانے لے آئی وہ ابھی
چائے پی رہا تھا جب اس کا سواں بچا۔ اس نے دیکھا
فائنڈ کی کالی۔

”اسلام! کچھ غلط نہ جان۔“
”وہ کچھ غلط نہ کیسے ہو؟“
”ٹھیک ہوں۔“

”کچھ پتا چلا شہر نہکا۔“
”شام کے بعد اس کا نمبر آن تھا میں نے کال کی تو
بات ہوئی کی اس سے۔“

”اچھا کیا کہہ دی گئی۔“ وہ ایک دم خوش ہو گئیں۔
”کہا تو کچھ نہیں اس اپنے مزاج کے مطابق ہی بول
رہی تھی۔“

”بتایا اس نے کہاں ہے۔“
”نہیں۔ لیکن میں نے اپنے ایک جانے والے
کے قہر وہاں کی لوکشن نہیں کر لی ہے وہ اس وقت سری میں
ہے مل رہا ہے نہ کہ ایک ایک ہفت میں نہیں ہوئی ہے۔“
”کیا سری میں۔“ وہ حیران ہو گئیں۔

”جی ہاں۔“
”ہاں! کہاں کیا کرتے گئی ہے؟“
”نہیں! وہ کال آؤنگ کا ہی کمر کرتی تھی۔ لیکن نے کہا تو
زیر پیدہ نے ایک کمرہ اس میں لایا۔“

”کچھ دیر علم ہوا اس کے بارے میں؟“
”میرے تو علم نہیں ہو سکا لیکن کل کی ذہن میں اسلام
آباد سے سری اس ہونٹ میں جا کر رہے وہاں بھلا کی دیکھ
بھال کرنے والا ایک عمارت ہے۔ دارالاطفال نام ہے اس
سینٹر کا۔“

”دارالاطفال۔“ دوسری طرف سے فائدہ پر بڑھائی۔
”جلیں جائے۔“

”مجھے پائین رہا لیکن بیام کچھ سنا سا لگ رہا ہے۔“
”اس کی تھک آپ اپنا آگسٹ شاید یہاں جا چکی
ہوں۔ لیکن نے پوچھا تو دوسری طرف فائدہ چوتھے لپکوں۔
”نہیں۔۔۔۔۔ یاد نہیں آ رہا، تم نیٹ سے اس کو
سریج تو کرو۔“

”میں نے سریج کیا ہے جانتا نہیں ہے کوئی خاص
لوکشن نہیں نہیں ہو رہی۔“
”میں عثمان سے پوچھ کر کال کرتی ہوں شاید ان
کو علم ہو۔“

”لوگ سے میں انتظار کروں گا۔“ اس نے کال بند کر دی۔
دو روز شوق نظروں سے سرگرم کو دیکھتے کچھ سوچنے لگا۔
❖❖❖

فائدہ کال کے بعد عثمان کی طرف آئیں وہ اس وقت
ہوٹل کے کدوم میں ہی تھے روٹی فائل دیکھ رہے تھے۔
”آپ اسلام آباد میں کی دارالاطفال نامی ادارے کو
جانتے ہیں؟“ فائدہ کے پوچھنے پر عثمان نے فائل سے نگاہ
اٹھا کر یہی کہہ دیا۔

”کیوں خبریت؟“ فائدہ نے ایک مہر اس میں لایا۔
فائدہ نے ابھی تک شہر پر کی گھر سے غیر حاضری کے
بارے میں سن لکھ نہیں بتا سکا۔

”کیا آپ جانتے ہیں؟“
”دارالاطفال۔“

”ابوں نے یاد کرنے کی کوشش کی
لیکن یاد نہ آئی تو پھر یہی کہہ دیا۔“
”کچھ کیا ہے لیکن جانتا چاہ رہی ہیں؟“ سنجیدگی
سے پوچھا۔

”بات یہ ہے کہ شہر پیدہ آؤنگ کے لیے کپڑے چلی گئی
ہے تا کر گئی نہیں تھی۔“

”تو اس میں پریشان ہونے والی کوئی بات ہے
دوستوں کے ساتھ ہوگی۔“ انہوں نے مائل کچھ میں کہا تو
فائدہ نے حیران ہو کر انہیں دیکھا۔

”فائدہ نے کوئی فرق نہیں پڑا وہ کہیں بھی بتائے بغیر
چلیں جائے۔“

”اب ایسا بھی نہیں۔ وہ میری بیٹی ہے اور میں جانتا
ہوں وہ کی غلط جگہ پر نہیں گئی ہوگی۔“ فائدہ نے ایک کمرہ
سلسلہ لیا۔

”میں کب کھدی ہوں وہ غلط جگہ پر گئی ہوگی میں اس
پر کھدی ہوں کہ وہ آؤنگ پر گئی ہوگی ہے لیکن زبردہ کو
نہیں بتایا میں تو جب سے یہاں آئی ہوں ایک بار بھی
میری کال نہ دیکھیں لی لیکن سے بات ہوئی تھی اس نے
بتایا تھا کہ اس نے میرے کہنے پر شہر پیدہ سے رابطہ کیا تھا
شہر پیدہ نے سے کسی نہیں بتایا۔“

”تو مسئلہ کیا ہے اس کی فریڈ سے بات کر لیں۔“
”اس کی فریڈ سے کمر میرے پاس نہیں۔۔۔۔۔ میں
نے لیکن سے کہا تھا اس نے کال کر لی نہیں کر لی ہے۔
لوکشن میری سن بل روڈ کے کسی ہوٹل کی تھی۔“

”کیا۔۔۔۔۔ سری کے ہوٹل کی وہی کیا کرتے گئی ہے؟“
”مجھے کچھ علم نہیں تو خود سب جان کر پریشان ہوں یاد
ہے شہر پیدہ اور اس کے نکاح سے پہلے آپ کو چند بار کچھ
دیکھی آ میرا کال ٹی رہی نہیں۔“ فائدہ نے کہا تو عثمان کے
چہرے کے تاثرات بدلتے۔

”آپ کہاں جاتے ہیں۔“
”جانتا نہیں مجھے پتا چاہیے پائین لیکن مجھے کی بار بار
ٹھک ہوا ہے پر آتے جاتے تھے کوئی فائل کرتا رہا ہے ایک
ایک سال کا تھا کہ میں نے اسے اس کمرہ پر لکھا تھا۔“

اور پھر ایک دن جب ہم نے لہرا تھا اس کا کوئی ریڈیو
کے کچھ فائل پر موبائل فون پر بات کرتے دیکھا تھا
نہاں نے کچھ مجھے شک سا ہوا ہے کہ وہ کچھ شہر پیدہ اور
آپ کو بھی فائل کرتا رہا ہے۔“

”تو آپ نے ذکر کیا نہیں کیا؟“
”میں سمجھتی تھی کہ شاید یہ میرا وہم ہو لیکن مگر کال کرنے
پر زبردہ سے بات ہوئی اس نے بتایا کہ شہر پیدہ کو نہ پر کوئی
ٹھک کرتا رہا ہے میرا مطلب ہے وہ مکیاں دیتا ہے۔“

عثمان کے چہرے پر ٹھکر کے سامنے لہرائے تھے۔
”آپ نے شہر پیدہ سے بات کی۔“

”جی ہاں۔“

”آپ نے شہر پیدہ سے بات کی۔“

”میں تو مسئلہ ہے جب سے آپ نے اس کا فائل سے
نکاح کیا ہے وہ ہر ایک سے بھگن سے دھمکے سے
بھی بات نہیں کر لی اور جب سے میں آپ کے ساتھ آئی
ہوں وہ میری کال بھی نہ دیکھیں کر رہی۔“

”آپ نے مجھ سے پہلے تو اس بات کا ذکر نہیں کیا۔“
”انہوں نے کچھ تنجید کی ہے یہی کہہ دیا۔“
”آپ کے پاس رازداری ہے کہیں ہوتا ہے کہ آپ کو
انہی معاملات سے آگاہ کریں۔“ فائدہ کے کچھ میں بھی
ایک دم کی راز داری انہوں نے نکلتی ہے یہی کہہ دیا۔

”کہنا کیا چاہتی ہیں آپ۔“
”میں کچھ نہیں کہتی تو میرے گا آپ خودی انداز لگائیں
کہ شہر پیدہ روز بروز کیوں بدلتی جا رہی ہے جبکہ میں تو باہل
دیکھ رہی ہوں یہی کہیں جیسا آپ نے چاہا، آج آپ نے کہا
میں نے کچھ اس طرح چلا یا روٹ کی طرح کچھ تھی۔“

”تو ذکر نہیں ہے؟“
”جلی جانتی سب۔“ وہ کالی ٹھسے سے بولے فائدہ نے
بہت شیطان سے ان کو دیکھا۔

”بہت شیطانی ہیں آپ تو عثمان صاحب۔۔۔۔۔ محنت
ہی ملی اس میں آپ نے کب حراف کر دیا دل لگانے کی اس
قدر بڑی سزا عمر بیت کی ہے سب جھیلے ہوئے۔“ روٹ کی
طرح آپ کے اس حرافات پر ٹھل گیا آپ کے لیے کچھ کچھ
نہیں کیا میں سے سرے ہاؤنٹک بدل گیا میں نے خود کو
پھر بھی آپ کو راضی نہ کر سکی اور آپ نے سٹے میں کیا دیا
ہمیشہ پر مٹی، حقارت، ذلت، دھڑکنا اب شہر پیدہ آپ
کی اپنی اولاد کی اس کے معاملے میں بھی ایسا ہی سلوک روا
رکھا۔“ وہ کوئی نہیں پوچھتی تھی۔ ساری عمر کا کھڑا تھا جو بھلا لگا
تھا اور اندر نہ کھاتی تو چاقوں اور گوشتیں عثمان فائدہ قسب داخل
تلتے دباے بہت تھی سے یہی کہہ دیا کرتے تھے۔ جو اپنی
بات کہہ کر اپنے اندر سے ناصتے جوار بھالے کو دباے بستر
پر جا بیٹھتی تھیں۔

”وہ خاموشی سے روٹی پر لپٹا وار میں سنجیدگی سے
دیکھتے۔“

”وہ خاموشی سے روٹی پر لپٹا وار میں سنجیدگی سے
دیکھتے۔“

”وہ خاموشی سے روٹی پر لپٹا وار میں سنجیدگی سے
دیکھتے۔“

”وہ خاموشی سے روٹی پر لپٹا وار میں سنجیدگی سے
دیکھتے۔“

”وہ خاموشی سے روٹی پر لپٹا وار میں سنجیدگی سے
دیکھتے۔“

”تہا ہر ایک چچی کو سمجھ رہا ہوں وہ کل داہن آجائیں گی
ہر داہنی ایک دن کا مزید کام ہے میں وہ اسٹاپ کر کے
ی آؤں گا۔“

”ویش گنڈ“ کو ان کا پیٹلہ جھانکا
”میں سکرٹری کو بتا ہوں وہ ہمیں کال کرے گا۔“
”کوہے“ جھٹکے پھونچ۔

”یو ونگر“ انہوں نے ایک دو دور اداکاری کلمات کے
بعد کال کاٹی لی ان کے ایک گہرا سانس لیا۔

چچا نے دل والے سن کے بعد وہ کافی بڑے سکون ہو گیا
تھانسی تھیرا دھتے لوگوں کے ساتھ کی لیکن شہرینہ کی ایسے
لوارے کے ساتھ چار منٹ کا جان کر اندری اور دھیر جان

بھی اور تھا۔ شہرینہ کی ذات کا یہ پہلو اس کے اندر موجود
شیت تھری کی ٹوٹا پر لڑتا تھا۔ ان کو اس بات نے کافی
اثر کیا کہ تھا۔ یعنی جیسا وہ خود ٹوٹا پر کرتی تھی اندر سے وہ

دیکھتی تھی جس اس نے وقت دیکھا رات کے اڑھائی بج
رہے تھے اس نے ایک دو بل سوچا اور پھر شہرینہ کا نمبر
چیک کرنے کے لیے اس نے نمبر لایا دوسری طرف بتل جا

رہی تھی اب نہ صرف نہیں تھا کس کو حیرت ہوئی۔
”کیلو“ دوسری طرف سے کال دیہر کر لی گئی۔
”کیسی ہوا“

”کیوں پیچھے بڑھے ہیں؟“ سب لوگ میں چند بل
زنگ کی سے سکون سے کرنا تھا جاتی ہوں وہ بھی آپ کو گولیاں

نہیں نہیں کروں کہ کیوں ہری کی کوئی زندگی نہیں
ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کافی اچھے لوگ ہیں شہرینہ ان کے
ساتھ ملتا ہے۔ ”وہ کافی بڑے سکون تھے۔“

”حق ہی اس لارہ سے کو جاتے ہیں آج پتے جانتے
ہیں یہ لارہ اسلام آباد میں کب تک ہے۔“

”میرے سکرٹری کو کم ہوگا وہی ایک دو بار شہرینہ کے
ساتھ گیا تھا۔“
”جی ٹیکہ۔“

”کوئی رو بات کوئی اور مسئلہ ہو۔۔۔۔۔“
”نہیں چچا جان ویسے آپ لوگ کب داہن
آ رہے ہیں؟“

جنگل کا نام کو کھڑا سیدھا ہوا۔
”اسلام آباد کیسے چلا جان۔“
”وہی اسلام آباد کیسے ہو رہا ہو۔“

”فائن۔۔۔۔۔ آپ ٹیکہ ہیں؟“
”ہوں۔“ انہوں نے جنگل پر اچھڑا کر کھنکھرتے آواز کے بعد
بولے۔ ”تم کہاں ہو؟“

”میں آج شام ہی اسلام آباد پہنچا ہوں آپ کے گھر
میں ہیں۔“

”شہرینہ والا کیا معاملہ ہے۔“ انہوں نے سنجیدگی
سے پوچھا۔
”آپ کو حال جاننے کے نہیں تھا یا؟“

”میں تہا ہر ایک زبانی سننا جاتا ہوں۔“ ان کا انداز اب
سنجیدہ تھا۔ ”جنگل ان سے کون تو تفصیل سے ساری بات
سنائی وہ خاموشی سے سنتے رہے تھے۔“

”ہوں۔۔۔۔۔ یعنی تہا ہر ایک خیال ہے شہرینہ اس وقت مری
میں ہے۔“

”دارالافتال۔“ انہوں نے کچھ سوچا۔
”جی ٹیکہ میں اس لارہ سے کو جاتا ہوں یہ ایک آر
فن ٹاپ۔“

”بچوں کو پتا دینے والا ایک لارہ ہے شہرینہ کی
کالی انجیٹ اس اس سے اس کے کئی گھر سے لارہ کو
ڈھونڈ کر لیا تھا اگر یہی لارہ ہے تو شہرینہ ان کے ساتھ

ہے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے کافی اچھے لوگ ہیں شہرینہ ان کے
ساتھ ملتا ہے۔ ”وہ کافی بڑے سکون تھے۔“

”حق ہی اس لارہ سے کو جاتے ہیں آج پتے جانتے
ہیں یہ لارہ اسلام آباد میں کب تک ہے۔“

”میرے سکرٹری کو کم ہوگا وہی ایک دو بار شہرینہ کے
ساتھ گیا تھا۔“
”جی ٹیکہ۔“

”کوئی رو بات کوئی اور مسئلہ ہو۔۔۔۔۔“
”نہیں چچا جان ویسے آپ لوگ کب داہن
آ رہے ہیں؟“

نے اس ان لوں پر کھڑا لیٹ سے نکلا تھا اس نے بہت
دیر تک اس پر کھڑا لیٹ رہا اس نے اس پر کال کی تک جا
رہی تھی اور پھر کال نہ ہو کر لی گئی۔

”یعنی تھانہ خاتم فورا کال کر دی۔“ دوسری طرف
سے سکرٹرا کہا گیا۔
”کون ہو تم؟“

”دوسری ہوں بہت جلد ملے گا۔“ اس نے کہا۔
”اس تصور کا مطلب۔“

”اپنے باپ سے پوچھا۔“ دوسری طرف سے اب
تھانہ سے کہا گیا۔
”شند۔۔۔۔۔ شہرینہ جہاز دار سے پہنچی۔“

”اپنے لیے بے کنٹرول رکھو شہرینہ جن دن تہا ہر
حق میں بہت برا ہوگا۔“

”اگر اس تہا ہر سے حق میں ہے بہت ہوگا بہر باپ
کوئی خاص شخص نہیں ہے۔ تم جیسے بیک میلوں کی کھل
اور جڑ اس میں کسی بھی گھر واسکا ہے۔“ شہرینہ کس نہیں

چلا رہا تھا کہ وہ اس کے سامنے ہوتا تو وہ اسے شوت بھی
کر دیتی دوسری طرف سے تھانہ کا گھرنا۔
”بڑی محترم ہو تم۔“ تہا ہر کیا خیال ہے یہ سب میں

ہوئی کہ کہ ہوں میں نے اپنی حفاظت کے لیے کوئی تیاری
کر کر مکی ہوئی میڈیا تو بہت فاسٹ ہے پچھلے سٹیل
میں تھانہ فادان صاحب اس قدر بڑی شخصیت کس ایک

کال کی دیر سے ماری دیا کہ کس کے تھانہ فادان اصل میں
تھانہ۔ ”وہ دہائی پٹر تھا۔“
”جی ملٹرو۔“ وہ دھن سے پہنچی۔

”گالٹی دینا۔“ انہوں نے کہا تھا انہیں بہت ہنگامہ پڑے گا
انجائے اور پھر بہت جلد ملاقات ہوئی ایک ٹیکہ۔ ”وہ
خفاست سے سکرٹرا کال ہنڈ کر گیا اور شہرینہ وہ تہی بھی

روٹی ہی سے حرکت باکل سامن۔
♦♦♦♦♦

انہی کمری نیند میں تھا جب اس کا موبائل بجاتا تو اس
نے ڈائٹ بلب کی روشنی میں موبائل اٹھایا۔ ”اسکرین پر

”فائدہ لہر آئیں۔“ کافی لمبات خاموشی سے دے
پاؤں گرے تو انہوں نے ابھرنے سے انکار۔ وہ ابھی
تک جا رہی تھی کہ پٹنے ہوئے تھے۔

فائدہ جڑ کی تو اس جگہ پر جو ہر کیکن ہائی پوری
تو جواب دہی ہوئی کی طرف تھی۔ فائدہ نے حرکت
نہیں کی تھی وہ اسی طرح نشو سے انہیں صاف کرتے

وہیں بھی رہی تھیں۔
”میں کیا کہہ رہا ہوں فائدہ۔“ اب کے تھان
صاحب نے کچھ جھجکا کر کہا تو بھی فائدہ کے وجود میں

حرکت نہ ہوئی۔
”میں نے جڑ کا تھا کیا کل داہنی کا پر گرام نہیں
آگیا پتا چاہیں تو ٹیکہ دو دن تھے داہن کو ادھر میں

اب لارہ ایک دن بھی نہیں روکن کی۔“ بہت جی سے کہا۔
تھان نے غصے سے فائل بند کی۔ انہوں نے خود کو ٹائل
کرنے میں ایک دو بل لگائے پھر فائدہ سے ہوئے۔

”جی جلدی آتا نہیں۔“ اب کے تھان کے لیے میں
طو تھا۔ فائدہ کے کو پاؤں پر لگی ہی بات دہر پڑا نہیں۔
”جی جلدی۔۔۔۔۔“ بہت تکلیف سے شور مچا دیا۔

”تھان صاحب۔“ اب کے تھان نے پتہ لایا اور دھن
انہوں سے کہ میں پھر ایک تھر سے پھر پوری رہی اس
سے دم کی امید کرتی رہی تھی۔ بہت افسوس ہو رہا ہے اپنی

عمر بھر کی ریاست کے پول ریا گس جانے پر۔ ”وہ شمت
سدا بڑیں۔“

”ٹیکہ ہے پھر آپ کل بھی آؤ تو میں آج بھی آزاد
ہوں میری طرف سے آپ کل داہن جانتی ہیں میں
سکرٹری سے کہتا ہوں وہ آپ کی بات سے انکشافات

کر دے گا۔“ وہ غصے سے کہہ کر دھڑا دھڑا کراہا پھلے گئے
اور فائدہ نے شمت کرب سے ان کو ہاتھ دیکھا۔
♦♦♦♦♦

وہ اس تصور کا بھی کسی نہیں پتا پڑے کبھی تھی وہ
از حد پریشان ہوئی۔ وہ سوچا کہ کیا تھا جاتی لیکن تہر
پائی تھی وہ بہت دیر تک سناٹ و چاند بھی تھی۔ پھر اس

♦♦♦♦♦

لے کر کھاسب کی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کا جوہر اہل جاہے کا میں گئی، میری طرف سے سب لوگ جاں نچیں ہیں۔ اس نے کبہ کر خضر سے کال بند کر دی تھی۔ لیکن اس نے ایک گھبراہٹ سا لیا۔ اس لڑکی کو کچھ بھی کہنا پڑا تھا، ماضیوں تھا۔ اس نے ریلیکس سوا میں موہاں ایک طرف رکھا اور آگھیں بند کر دیں۔

○.....○

اگلے دن فائدہ بڑی متعلقہ کی جتن سے کوئی بات نہیں ہوئی کی انہوں نے بھی فائدہ کو نہیں چاہا تھا۔ انہوں نے سیکرٹری کے قہر کو ہلوا دیا تھا کہ سیت کفرم کر دی ہے۔ لیکن فائدہ جانے سے پہلے جتن صاحب سے دو ٹوک بات کرنا چاہتی تھیں مگر جتن نے جتن کے پاس دہتی ہی نہیں تھا وہ مسلسل بڑی تھے فائدہ نے ان کے ساتھ باہر کہیں بھی جاتے سے انکار کر دیا تھا سیکرٹری نے فائدہ کا انکار جتن تک پہنچا تو بھی جتن فائدہ صاحب نے خود سے کوئی بات نہ کی تھی فائدہ نے اپنا ایک تیار کیا تھا۔ دریاں تن میں تھیں کھلتے تھے فائدہ نے دیکھنے سے ہم دم ہی کر لیا۔ پھر سیکرٹری کا کیا تھی جتن کی ساز کے ساتھ تھیں تنگ میں مصروف تھے۔

”مگر کہہ رہے ہیں اگر آپ نے کوئی چیز خریدی ہو تو بتا دیجئے۔“
”اسے سر کو نہیں کہہ دی ہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ تیار کر رہی ہیں ایک سیکرٹری دیکھ دی ہیں۔“
”فائدہ نے کہے کب لگتا ہے۔“ میگزین کی ایک طرف رکھتے رہا دست موب انداز میں کڑے سیکرٹری سے پوچھا۔
”میں سر سے پوچھ کر بتا دیتا ہوں۔“ اس نے جتن کا کال ملائی۔
”نور سیرم نے تھینکس کہا ہے کہ انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں لیں لوگ۔“ اس نے کال بند کر دی۔
”مگر کہہ رہے ہیں وہ لڑکی نہیں ہیں میں آپ کو

ایئر پورٹ پہنچا رہا ہوں۔“ فائدہ نے محل سے ہلا گیا لیکن وہ حقیقت وہ جتن صاحب کے اس قدر روٹی بیہ پر اندری اندر کا دل کرتے ہوئے ہیں۔
”خج کادی کے بعد حالات ٹھیک کرنا تو دور کی بات انہوں نے کیا کہنا کہ گوارا نہیں کیا تھا۔ فائدہ کی آغوشیں بجا تھیں انہوں نے فوٹو سے آغوشیں صاف کیں۔
”جسے دیکر کوٹا ہوا ہے اپنی ریں وہ کر سامان لے جائے گا۔“ سیکرٹری کبہ کر چلا گیا۔

دیکر کر سامان لے کر تپ بہہ کر بعد فائدہ کی باہر آگئی تھیں انہوں نے آگھیں پر سیاہ کھڑک لپے تھے ان کی آغوشیں حوازم ہوئی رہیں لیکن وہ خود کو نہ دیکر رہی تھیں، ایئر پورٹ کے تمام مہرمل سے گزر رہے تھے۔ لیکن کھل دوں میں ایک امیری ہائی کی پہنا میں بیٹھ کر پھر پہنا اڑنے تک ان کو کہہ کر ان کی تمام ایسول کے پرنس ایک ایک کر کے اڑنے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے سواں کو دیکھا جو سول ان کے ہاتھ میں تھا اور پھر سٹول کا مٹھل ہوا تو انہوں نے خاموشی سے موہاں بیگ میں رکھا تھا گامز اتار کر نشو سے آغوشیں صاف کرتے وہ خود کو دنیا کی سب سے زیادہ مظلوم ترین اور بد قسمت عورت محسوس کر رہی تھیں۔

○.....○

مری میں تو خوب برف بارہی تھی ان کا وہ وقت بہت زیادہ مصروف کرنا تھا وہ سب لوگ گرم کپڑوں میں انہیں صبر کر رہے تھے برف پڑی تو سب کو بھڑکنے کے دکھ دیا تھا۔ وہ لوگ اب یہی کی طرف آئے ہوئے تھے آتے وقت تو نہیں لیکن واپسی پر برف بارہی کی وجہ سے رستہ بند تھا ٹریفک کی ایک بک لائن میں ایک طویل اور جوہر آزار تھا کھارے بعد رستہ کھلا تو بھی ان لوگوں کو داکھ ہوئی تھیں جبکہ کماں ایک بک چکا تھا بھی تھکے ہوئے تھے آتے ہی سو گئے تھے۔ ان لوگوں کا ایک رات روکنے کا پروگرام تھا لیکن سرم میں تندی و تیزی اور راستوں کے بندش کی وجہ سے ان کا پروگرام ٹھیک

شہر سے آج سادھو کا اپنا موہاں بند رکھا تھا اس نے سوچا تھا جب تک گھر واپسی نہیں ہو جاتی چلی اس نے موہاں آن کیس کرنا۔ اگلا سامان ان سب کا سو کر گزرا تھا۔ شہر سے نکال کر دیر تک سونے کے بعد کراچی میں تھیں ہوئی کی سروی سے منگوا اور اکیلے ہی ریشمیں پر پتا کر باہر نکل آئی تھی باہر موسم ابرا آؤ تھا آج برف بارہی تھیں ہو رہی تھی۔

اس نے لوگ کوٹ ہاتھ رکھے تھے سر پر ہیٹ تھا دونوں آغوشیں پر گزرتے تھے ملتی جلتی دونوں برف کوٹ رہی تھی ساری چیزیں اسے ابھی کی تھیں اس نے شاپ سے جیلری اور پرس لیا وہ زیادہ تر ہڈیاں شاپ کی کر رہی تھی۔ ایک ایک شاپ کے پاس سے گزرتے وہ کی اور وہ ان کے اندر چلے گئے وہ گرم کراچی آؤ کر کے ایک بیل کے گرد جھیر کھیت کر بیٹھی گھاس بھدو سے بل روٹی رہتیں وہ ربک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دیکھی سے اس سب کو دیکھ رہی تھی جب اپنے سامنے بیل کے ہمارے جانے پر اس نے چوبک کر دیکھا اس کے سامنے جو شخص نکلا تھا اسے دیکھ کر جڑاں روٹی تھی۔
”تمیں!“ وہ جرت سے بولی۔

○.....○

آگن آسام و سکون سے آغا تھوڑے کے ڈریس اپ ہو کر وہ گھر سے بچا کے استعمال میں سنبھلی گاڑی لے کر نکلا تھا۔ بچا کے سیکرٹری نے دارالاطفال کی لکھنؤں ابھی طرح جمہوری تھی وہ شہر سے کے ساتھ کی اپنی بیٹی سونچ کر دیکھ رہی تھیں کہ کیا تھا آگن بیٹا مٹھلو پر جیکہ بیٹھتے میں کچھ زیادہ وقت نہیں لگا۔ وہاں جو کس بیٹا ہوا تھا وہ ادارے کا منتظم تھا لیکن ادارے کا سربراہ بچوں کے ساتھ ٹرپ پر مری کیا ہوا تھا بلکہ ادارے کا زیادہ تر عملہ ان کے ساتھ تھا یہاں بس چند ایک لوگ ہی تھے۔ آگن کے تعارف کرانے پر کدہ جتن فائدہ صاحب کا سنبھتا ہے وہ شخص خاص محبت سے ملا۔
”وہ شہر سے تھیں بے پناہ تعریفیں کر رہا تھا آگن اس کے منہ

سے شہر سے تھیں تعریفیں کن کر جڑاں ہوا۔ شہر سے اس طرح کا مزاج بھی کوئی نہ ہو لیکن کرنے پر متاثر تھا۔ وہ اسے خند کی دیکھ رہا تھا۔ بچت اور بڑی ہوئی عادات و اطوار وہی لڑکی کی جھٹکارا تھا لیکن یہاں آ کر جس لڑکی کا تعارف حاصل ہوا تھا وہ تو کسی اور ہی شہر سے جتن کا تھا۔ جوہر فاضل اور کچی تھی۔ شہر سے کی شخصیت کا یہ پہلو اس کے لیے بالکل نیا تھا نہ متاثر نہ تھا۔

منتظم اسے بتا رہا تھا کہ شہر سے کیسے یہاں آ کر کچھ سمجھو تھوڑے زارنی سے کچھ صبر کرنا ایک مخصوص طور پر معقول کم ہون کوئی ہے اس کے علاوہ اس نے کوئی نہیں کی جانب سے ایک مخصوص فنڈ کی صورت میں ادارے کو گواہی دی تھی شہر سے کے تعارف کی بدولت کی اور پھر حضرت اپنے اپنے عطیات و فنڈز ادارے کو جمع کرانے ہیں آگن نے بغور سنتے اپنی پائش سمجھنا کی تھیں۔ اس وقت اس کے پاس اس کی ایک ضرورت تھیں چیک بکنہ اس ہی نے ڈاٹ دیکھا کہ رقم کی لیکن اس قسم کے ادارے کو دینے کے لیے اسے وہ بھی کم لگ رہی تھی۔ اس نے کی بات کا کچھ سمجھا۔
”میرے پاس اتنی مال نہیں تھے کیسٹ ہائیم کھی قسم کے تعارف کا بعد کی ضرورت ہوتی ہے میرا کارڈ ہے آپ لوگ بلا تھیک کچھ ملے کر سکتے ہیں اور اگر کالونی طور پر کی بھی تھی کہ مدد کی ضرورت ہے تو اپنی خدمات فراہم کرنے میں خوشی محسوس کروں گا۔“ منتظم صاحب آگن کا بہت شکور ہو رہے تھے۔

آگن نے اس سے ملاوٹ کے سربراہ کا نمبر لے لیا تھا۔ وہ وہاں سے واپس آیا اسے اسلام آباد میں ڈپٹی فوٹو کے کچھ کام تھے وہ ان کو ٹھکانے میں لگ گیا تھا۔ وہاں سے فائرس ہوا تو بچا کی کال آئی جس میں انہوں نے فائدہ کی آمد کی اطلاع دینے کے ساتھ اسے پک کر لے کر لکھا تھا۔ وہ ادارے کی طرف آگن کیا پہنچا پورٹ کے لیے روانہ ہوئے فائدہ کی آمد میں ابھی کا وقت باقی تھا اس نے اپنی کا وقت دھار دھار کاڑ کر کے گزارا تھا۔

اس نے دارالاطفال کے سربراہ صاحب کا نمبر ملایا۔
 تنہا صاحب سے بات کر کے اس نے شے خرید کر حال چال
 پر چھا تھا اس نے من سے کہا دیر بات کی کیا سنا تھا عرف
 شہرینہ کے ذہن کی تربیت سے گریبا تھا وہ بھی کافی عزت
 دے دے تھے کیا دیر بات کرنے کے بعد ان سے شہرینہ
 سے ذکر کرنے کا وعدہ کر کے ان سے اللہ کی کمالت کہہ
 کر کھل بند کر دی گئی۔ "فاقہ نے کہا کہ کائنات ہو چلا تھا۔
 چہاڑا کچا تھا کافی دیر بعد فاقہ نے کھائی دی تو لگن نے
 مسکرا کر کہا صاحب علیہ السلام
 فاقہ نے دوسرے ہی لگن کو دیکھ لیا جس نے ان سے مرہلا
 کرا سے دیکھ کر کہا..... وہ اس کے پاس آ گیا تو اس نے ان
 سے حال چال دریافت کیا تھا۔ انہوں نے لگن سے
 شائستگی سے بات کی لیکن اسے اندازہ و اطوار سے وہ اسے
 متحمل نظر نہ آ رہی تھی وہ لگائی دیکھ کر انہوں نے ان
 سے کچھ بھی کہنے کے لیے نہ کہا..... وہ ان کا ایک طرف بڑھ کر
 دم میں بیٹھا کر سامان کھیر کرانے میں مصروف ہو گیا
 سامان کھیر کر اوروں کے گھر لو گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔
 "کیا ہمارے پاس ہے؟"
 "جی ہاں تھا۔" وہ اب بھی شہیدہ تھی۔
 "میں کوئی کیا ہے؟"
 "ہوں....." وہ پھر خاموش ہو گئی۔ لگن نے
 ذرا نیچے کرتے کوں چند بار دیکھا انہوں نے دوسرے
 انہوں نے سیاہ گاڑا اتار دیے تھے لیکن لگن کے سامنے
 اپنے تاثرات سے چھپا رہی تھیں۔
 "فاقہ! آؤ! کسی ہیں؟" کچھ توقف کے بعد انہوں
 نے غور پر چھوڑا تو انہیں سب کی طبیعت کے بارے میں
 فرما رہا تھا۔ لگا۔
 "زور بے دریاں داکر آ گئے کئے کیا؟"
 "جی..... تمہیں دن پہلے ہی لوٹنے تھے۔ ڈائریکٹ
 لاہور کی علی ملازمت تھی۔"
 "خوش ہیں وہ لوگوں؟" انہوں نے لگنی سے سراپا
 لیے ہو چھوڑا تو لگن مسکرایا۔
 "ہاں!..... اس کے بعد لگن ان سے چھوٹے مونسے
 مولات کرنے لگا تھا کھر کے نزدیکی پہنچ کر کوٹا آیا۔
 "شہرینہ یاد رہی آ گئی کیا؟" انہوں نے لگن کو یاد کھا وہ
 ہنس دیا۔
 "ہاں!..... ان کے چہرے کی کیفیت بدل گئی اور وہ
 خاموش ہو گئیں۔
 "دارالاطفال میں آتا آج۔" لگن نے بتایا تو انہوں نے
 جیروں کو سراسر دیکھا۔
 "دارالاطفال....."
 "آپ کو کچا چھاننے میں نہیں بتایا؟" وہ اب بھی سواہی
 دیکھ رہی تھیں۔
 "جی! کہہ رہی تھی کہ یہ گھر بچوں کو بنا دینے والا ایک
 ادارہ ہے شہرینہ نے اس ادارے کی مدد کر لی تھی۔ یہ لگنی
 بار اس نے کچا چھاننے کے دوسرے ہی دن کی مدد کی تھی۔" وہ
 غیر متحمل نظر نہ آ رہی تھی۔ "دارالاطفال میں لگن نے ان کو وہ سب کچھ
 بتایا جیسا کہ دارالاطفال جا کر علم ہوا تھا۔
 "بہت سہجے تو لگن نے ہی نہیں آ رہی تھی آ رہی تو پریشان
 ہوئی رہی ہوں کر کھانے کن لوگوں کے گھر لو گئی ہے۔"
 "میں نے سربراہ ادارہ سے بھی بات کی تھی شہرینہ نے فیک
 ہے کافی تو تحریر کر رہے تھے اس کی۔"
 "شہرینہ! ہاں! سچ اور بہت مختلف لڑکی ہے میں آج
 تک اسے فیک سے نہیں سمجھتی۔" وہ پھر افسردہ ہو گئی اور
 انہوں کو سواہی دیکھ کر انہیں کافی غصہ ہوا تھا۔
 "آپ تک آپ کی پھوپھوں؟" فاقہ نے اسے دیکھا تو اس
 نے کہا کہ اس کا نام۔
 "میں آپ کی شہرینہ پر چھا چھا جان تینوں کی زندگی میں
 ایک بہت بڑا غلط کام کیا ہوں یہ سب کیا ہے مجھے سمجھ نہیں
 آ رہا ہے یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟" فاقہ نے لگنی سے مرہلا کیا۔
 "میں شاید سمجھ پاؤں۔"
 "آپ سمجھا سکتی تو کسی شاید سمجھ ہی جائے۔"
 "کیا کیا بتاؤں، ایک جی کہانی ہے۔" وہ بہت
 افسردہ تھیں۔

"آؤ کرے میں چلتے ہیں جی لگن کے سفر سے
 تھک گئی ہوں لیٹنا چاہوں گی۔" لگن ہونے کے ساتھ
 لگن بھی لگدیتی تھیں لگن کو ان پر تو آتا تو اس نے ان کا
 ہاتھ تھام لیا وہ ان کو کرے میں لے گیا اور وہ اپنے بستر پر
 لیٹ گئیں۔
 "میرا خیال ہے آپ ریسٹ کر لیں باقی باتیں
 بعد میں ہوئی رہیں گی۔" فاقہ خاموش رہا وہ شاید
 خود بھی لگنی بھی کچھ بتانے کے موزوں میں نہیں، وہ اپنی
 تھک چکی تھیں۔
 جسمانی تھکن کی بجائے ذہنی تھکن نے ان کے
 اعصاب کو توڑ کر رکھ دینے تھے۔ لگن واپس جانے لگا تو
 انہوں نے روک لیا۔
 "میں سمجھ رہی ہوں گی فریش ہوں تو پھر تم سے بات
 کروں گی بلکہ۔"
 "اٹھ لو۔" اور فاقہ افسردہ ہی باز آ گئیں پھر کر
 آ گئیں بند کر گئیں۔
 "تم....."
 "تم....." وہ اسے سامنے کھڑے غصے کو دیکھ کر نہ
 صرف چنگی بلکہ حیران بھی ہوئی تھی وہ غصہ مسکرایا وہ غصہ
 کوئی تو نہیں تھیں تو قدرتی ملک میں ملنے والا لگا۔
 "کیسی ہو؟" وہ یوں مخاطب ہوا گریباڑے سے سن شائی
 ہو شہرینہ کے ساتھ پہل پر گئے تھے۔
 "میں اصرار کا پیڑے آیا تھا تمہیں یہاں بیٹھے دیکھا تو
 سوچا حال چال ہی پوچھ لوں۔" وہی ادارہ بدشاہی لوگوں
 جیسی کسی؟ یہاں کی گریباڑے؟ تم؟" اس نے پوچھا۔
 "اگر یہاں سے، ابھی لگاری وقت۔" اس کی بوجاس
 کے جواب میں وہ غصے سے بھونکائی۔
 "میرا خیال ہے یہ پیک ٹیکس ہے اور یہاں ہر کسی
 آ کر ٹیکس کا حق حاصل ہے۔"
 "لیکن اس وقت یہاں میں بیٹھی ہوئی ہوں اگر تم
 یہاں سے دفع نہ ہوئے تو میں غصے کو بلوا کر تمہیں یہاں
 سے باہر نکال دوں گی۔" بڑا بڑا ٹھٹھکا کر بڑھا۔
 "باب وزارت میں ہے اور اس کی کرسی کا بڑا ادب
 جیانی ہوتا۔"
 "شٹ اپ۔" وہ غصے سے چن کر کھڑی ہوئی۔
 "کیا پارلیمنٹ سے نہیں کیا جا چاہے ہو؟" یہاں کیوں بیٹھے
 گئے ہو میرے؟" وہ بہت غصے سے ہوئی اور در و درو لوگ
 دیکھنے لگے تھے۔
 "مہارام سے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں انشا اللہ کی تو
 نقصان پہنچا رہی ہوگا۔" بڑا بڑا بولا۔ شہرینہ لگا کر کچھ
 کر ایک کچھ لوگ اس کے چہرے پر ہلادے۔
 "رہکار ہے ہو مجھے۔"
 "تمہیں، اطلاع دے رہا ہوں اسے بڑے فشر کی جی
 ہو کر یوں پیک ٹیکس پر اس طرح چلاؤ گی تو ایسا تو بے جا
 ہی تاں۔" وہ خواہش سے مسکرا کر بولا آواز قدر سے بلند
 گئی۔ شہرینہ نے لگن کو دیکھا کہ یہاں بہت سارے لوگ
 موجود تھے۔
 "اسے اپنی قطعی پرواز نہ جیمن لیکن فارادی تک بات
 چائی تو یقیناً انہوں بن جاتا تھا۔ وہ اسے غصے لگاواں سے
 دیکھتی تھیں انہیں اور غریبی ہوئی انشا اللہ کر کے کھوکھو رہتی
 وہاں سے باہر نکلی گی۔"
 "تم کو تو میں اب بہت اچھی طرح دیکھ لوں گی۔"
 جاتے ہوئے ایک پہل کو اس کے پاس رک کر کہا اور پھر
 وہاں سے نکل گئی۔
 "میں غصے جھانے یہاں کہاں سے آ گیا سو رنگ پر کینٹیں
 کلب کے بعد بار سنا ہوا تھا۔ جھانے یہ میری کیا کرنے
 آیا تھا۔ وہ سوال سے لڑی واک کا ادارہ ہوتی کرنے
 ہوئی آ گئی تھی۔ ہوئی کہ اس نے اپنا سواہی آن کیا اور
 کال ہسٹری چیک کی لگن کا نام دیکھ کر اس نے کال لائی
 جو کچھ یہاں تک کر لئی تھی۔
 "اسے نہ سے نصیب اسے بڑے بڑے لوگ ہمیں
 کال کر رہے ہیں۔" کال نہ رہی ہوتے ہی کہا گیا۔
 "میرا دارم بہت خراب ہے اگر چاہے ہی کن نام
 سکون سے بات کروں تو اپنی لے پانی سے پرہیز
 آجکل فروری ۲۰۱۸ء 195

”اب کیا مسئلہ ہے؟“ دو کاٹ کھانے کو دوڑنے والے انداز میں بولی۔

ایک دو بار ان کو دیکھنے یا تھا۔
”بہتر ہوں۔“

”ایک کام کریں گے؟“
”جی کہیے“ اگلے ان

صاحب دونوں انگن کے ہر لوفائقہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ ایں بی تو بہت خوش تھیں۔

موجی موڑ کشور سلطان

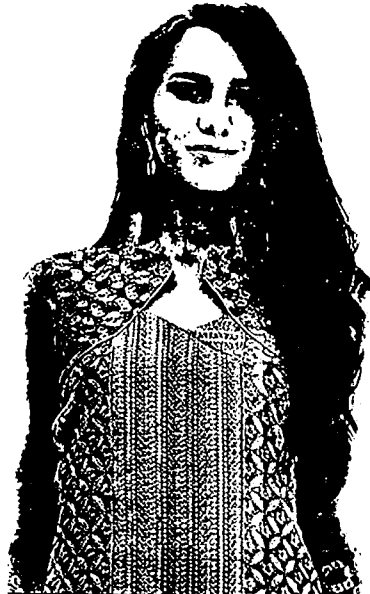
کیا کیا نہ خوابِ ہجر کے موسم میں کھو گئے
ہم جا گئے رہے تھے مگر بختِ سو گئے
کیا دکھ تھے کون جان سکے گا نگارِ شب
جو میرے اور تیرے دوپٹے بھگو گئے



چندہ دوشتر میرا چادر کرانی میں ہوا تو ہم لوگ کئی پریشان
تھے کیوں کہ سدا کی لڑائی میں رہے اگر کسی کا دین، بول
چال، بھروسہ، بے پردہ باش، سچی کہ تو ہم بھی مختلف ہے۔ خیر کیا کیا
جائے جنہں دور دور ہو ہیں جانا تو بڑا سہی ہے اسے اے کہانی
آگے چلے جو کئی کئی چادر اور پتھر سے بھی کہہ رہا ہے سد
بے توجہ تکیں جو ماحول کی پیش خطائے میں ایک پائفلٹ لے لیا جائے
غرض کسی سے سر کر کے جلاتی کی کیا۔ یہی گاہ کا زور میرہ نے
بھی ممکن کر لیا۔ دیکھیں بائیں ٹوہرے چھبب لوگ علیحدہ پائفلٹ
مہذب تھیں تو ہندی کرانی لالکھ آواز ہوئی۔ اللہ کے فضل
سے بچوں کو سکول میں داخلہ مل گیا اور اس سکول میں بڑی مہم
جائے کہ تھیں۔ سر کے کھسکے طرف سے ڈیڑھ کیل کی ہیں
زنگی اس کی کھسکے کھسکے ایک مہم کی طرف سے کھسکے
پہلے میں ان کو چھوڑنا اندیشہ اس کے بعد ہم سب کے گھر میں کر جانے
میری بھیمات کے کھانے کے بعد ہم سب کے گھر میں کر جانے
کے لیے پہڑے جوئے دیر ہر کدھر کے گھر میں کھانا کھا کر
جانے پائفلٹ کا دھڑکا مہم تھا۔
اسکول جاتے ہوئے راستے میں ایک بڑا چاقو چاقو مٹل
بھی تھا۔ بھی کسی کی دیکھ کر اس کی دیکھ کر
آج بھی یہی ہوا اس موڑ پر ایک بڑا سا مالدار درخت تھا
اس کے چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب
تھے ان پر مٹل رنگ کی پائفلٹ کی ڈھیل اور مٹل رنگ کے برش
ساتھ اس ایک جاسے میں پائی رکھا تھا اور مالک چھبب چھبب چھبب
کے برش میں ہی اس کی بولی چھبب دھکی گئی اس کا بھی ایک
اسٹریٹ گاہا اور چاقو اور وہ چھبب کے بولوں کے انڈھال میں مستعد
چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب چھبب
تھیں یہ بولوں میں ہی اس کا بھار بار۔ رات کو گئی اس کا بھلے بھلے
ٹھٹھک کر تاپ۔ وہ گئی تو میرے بچوں جیسا ہے۔ بھی تو چھبب
کوئے اور بڑے بڑے کھان ہیں۔ میں نے کھش کی سے سڈر
نہ کیا۔ لٹھے دان میں سے پھر گاڑی رکھ کر نکلا۔ وہ بچہ جی
آٹھوں کی بھش اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو پائفلٹ
کرانے کی دعوت دے رہا تھا۔ میں لوگوں کو دور کھڑا تھا کہ جتنا
اتارنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کر رہے تھے۔ وہ بچہ جی اپنی پوری
طاقت لگا کر ان کا چہرہ چکا چاک بھر تامل سٹائش لگا رہی تھی
دیکھا اور وہ اس کی سٹی پر رو پڑا وہ پتھر کھسکے بڑھ جاتے
اور وہ چھبب کی کھانٹا اور اجڑت میں لٹھے والے پیسے اس کے
پچھے رکھو تھے۔ کسی کو گھبراہٹ کا بھانا کرتے ہوئے اس کے گھل
جاتے۔ مٹل مٹل گیا۔ بچوں کو اسکول سے دیر نہ ہوجاے میں
نے گاڑی کی دھڑکا بڑھائی۔ بچوں کو اسکول پہنچ کر دھڑکا اس کے

فریدہ فرید

یہاں خاموش نظروں کا نظارا کون بنتا ہے
 بہت گہرے سمندر کا کنارہ کون بنتا ہے
 جلوہ ہم دیکھتے ہیں خود کو اب برباد کر کے بھی
 کہ ان بربادوں میں بھی ہمارا کون بنتا ہے



آبرو کے گھر کے سامنے وہ مانند بہت ایسا دھماکہ اٹھیں۔ کچھ عرصے میں وہ تاشا سیز پر لگائے ہوئے اورا میں کے ساتھ خوش گھنٹوں میں مصروف ایک نئی اطلاع سے مستفید ہوئی تھیں۔

”ہم سب کا اکلوتا بیٹا اور سب سے بڑا ہے آج کی شام ہم سب چلیں گے ملاقات کے لیے۔“ اسی ہی سچے زلزلہ بھائی اور عزیز دوست ملاقات کے گھر جانے کی بات کر رہے ہیں جب نہایت غصہ یہ تھا کہ وہ بڑا بڑا کوئی ساتھ لے جانے کا ارادہ کرے، جو کہ خبری نہیں ملے۔

میرا کہ روئیں دینے والی نہیں اس کا حق من ماکہ کر دینے
یالی کی دودھ خری شب بھی سحر جانے کہیں طلوع ہونے والی
مھی؟ اسے جانا تھا مھی نہ لوث آنے کے لیے۔

[illegible][illegible]

ابو جی اپنی پیادلی بچپن کو زمانے کی متقی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنے سارے میں چھپائے رکھتے

نکال دیا اور برو کے اشارے سے ان کا صیوان پلٹ کر طرف لایا۔

"ایک ہی بار بندہ بدوں کی طرح کھانے سے بہتر نہیں ہے کہ پکے والے دالے اچھے اپنے ہاتھوں آبرو....." امیر حسان ابرو کے محبوب کی تحراب کو گناہوں میں نہانے والی سے بولے ہر دوسرے لمحے ان کا اظہار تڑپا ہوا بروکے آدب اور کردار پر تھا وہ ہراساں ہو رہی تھی خوشی حیا کے پردے میں چھپنے کی گئی۔

"بیلبر آج میرا نام بار بار مت لیجیے میرے ایک نہیں ہے۔" آبرو کے لیکھا تے لیجے میں غدا تڑپ رہے تھے اسے نہونی کے گھر ڈرہ رہے تھے صنف ہانگ کی چمچی سس لیجے تھی۔

"صنف تھوہ اول ان کہ تھیں باگوار خاطرے تو آئندہ تھوہا نام بھی لوں گا جب سارے حقوق اپنے ہاتھ کر لوں گا۔" امیر حسان نے اس کے تڑو کھوس کر کیا تھا اس کے اضطراب کو ذہل کرنے پر کمر بستہ تھی قاتی خج کا انتظار سوہ کر امیر حسان چلا گیا..... اب ہر دات ہراس کے واضح اثر اور کمر آتی سو نہ پائی قوت چکا آرزو نے بھی منایا تھا اس نے اپنی حاجت کو اذیت بنا کر چکھن تیار کی تھے چند لفظ بدلتی کے تو ایک طرف وہ ایک لگاؤ کی بھی تین بار دہر کر پائی گی کیا کہہ دیتے تھے کل کر کیجیے تم کو ہوگی گی۔

امیر حسان کا مشتق ہواؤں کے سنگ پر ہزار کمر ہا تھا وہ بیشتر وقت مشن علی کے گھر گزارتے تھے تو ہوا با کی رسالت سے بچاوات بچکاتے تھے مشن علی کے کھاتوں کرنا ڈال لی سکول بنانے کا منصوبہ ایسا تھا جس نے ان کی راہیں آسان کر دی تھیں۔ مشن علی کا تجربہ اور امیر حسان کی صلاحیتیں اور سربدار کا رویہ ایک بڑے منصوبے کے متعلق بات چیت کی جاتی تھی اگرچہ اس کا زیادہ تر وقت کاروباری معاملات طے کرنے میں گزارتا تھا مگر آبرو کا گاہے بگاہے دیکھ کر اس کا مقصد رانگیاں نہیں جانے دیتا تھا امیر حسان کو گئے پار میں مشغول ڈروینہ اور وقت بسر

آگیا تھا مگر ان کی زندگی کی یہ پہلی زمانے کی نکالوں سے اوصل نہیں رہ پائی تھی خاندان میں ویسے ہی ان کی شادی مگر ان کو موضوع تھا مگر ان کے انتقال دینے سے مسمات کو خوب ہواؤں کی۔

"آج تم گھر ہو..... تم نہیں؟" ڈراگ دم میں جیل راج کرتے امیر حسان کا مشن علی نے مخاطب کیا۔

"کہاں؟" امیر حسان نے مختصر اور مصروف جواب دیا۔

"وہیں جہاں آج کل تم زیادہ تر پائے جاتے ہو۔"

مشن علی نے لیکھا تے ہوئے بے تکے ہن سے کہا امیر حسان چٹکا۔

"ایسا جاتا ہوں کا لفظ تو تم نے ایسے استعمال کیا ہے جیسے پاسکین جنگوں میں بندر کثیر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔" مشن نے بھی آتے ہوئے بے تکے ہانگی امیر حسان کا چہرہ بار پائے والے تاثرات دے رہا تھا جس کی پروا کی نہ تھی۔

"ڈوسکری جیل اتار رہے تھے آج کل امریکی بندر چھا صحن علی کی منڈیر پر دیکھا جاتا ہے۔" مشن نے کھانگی کی امیر حسان ان کا اشارہ سمجھ رہا تھا۔

"فصلوں ہانگ رہے ہیں وہم لوگ میں پچاسی من کے مگر برے بنے ہیں رویتک کو کسی کرنے جاتا ہوں۔" امیر حسان نے ان کی گفتگو کی کج فہمی جانی تھی۔

"ہاں تو ہم کم کمر ہے ہیں کہ تم ملوہ پوری کھانے جاتے ہو۔" مشن نے آگے بڑھا کر شرارت سے کہا وہ آج اسے لکھ گھر بچے تھے۔

"وے ملوہ پوری کھانے کے لیے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔" امیر حسان نے جواب دیا اور ان کے فیصلے کے منتظر ہوئے۔

"مشن علی کی بات کو منتقل انہما تک نہ بچایا۔

"مجھے ملوہ پوری میں نہیں ملوہ پوری والے ہاتھوں میں زیادہ انٹرس ہے جنہیں میں اپنے نام کا جانتا ہوں۔ مشن کے کانگری میں یہ کانگری جلد ہی اٹھا رہیے والا ہوں۔" امیر حسان نے بھی ہلا خردوٹک بات کرنے

کا فیصلہ کر لیا تھا اسے راضی میں کسی غلط اور کھٹائی کی ایک فیصلہ بھی توقع نہ تھی اس کی پہلی اس کے ہر فیصلے کو قبول کرنے والی کی تو مشن علی کی نظر میں وہ اپنا مقام بچاوات تھا آبرو کے شکیں عارض حکایت دل پر واضح کر کے تھے تو اپنے دل کا وہ آپا لک تھا۔ بھی کچھ تو موافق تھا مگر ایک چیز اور بھی جس کی جانب امیر حسان کی نگاہ متنی اور وہ یہ نظر۔

تقدیر نے اسے کھیل کی ابتداء کی جب امیر حسان نے اپنے مشیت جو جس سے ایک بے لحد و جوکا اتار غیر نام جانا کہ مشیت ہونے کے برسر کھانا زردیق اور ڈوسکری ہوا جس کے دل پر راج کرتی تھی مگر وہ کوئے پکا ایک مسلم وجود تھا امیر حسان نے اس کے وجود کی ذرا سی حیثیت بھی ہوئی تو وہ اتنی بڑی تعلی کا موجب نہ تھا اور انتہائی آسانی سے حاصل ہونے والی منزل خواب دخیل نہ ہوئی۔

"امیر حسان وہ وعدہ کدفا کو جس کے سارے پر ہمیں اتنے سالوں سے بھلا رہے ہو۔" امیر حسان نے بات کے کھانے پر امیر حسان کی فوجی بات کی طرف دلائی کہ اس نے امریکہ جانے کے لیے وعدہ کیا تھا کہ وہ لوئے گا تو خاندان میں میں شادی کرے گا ایک طرح سے یہ والدین کو یقین دہانی بھی مگر وہ تھا ہی لوئے گا اور اب اسے واپس آئے وہ ہلا کر رہ گئے تھے اور والدین اپنے اکوئے بہت کاسہرہ لکھنے کے لیے سبب تھے۔

"ایسا جان یہ تو آپ پر منحصر ہے وعدہ داکے لیے جو بھی دان مقرر کریں۔" امیر حسان نے تمہیداً لکھوٹکا گئے بڑا حال اور چالوں کھاتے ہوئے بے پروائی سے کہا گویا اسے یقین تھا کہ اسے اپنی حاجت پانے کے لیے پاؤ نہیں ملتے پڑیں گے۔

"جی جی دن تم مقرر کر لیں گے آپ آج دن تو منتخب کریں۔" اس نے اسی بیڑائے میں بات کی جو جس میں رہا ہوگی۔

"لانا آئی تنک اس وقت تو سارا مچن ہی جاتا ہے کہ

کہا ہم جانے چاہتے ہیں کیا آپ ہماری سوچ سے متاقت ہیں۔" امیر حسان نے اس کے مصلحت کے تحت کمال کرات کرنے کے بجائے اسٹاروں سے کام لے رہے تھے ان کے والدین کے چہرے کی سلاہٹ انہیں یاد رکھی گئی کہ اپنا راجع نظر راج کر کے ہیں۔

"تو آپ سب میرے اسلام آد جاتے ہیں تو سب صحن علی کے گھر چلے جاتے ہیں۔" امیر حسان کو اس کی سلاہٹ کے لیے کوئی شک نہ تھی اس کے معاملات کے تحت اسلام آد جاتے اور وہاں آپس بکھوتے گئے کا امکان تھا اس لیے وہ اپنے جانے سے قبل یہ مکر کر کر لیا چاہتے تھے۔

"انہیں۔" امیر حسان کے انکار نے امیر حسان کے ساتھ مانا کو بھی ساکت کر دیا تھا وہ استعمال کرنا چاہتے تھے کہ امیر حسان نے وہوں کی مراسی کی دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیونکہ میں آج ہی صحن کے گھر جانے والا ہوں۔"

امیر حسان نے مطمئن ہو کر سواپل اٹھایا۔

آجکل فروری ۲۰۱۸ء 209

کہا ہم جانے چاہتے ہیں کیا آپ ہماری سوچ سے متاقت ہیں۔" امیر حسان نے اس کے مصلحت کے تحت کمال کرات کرنے کے بجائے اسٹاروں سے کام لے رہے تھے ان کے والدین کے چہرے کی سلاہٹ انہیں یاد رکھی گئی کہ اپنا راجع نظر راج کر کے ہیں۔

"تو آپ سب میرے اسلام آد جاتے ہیں تو سب صحن علی کے گھر چلے جاتے ہیں۔" امیر حسان کو اس کی سلاہٹ کے لیے کوئی شک نہ تھی اس کے معاملات کے تحت اسلام آد جاتے اور وہاں آپس بکھوتے گئے کا امکان تھا اس لیے وہ اپنے جانے سے قبل یہ مکر کر کر لیا چاہتے تھے۔

"انہیں۔" امیر حسان کے انکار نے امیر حسان کے ساتھ مانا کو بھی ساکت کر دیا تھا وہ استعمال کرنا چاہتے تھے کہ امیر حسان نے وہوں کی مراسی کی دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیونکہ میں آج ہی صحن کے گھر جانے والا ہوں۔"

امیر حسان نے مطمئن ہو کر سواپل اٹھایا۔

آجکل فروری ۲۰۱۸ء 209

آجکل فروری ۲۰۱۸ء 208

کی سرائیں کا نام بڑی تہی خوب موج مستی ہوئی کی نہیں
چھوڑی نہیں رکھتا اور تھوڑیوں کے برعکس جواب
دیتے ہے حد شادیاں و فرماں دکھائی دیتے تھے مگر ان کا
موہاں سرچ کرتے شعر کے ہاتھ کے کئی گھرے ہوئے
تھے وہ سب کی موجودگی میں کچھ ہوا نہیں تھا مگر مری
دکھا ہوں سے احمد حسن کو تنگ نہ رہا۔

”کیا تم نے تم کو کچھ کہا تھا وہ ہے؟“ شعر کی
پُرسوج نکلاں احمد حسن سے پوشیدہ اندر ہوا پانی نہیں
سب کے یکے بعد دیگرہ جانے پر احمد حسن نے اشعر کو
مخاطب کیا۔
”تمہارے موہاں کے سمجھ نظریے گزرنے تھیں
لیکن میں کچھ غلطی کی ہوئی ہے۔“ شعر نے موہاں کو ذرا
میں آکر کے کام سے بندوں کو کچھ کچھ سب سے کہا۔
”اچھا تو مجھے نتیجہ لکھنا دکھاؤ میں انمازی ہوں
اس معاملے میں۔“ احمد حسن نے اس کی بات چٹکوں
میں اڑائی۔
”نتیجہ لکھنے میں تم انمازی ہو سکتے ہو مگر نام پیش
کرنے میں آتی ہے احتیاطی کچھ نہیں آتی؟“ شعر
شدید ابھمن میں دکھائی دے رہا تھا اور بار بار اسے
موہاں پر لکھنے کا دم کو ٹپکا۔

”ہے پرے پرے ہاں ہے وہ یار۔“ احمد حسن اس کی
بات کا مفہوم یا کر چھڑ گیا۔
”احمد حسن تم نے ’آرزو‘ کے بجائے غلطی سے ’آرزو‘
نام لکھ لیا ہے۔“ شعر نے وضاحت دینے پر احمد حسن
چڑھا۔ ”آرزو کا کیا ہے؟“ شعر نے جبکہ وہ اس کے دل و دماغ
کے کسی خانے میں بھی ہی نہیں۔
”شعر مجھے ’آرزو‘ کے نام کے سبب حقوق حاصل
ہیں۔“ احمد حسن نے جھٹکا کر کہا۔ ”وہ اس کی گفتگو نے
خوش کر دکھائی ہے جانتا تھا۔“
”میں نہیں ’آرزو‘ سے کیا واسطہ؟ تمہارا تعلق تو آرزو
سے جڑا ہے۔“ شعر کی بات سن کر کوئی مٹھانا نہ لگا
احمد حسن کے قدموں سے زمین کھسک گئی وہ وہی کی

نٹ کی بلندی سے گرے والی کیفیت سے گزر رہا تھا۔

”ہاں جان آپ لوگ اپنی بڑی غفلت کیے کر سکتے
ہیں؟“ احمد حسن کے سر پر کسی کی کوئی حد نہیں گئی وہ
کی بلندیوں پر تھے، ان کا کچھ غلط ہو جائے گا ان کے دم و
گمان میں بھی گتیاں تھیں۔

”تم نے کیا لکھا کیا بنا۔؟“ تم نے کہا جس میں ملی کی بیٹی
اس کی ہڈیاں نہیں تھیں کسی کی کام نہیں لیا تھی تیار کی دکانی
ہاں نے تم سے بات کی تم نے کہا جو انہیں پسند ہے وہی
جس میں بھی ہے اور دکانی میں ہمیشہ سے آرزو کی آرزو مند
دی میں اشعر کو پیش ہے تم نے کہا کہ تم ملوہ پوری کمانے
والے ہاتھ نہا جاتے ہو مگر کی ہر خاموشی دعام طفل میں
ہمیشہ آرزو نے یہ طوطی پوری سے سب کی آواز کی۔ ہم
سب کی دلہن تریخ آرزو دینی میں مگر اس کے باوجود
ایک بار ’آرزو‘ کا نام لے لیتے تو میں اس میں بھی کوئی
اعتراض نہ تھا۔“ احمد صاحب احمد حسن کے مسلسل چلانے اور
ہر بات کا پسند یا پڑانے سے سخت چڑھے تھے وہ یہ بات
تفصیل لکھی رہا تھا جیسے ایک ہی بات دہرا دہرا کر سب تو
جیسے حفظ ہو چکی۔

”میں نے نام لینا ضروری خیال نہیں کیا کیونکہ۔۔۔“
”اور تم غیر ضروری خیال نہیں کہ میں یہ نہ لکھا ہے
اور شکوہ کرتے ہو تم۔“ احمد صاحب نے احمد حسن کی بات
کا دل لکھ کر ہی اس کی اور ہے حد تک کی اور لکھا گیا کہ وہ
ہو چکے تھے اس بحث و تہجد کو تک احمد حسن نہان کو سمجھا
ہاں سے تھوڑی خبر خود کچھ لکھنے کو تیار تھے حتیٰ کہ وہ اس بات
کی اہمیت سے بھی انکار کی تھے کہ کوئی ان کو چوں کا مکمل
نہیں ہے۔

”احمد حسن یہ ایک ہے کہ وہ نہیں ہوا جو تم چاہتے تھے
مگر بیٹا جو ہو چکا ہے وہ ہر انہیں ہے ہم سب کی رضا و خوشی
اس میں شامل ہے۔“ یہاں تک ہی کے لیے حیات شریعت
بات وہ احمد صاحب سے لے کر لڑا۔“ چاہا جان کی رعایت سے
احمد حسن کے قدموں سے زمین کھسک گئی وہ وہی کی

دوریاں یہ بات گردش کر دی تھی سوائے حسن علی کو بھی
چاہتے تھے کہ بات حسن علی تک پہنچے ہے کئی گھر میں ہی
دن ہو جائے اور احمد حسن انقدر پر لکھنے کو دل کر لے۔
”لیکن میری خوش و مرضی آپ لوگوں کے لیے کوئی
معنی نہیں رکھتی اگر سب کچھ سب نے خود ہی ارادہ
کرنا تھا تو مجھ سے میری ماں معلوم ہی کیوں کی؟“ احمد
حسن کو مشتق کرنا تو دور کی بات وہ تو دقتا ہے مشتق بھی نہیں
کر رہا ہے تھے۔

”تم چھوڑ دو بات دہرا رہے ہو جس کا جواب میں کی سو
مترید ہے چکا ہوں اسے اب سب ضد چھوڑ دو اور جو ہوا ہے اسے
تسلیم کرو۔“ احمد صاحب کے لکھنے کی ہوشی چھڑی گئی ایسے
ہی جیسے احمد حسن کی ہٹ دھرمی کا گریہ بڑھ رہا تھا جھٹ
برائے جھٹ کی کوئی حل طلب نہ ہو لکھی تھوڑے عرصہ تھا۔
”کے تسلیم کر لوں پلا جان۔“ میرا دل و دماغ کوئی
موم کا تو نہیں ہے کہ کسی کی سانس پے میں دھل دوں میں
نے خود کو ہر طرح سے رکھا۔“ اسے آپ کی بھان بنیں کی
بھر آپ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا غلطی ہوئی غفلت
ہوئی جو کچھ بھی تھا۔“ تم کوئی گانے نہیں پڑی جس رستے
پر چل رہا تھا اس چلنے جانا بھان میں اپنی غلطی کو مدعا
رکھی تو کہتے ہیں۔“ احمد صاحب اسے موہک کی وضاحت
کرتے انتہائی جذباتی ہو گیا تھا وہ من کے خواب دیکھ رہا تھا
مگر اس حقیقت سے سخت غارتہ میں جتنا دل لکھا تھا
”میرا بچا آپ پر کچھ غلطی نہیں ایک رشتہ ہے احمد حسن اور
مضبوط بدمنوں کو خانہ خانوں کے درمیان ایک عہد ہے
مدعا کرنے کی کچھ نہیں ہے۔“ ماں اس کے مضطرب وجود
کے پاس ملنے میں لوں کا چہرہ انہوں میں سے کر پیا
ہے کہا۔

”بدمن تو تب ہے کاجب میری خوشی شامل ہو میں
خوش نہیں ہوں ماں۔۔۔“ مجھے میری کاجب پات چاہے کر یہ رشتہ
غلط نہ تو ہے مول میری کاجب پات چاہے کر یہ رشتہ
سمجھوئے کی نذر کروں میں بڑوں اس معاملے کو کل کرنے کے
بارے میں سوچیں۔“ احمد حسن نے ماں کے دلوں کا تھکا تھکا

”بدمن تو تب ہے کاجب میری خوشی شامل ہو میں
خوش نہیں ہوں ماں۔۔۔“ مجھے میری کاجب پات چاہے کر یہ رشتہ
غلط نہ تو ہے مول میری کاجب پات چاہے کر یہ رشتہ
سمجھوئے کی نذر کروں میں بڑوں اس معاملے کو کل کرنے کے
بارے میں سوچیں۔“ احمد حسن نے ماں کے دلوں کا تھکا تھکا

کر اٹھا اس کا اضطراب ہے کسی کی حد تک اس پر مسلط تھا
اسے ولاین کا واقعہ کچھ چل رہا معاشرے میں ان کے
لیے بیش باعش فرزند ہو کر اس نے حیات میں جو چاہا وہ
پایا تھا مگر بساط دل ہر بات کے خوف میں جتنا نظر آتا
باب کا دل کس کا تھا مگر کوئی رو دکھائی نہ دیتی تھی۔
”کیسے حل کریں یہ کوئی مشکل تو بھی نہیں کرنا تو بھی
دہریا ہے نکاح ہے ایک مقدس فرض۔“ چھوڑو ہے اسے
نزدات دقت سستا گانہ جس کی طرف وہ دوڑ رہے تھے

نہیں رہا تھا ان سب کے پاس واحد دلیل نکاح تھا تو احمد
حسن کی دلیل اس کی جاہت تھی۔
”فرغ فرغ نکاح جانتے ہیں چھوڑو نکاح جس قسم کیا
جاسکتا ہے۔“ احمد حسن کی بات دھما کی طرح سے سب
کی خاموشی کو آواز دی تھی جس نکاح کو وہ ایک مضبوط گھ جڑ
سمجھ رہے تھے احمد صاحب نے معمولی کر کے زیادہ
اہمیت دینی کی ایک دلیل دہائی خاموشی چھائی گئی۔

آرزو سے بات ہونے کی مودم امید کے ساتھ اس
نے رات مجھے حسن علی کے سہل پر کال کی تھی اس کے دماغ
میں آرزو کے چند جملے تازیا نے کی طرح برس رہے تھے۔
جگ کہا تھا اس نے احمد حسن کو چاہتے ہیں، انہیں بند
کرنے کی عادت نے رسوا کر دیا تھا کہ میں سب نے اس
کی بات پر انتہائی سخت و دل دیا تھا کچھ تقریباً اس سے قطع
تعلق کر لیا تھا کہ وہ اپنی شفاک سوچ میں تبدیلی لاسکدہ
خود کو بہت بھروسہ کر رہا تھا کہ آرزو کے سامنے اپنی کاپی کا
اتفاق کر کے کلا سے چند بول چال جانتا تھا۔
”بیٹو بیٹا سب خبر تو ہے۔“ حسن علی نے گھر میں سے
پوچھا دہریا میں اس کی علاقہ کی وجہ سے ایک جھڑکا تو بہر حال
رہتا ہی تھا اور بھارت کا آنے والے دن تو ویسے بھی دل
ہر کا دے ہیں۔

”ہاں چاہا جان سب ٹھیک ہے وہ میں آپ کو خبر دینا
چاہتا تھا کہ میں اسے سب کو سب کے لیے لکھا تھا
ہیں۔“ احمد صاحب نے غلت میں بات بھائی انب کال

کر کے گاؤں کے قصبہ قریب ان کے رہا تھا۔

”اچھا ہمارے ہاں ہر روز شہر آجوتہ کے گے بارے میں بات کرتے ہیں۔“ محسن علی نے برس میں احمد حسن کی انتہائی دلچسپی پر بے حد متاثر ہو کر کہا۔

”اچھا وہ..... چچی جان کی طبیعت ٹھیک ہے؟“ احمد حسن کے لیے بات بڑھانا انتہائی ڈراما ہو گیا تھا ایک دم سے کال بند ہو گئی تو محسن کی جاسکتی تھی۔

”نہیں! آج کل کچھ بیمار ہے محسن! کڑی دوسری میں ہوں۔ آج بارہاں کلون دینا احمد حسن ہے۔“ احمد حسن کی تو امید بڑی تھی کہ وہ اس کی خرابی صحت تو اس کے لیے خوش قسمتی ثابت ہوئی لیکن آج وہ نے موہاں ہاتھ میں تھا، جس میں سے احمد حسن کی پکار صاف سنائی دے رہی تھی۔

”اب رو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔“ احمد حسن اسے متوجہ کرنے کے لیے اس کی جھلکی بکھڑکھڑا کر تھا کہ اس کی طرف خاموشی مچی چند لمحوں بعد اس کی آواز سنائی دی۔

”آرڈو“ ”تمہارے“ ان کا فون ہے۔“ آرو نے ”تمہارے“ پر خامش زبرد سے کر جانے لگا کیا چلتا کرو فون آرو کو تھوڑا دیر بعد آجوتہ کی سانس سے دیکھ کر ہی انہیں اس کی گود میں سر کر کے سوئی گئیں ایسے میں احمد حسن سے بات کرنا اس کی تو دوسری جگہ جان چلی تھی اس نے ہمت جمع کر کے چلو کیا کر سکتا فون نے اس کی سانسوں کی دھم بھی بدل دی تھی۔ احمد حسن نے خود ہی کالی بند کر دی تھی آرو نے سادگی سے ہمیشہ کی طرح اسے کسی اتفاق سمجھ کر موبائل کے ایک طرف رکھ دیا تھا۔

دوسری طرف احمد حسن اچھی طرح جان چکے تھے کہ آرو ان کی طرح اس پر غصے کو غلطی سمجھ کر انکو کرنے والی نہیں اس تک رسائی کی بل نہیں رہی تو اس کے دل تک پہنچنا خواب و خیال کی بات لگنے لگی تھی صدوں کے فاصلے کیسے تمہوں کے گھر وہاں سے ڈوب گئے تھے۔

”واہی ملاں آپ تو میرے لیے پھول لانے مچی تھیں یہ احمد حسن کے گھر میں موبائل کا خاموشی موبائل چھائی ہوئی تھی ہر لمحوں غصہ تھا اور حالات کی نئی کرکٹ کا منتظر مچی

کہ کوئی فرد مچی خود کو علیحدہ نہیں کر سکتا تھا محسن علی احمد طاہر کے ساتھ یہ ایک سونے پر شکرانہ بڑا جہان تھے تو عین ان کے سامنے سخت برادری ہاں کے ساتھ احمد حسن بیٹھے تھے ہر ایک کی نگاہوں پر مگر کوئی۔ محسن علی ہادی والی کی عیادت کے لیے آئے تھے جب ان کے کانوں نے احمد حسن کے منہ سے آرو کا نام سنا تھا بانی بات داد کی ماں انہیں ساتھ لے گئیں اور اس دوران احمد حسن نے غیر معمولی خاموشی دکھائی تھی۔ محسن علی نے اب تک کسی واقعہ روئل کا اظہار نہ کیا تھا سوائے اس کے کہ وہ جب سے آئے تھے انتہائی خاموش اور غم و غصے کا اظہار نہ دے سکتے تھے۔

”محسن علی تم غصے کے اندھوں سے غلطی ہو چکی ہے۔“ احمد طاہر نے ہلکا خراب کا پارکے کا فیصلہ کیا اور بات کا آغاز غصے کے اظہار سے کیا۔

”اسے پار بار غلطی قرار دینے کے بجائے قسمت کا فیصلہ کرنا قبول کیا مچی جا سکتا ہے۔“ محسن علی نے وہی بات کی جواب تک ہر ذرا احمد حسن کے کھمبہ چکا تھا۔

”یہ بات کہیں سے تم پر کیا کرنا مشکل ہے۔“ احمد حسن نے جیسے چوتوں سے کرا کر کہا وہ جیسے ہی ہر پارکے کر ہاتھ۔

”یہ صرف بات نہیں احمد حسن ایک رشتہ ہے جو تم نے میری بات آرو سے جوڑا ہے۔“ محسن علی اس کی اکثر پر یکدم ہمت سے کھڑے ہلکا ہلکا ڈانٹ چلنا۔

”محسن علی تمہاری بات دل سے تسلیم ہے لیکن احمد حسن کو عموماً بڑھ چکی کہ تم سائی سے ہوا کر نہیں دے کچھ اور اور جہان دہم جس جس کی گوتھن کی کوشش کی جاسکتی ہے۔“ بات کو غلط رو کر جاتا تھا کہ احمد طاہر نے فوراً دل افغانی کر کے رسائی سے مطلب واضح کیا اگرچہ وہ اب تک احمد حسن کی ہر طرح مخالفت کرتے رہے تھے مگر اس وقت وہ اپنی اگلی بات کو خوشی کی خاطر اس کا ساتھ دے رہے تھے وہ ہر گز بڑھو نے سے نہ دیکھا جاتے تھے۔

”تمہارا بیٹا جانتا نہیں تو میری آرزو مچی ہر کسی کی ہوئی نہیں ہے اس سارے کھیلے میں میری مصروفیت کی کم قصور تلاؤا ہے۔“ بیٹے کی بات سمجھنے ہو لیکن میری جی کے جذبات کا کچھ خیال نہیں۔“ محسن علی حد سے زیادہ جذباتی ہو چکے تھے ان کی گھٹوں میں کی صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

”محسن تم سنگ دل نہیں ہیں پرورد اگر ہم محسوس نہ کر رہے ہو تو قیامت کہاں سے کہاں آگئی ہوئی؟“ چچا جان نے حیرت پریدگی سے کہا اس نے صاف ظاہر تھا کہ محسن غامض نہیں کر رہے تھے ہر ایک کا دل پر تھا مگر احمد حسن کے ہرے کے کٹاؤں کی بارون ہوئی تھی۔

”چچا جان آپ کی غلط رو سے سوچ رہے ہیں یہ زیادتی نہیں ہے صرف غلط سوچ کرنے کی کاوش ہے جیسے بڑو کہ اپنا بچہ آرو زرد و سرخ طرہاں تک مچی دے ہی آپ کے ذمہ سارے رہے کی لیکن مجھے میری چاہت سب دینی ہے۔“ احمد حسن نے انتہائی سادگی سے وہ عمل چمکے کیا ہے کہانہ تو دور سوچنے سے کسی بھی سزا پر تھے۔

”احمد حسن آرو تمہاری بیوی ہے مجھ سے زیادہ تمہارا اس بڑی جیسا ہے میں اس کے بارے میں بات کرنے سے نہیں نہیں روکتا لیکن میری آرو کا نام اپنی زبان پر لائے گا نہیں کوئی نہیں۔“ محسن علی تسمیرہ کی جگہ جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے ان کا غصہ ماحول کا رنگ بدل گیا تھا سب ہی احمد حسن کے پاس چلنے لگے تھے۔

”حق یہ تھا کہ اب ہاں آپ سے ہی سزا کر کے میں جہاں ہی حق مجھ سے چھین گیا وہ مجھے ہر حق لٹا دیجیے۔“ احمد حسن آرو پار دانی چوٹوں پر بیکار کیجئے تو دوزخ کے مارشوں سے ٹکرائے کہ انہوں نے دھوکا انداز اپنا مطمئن نظر کر دیا تھا۔

”حق ہے یا کوئی کھوتا ہوا نامو اور تمہارے چاہنے والے دے دیں میری چھائی میں کی موتیں ہیں کیا ایک کے بجائے دوسری دے دوں۔“ تمہم کے انسان ہو نہیں دھار احساس نہیں کرتے میرے اور میری مصروفیت کی کہ سینے میں تجھ کو نہیں دے ہو۔“ محسن علی کا فیصلہ عمل طور پر جواب

دے گیا تھا سب انہیں مشکل سے سمجھ رہے تھے مگر نہ وہ احمد جان کا گریبان پڑنے کے لیے تھے۔
 ”چچا! آپ مجھ پر زبردستی اپنی سرمنی نافذ نہیں کر سکتے
 ورنہ آپ کی بجائے میرے ساتھ خوش نہیں رہ پائے گی تو کیا
 آپ کو چاہا کہ ایک سب کے بدل کو میں نہیں بیٹھیں اس
 کے برعکس میں آپ کو کھانا کھانا ہوں؟ برو میرے بدل پر جان
 کر سکیں اور.....“

”سب کا احمد جان..... کیا آپ شاپ بولے جارہا
 ہے۔“ ہادی نے احمد جان کے گھر پر جس کے بازو
 کو کھسکے پڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ہر پہلے کی دل کی
 اور کہہ رہا تھا اسے معاملے کی نزاکت کا کچھ اندازہ نہ تھا وہ
 ایک باہل آیت اور جذبات کو کھینچنے کے بجائے ہر کسی
 سے دانہ پس دے رہا تھا کوئی اسے روک رہا تھا لیکن اسے
 قلعہ دار بنائی۔

”تو نے تو اتنی کتابیں پڑھی ہیں میرا بچہ کیا ٹانے
 نہیں پڑھا کر کسی کا دل تو ذرا کتنا بڑا گمان ہے؟ ایک بار تو
 مجھے وہ بات پڑھ کر کہیں غالی بھی کر..... بندہ اپنے
 اللہ سے پھول طلب کر رہا ہوتا ہے جبکہ اس کے سرب نے
 اس کے نصیب میں شکر نہ لکھا ہوتا ہے۔ میرا بچہ ایک بار
 تقدیر کے کھٹے کو اپنا کھد تو دیکھ کیا پتا تیرے لیے خوشیاں
 کے تو کرے پڑے ہوں اور تو ایک خوشی کے لیے سب کو
 ٹھکرارہا ہے۔“ ہادی نے کسی کیسے بھی رہے۔ ”دادی
 ماں تھابت سے اسے سمجھا رہی تھیں جس خوشی کی خاطر
 کا ب تقدیر سے چار دن زندگی کے مانگتے تھے اس
 کی بجائے صورت دیکھ کر وہ نہایت شگستہ و نہ حال نظر
 آ رہی تھیں۔“

”دادی! ماں کی کتابی ہاں تیں ہیں میرے صرف اسے اچھی لگتی
 ہیں جس کا واسطہ نہ ہو جس کے بدل پرگی ہوا اسے لفظ دار اسہ
 نہیں دیتے یہ سبق دل کی کتاب کا ہے اسے کاغذی شربت
 نہ ملا سکی۔“ احمد جان کی کیفیت میں سب کو اسماں
 کر رہی تھی وہ بات کو نہیں روک دینا چاہتے تھے مگر کیسے؟
 احمد جان کچھ سننے کا وہادی کب قصوری کی طرف متوجہ ہوئی

کی دیگر گول حالت الگ تھوٹیک کا باعث تھی۔
 ”بیبل کی بات ہے جس نے کتاب کی یہ میرے بچوں کے
 چند لڑکیوں کے پاس کا سوادیں نہیں کر سکتا۔“ حسن علی
 نے جگہ سے ہٹ دیکھی تو دوسرے معنوں میں احمد جان کی
 ہر تجویز رد کر دینی لگی۔ صورت حال واضح ہو گئی تھی احمد
 جان آرزو کو اپنا پاتے یا نہیں کردہ آرزو کو پانے کے راستوں
 پر گزارے ہوئے تھے جسے سوچ نے اس کے اندر بھجان پیدا
 کر دیا تھا۔

”میری چاہت آپ کے نزدیک سوا ہے تو ٹھیک ہے
 اس زبان میں بات کر لیتے ہیں اگر میری کن پسند چیز مجھے
 دینے میں آپ کو ملے تو آپ زبردستی میرے داس
 میں وہ نہیں ڈال سکتے جو مجھے نہیں چاہیے۔“ احمد جان بے
 سے باہر ہو چکے تھے آرزو اور اس کے عاشق کے کھل سے
 عروسی نے اس کے گندہ کیا کیطوان انھارے منھ سے
 کھینچ کر ملائیت تو کھوئی چکے تھے صبر و لگاؤ کا وہ دن گزر
 گئے تھے۔

”جس رشتے کا حوالہ دے کر آپ لوگ میری محبت کو
 تو لے رہے ہیں وہ رشتہ میرے نزدیک ایک طرح کے ہتھے
 میں آگے سے اتنا ہر جھگڑا گا۔“ احمد جان کی جسے
 حسن علی پر تازہ پانے کی طرح لگی تھی احمد جان نے آگے بڑھ
 کر احمد جان کو بری طرح سے سمجھوڑا اور ہوش کے ناخن
 لینے کی تنبیہ کی تو ہادی ماں کا پتا تھا دل پر جا دکھا تھا۔

”ایسا نہ بول احمد جان..... وہ الفاظ ہیں جو باری
 تعالیٰ نے بے حد پائندہ فرمائے ہیں۔“ چچا جان نے دہل کر
 کہا ہر ایک کی سمجھ نہ ہو کہہ رہا تھا مگر حسن کی سن خالی
 گاہوں سے اس نے ہر کلمہ کہہ رہے تھے جس کے ساتھ
 انتہائی محبت وہاں کے ساتھ انہوں نے اپنی اہول گزیرا کا
 بندن جوڑا تھا۔

”رب تعالیٰ نے منافقت کو بھی پائندہ کیا ہے چچا جان
 میں منافقہ زندگی پر نہیں کر سکتا بنا دل کے غلام و جود کے
 ساتھ نہ خوش نہ ہواؤں گا اور نہ کسی کو خوش رکھ سکوں گا۔
 محبت کی کتاب میں منافقت کا نصیب خیر نہ کریں۔“ احمد

حسان پر جوتوں ملاری تھا ان کے اندر صرف دل جڑا رہا
 تھا باقی سب اوصاف تو کام کرنے کی صلاحیت کھو چکے تھے
 انہیں نہ کسی بے قصوری کی توب کی گنجشکی نہ کسی باپ کی آہ
 زاری دکھائی دے رہی تھی نہ انہوں کی جھنجھٹ پر اندازہ نہیں
 لورنہ کندہ پیش آنے والے حادثات کا اندازہ تھا۔
 ”میں صاف لفظوں میں کہتا ہوں میں آرزو کو چاہتا
 ہوں آرزو کی سمجھتی تھی کہ بے اور نہ ہی میں اس رشتے
 کو کھانے کی خواہش رکھتا ہوں انجانے میں جو رشتہ آپ

نے جوڑا میں اسے پارسے ہوئی دھواں کے ساتھ ختم کر
 ہوں۔“ احمد جان نے سبک الفاظ لہا کرے کو برسر
 تاخیر نہ کی اس کی زبان لڑکھائی نہ کسی کی انتہا کا پانی
 کی خوشیوں بے کار نہیں۔ مصالحت و جھگڑے کے الفاظ
 مٹی میں بدل گئے نکاح رشتہ بندن میں مقصدی لفظوں کی
 جہازوں کی کوئی قیمت نہ رہی۔ کسی کے کہنے کے لیے کچھ
 پانی نہ بچا حسن علی کھٹکتی سے بے جان قندیل کو کھینچے ہر
 کی طرف بڑھ رہے تھے خوشی کی آس میں ساں لپٹی
 دادی ماں اپنی خواہش آرزو کی دھجیاں ٹھکر کر دیکھ کر ایک
 طرف کوفہ حاکم کی تھیں۔

ایمان و جاں نثار تیری ایک نگاہ پر
 تُو جان آرزو ہی تو ایمان آرزو
 آرزو بچوں کے جانے کے بعد حسن کی منائی کر رہی تھی

ساتھ ہی مگناتے اپنے بچے اور معطر جذبات کے پھول
 ٹھکر رہی تھی ماں تخت پر کھنچ لے بیٹھی تھیں اور بار بار دل
 چٹائی آرزو کے حق چہرے کی نظر اتار رہی تھی۔ اسے احمد
 حسان کی طرح تمناؤں کی غلامی کرنے کے بجائے آرزو
 منداں و طیر اختیار کیا تھا اور تقدیر کے قائلے کو کمر سے
 قبول کیا تھا۔ وہ انصاف تھا اور بے جاں بھی کرتا تھا مگر اپنیوں کی
 خوشی اس قدر پر ہم رکھ دیتی تھی انہیں کڑا جانے والی
 قیامت کی بھگتہ رہتی۔

روڑا دکھلا اور حسن علی گم ہو چکا تھا اسے اندر داخل ہوئے
 یہ حسن علی تو نہ تھے جو کچھ دہل میں کہے پاس سے گئے

تھے۔ وہ ان کے لڑکھائے قدم کچھ کھینچے آگے بڑھ کر قہار
 نہ سنی تو شاید وہ میں ہوں ہوجانے یا شاید انہوں نے آرزو
 کو ہار دیا تھا وہ اسے سے لگائے دود سے بے جاں
 دکھائی دیتے تھے۔ ماں ایسا بڑھی دڑی چلی آئی تھیں کیا
 انہوں نے ناگہانی آفت آئی تھی؟ ان کی سوچ نہیں تک گئی
 قیامت ٹوٹ پڑنے کی طرف تو ان کا اور دو تک رحمان نہ
 تھا مگر حسن علی کے منہ سے نکلے الفاظ نے بھی لفظوں کو
 طوفانوں کی نظر کیا تھا۔

”احمد حسان نے آرزو سے رشتے کی ذور کاٹ دی۔“
 حسن علی نے آرزو کا قہار سے ہٹ کر لپٹا کر اپنے بچے کو ہلا کر اپنے
 کمری آرزو چھڑائی آ کھنڈ سے انہیں تک رہی تھی
 قدموں سے کھڑے رہنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ بے وزن
 ہو کر گر جاتی کمر میں تھا تو حسن علی نے اسے قہار واپ
 کے ہمراہی بننے میں سر پچھائے ایک اگلی کاہی کیسے کیا
 خطا روا دہی کوئی کس پر ہم لڑائی کی اسے بھگتی خبر نہ
 تھی اس کا شیشہ بدل چکا تھا ہو گیا تھا اور بے قصوری نہ تھی
 کے ناک سے اس رے بچے ناس پینہ کو لپٹ کر رہی تھیں تو
 آرزو کو خود کو چھوڑ کر اس طرح کمر سے بند ہو چکے تھے
 اسے کسی نے بھگتہ نہیں کیا تھا اور کمر سے لیے تھا کسی کا
 وہ خود کو بے خرام بنی سبک رہی تھی۔ اسی اذیت کو نہ دھننے
 کی خاطر اس نے خاموشی سے اپنی چاہت کو دنا یا تھا مگر

احمد حسان بھی اسے متاثر نہ تھا۔
 آ کھنڈ سے جوئے خان ہے دواں
 دل ہے داغ دار وہ پشین آرزو بھی
 دادی ماں کے انتقال کو یمن دان گزر گئے تھے مگر حسن کی
 طرح کی سوگواریت ملاری تھی ایک سوگ تھا جودہ لڑکی ماں
 کے چھوڑ جانے پر مزار ہے تھے تو ایک سوگ وہ جو احمد حسان
 کی جذباتیت خاندان بھر کو لگا گئی تھی ہر ایک افسردہ تھا احمد
 طاہر احمد حسان کی طرف دیکھتے سے بھی انکلائی تھے۔ احمد
 حسان خود بھی ہر ایک سے گریز تھے انہیں اپنے پرے
 کو لپٹے بیٹھائی تھیں جس اپنی داستان میں انہوں نے دہری

زندگی گزارنے کے بجائے ایک برحق فیصلہ کیا تھا وہ سمجھتے تھے ایک بار وہ زندگی بھر کے روئے سے ہر تھک کر رہ گئے۔ بات دیگر اہل خانہ کے باغوں میں خوش نہیں ہو سکتے تھے اس لیے انہوں نے سب سے قریبی خلیق کو بیچ دی گئی۔

"اما کھر اپنی بیب سے..." کیا آپ بھی سب کی طرح مجھے غلام سمجھتی ہیں؟" احمد حسان نے کہا تو نے کرا لی اما کا ہوا تھا کھر اپنے پاس بھلا یا واحد وہ نہیں جواس کے لیے اس کی جیل بیلے نہیں۔

"جی نہیں لیکن آپ نے لیے ہیں یا نہیں؟" اپنے بیروں کی خواہشات و فیصلوں کا اعتراف کرنا زندگی ہے۔" مانانے بچے لیے میں اپنے مرضی دینے کے بال سنوار کر کہا انتہائی شوق و جوش سے کیا کیا رشتہ ریت کا کھر دفنا دیتا ہوا تھا جانے لڑنے کو رشتے پر مضبوط خاندان کی بنیادیں کیسے رکھی جاتی ہیں؟

"فدو کھر دیکر مجھ پر بھی تو کوئی زندگی نہیں خالی دل کے ساتھ سانس لینا اور خالی وجود کے ساتھ کسی کو اپنا حیات کا بوجھ اٹھانے سے زیادہ کچھ نہیں آپ لوگ یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ میں اسے ساتھ لے کر آتا ہوں سب کے ساتھ دھکا نہیں کھینک سکتا تھا۔ آرزو کو اپنا نہیں لے سکتا تھا تو آرزو کو بھلا بھی نہیں سکتا تھا اس لیے میں نے مستحکم رہا نہ اپنی اما یہ سب تکلیف و ضرر ہے مگر کھر زندگی کا اقتدار بھی تھا۔" احمد حسان اما کے ساتھ تھان پر مریاں ہر ہے تھے۔

"اے دیوؤں، بہنوں کے نام پر اپنی زبان پر مت لانا و بیانیہ ہمیں زہر نہیں دینا ایک کھوٹے پر تم نے سہ رو کیا تو ایک کو تم نے خود اپنے لیے تمام کر ڈیا اب اس کی تذکرے سے اجتناب کرو۔" مانانے اس کے بیروں پر ہاتھ رکھا سے تنبیہ کی اور نزاکت حالات سے گاڑا گیا۔

"لیکن اما آرزو میری ہوتی ہے سچا کھر..."

"احمد حسان..." مانانے اس کی بات سختی سے رد کر دی تھی وہیش میں غمگین تھی۔

"یہ بات ناممکنات سے بھی آگے ہے لیکن آس دل میں مت جگاؤ جس کھر کی ایک جلی کو تم بارودہ ملاؤ کچھ

ہو اس کھر کی دوسری بیٹی جنہیں کلن سونے گا اس کھر میں جو قیامت مت برپا کر دیتے ہوں اس سے تم کو قلع کرتے کہ نہیں پھول پیچھے جا میں گے۔ آرزو ایک ماہ کے اندر سہاگن ہو کر مطلق ہوئی وہاں سے آجود بہار کے نام کی ہندی لگا کر آئے کی جنہیں قطعاً اندازہ نہیں کہ تم اپنی خواہش کے حصول کے بھی دروازے بند کر دیتے ہو پہلے اپنی بے پروائی سے اور پھر اپنی سنگ دلی سے۔" مانانے ایسے ہی دو لوگ اعزاز میں اسے آئینہ حقیقت دکھایا جیسے جو تے کی ٹوک پر رکھا تھا۔

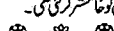
احمد حسان نے کھانسی سے مردہ ہاتھوں سے پاسپورٹ میں کھنکھار کر کہاں کے سامنے رکھا وہ سالیہ لگاؤں کا سے دیکھ رہی تھیں۔

"مانا میں واپس جا رہا ہوں نہیں جانتا ہمیشہ کے لیے یا کچھ وقت کے لیے مگر کہا میرا جانا ناگزیر ہے۔ خوشیاں لینے آیا تھا مگر اپنی بے سار کے کنارے لیے جا رہا ہوں مجھے روکیے گا اس آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا بیٹا سر کر نہ بیٹے تو یا مجھے دو دیکھے جو میں چاہتا ہوں یا پھر وہاں بیجے جو میں کر رہا ہوں۔" احمد حسان نے مانا کے کندھے پر ہر گھٹایا مانا کی خاموشی اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اس کے فیصلے سے متفق نہیں۔

احمد حسان واپس چاہے تھے شکستہ ریجیڈہ پر ضرور ملی اور ان کی ملاقات تھی کھر کا حامل بارودہ زندگی حسب سابق تھی فضا کا بھول میں غم ہوئے کو قیاس کچھ بھڑکی کے کڈیراڑ تھا کوئی پچکلاڑی سنگ ریتی بھی تو وہ احمد حسان کا خاندان کی قیامت و شوق کی بڑی ہلکی جا بھگی تھی کھر کا نہیں بھلاؤت پر اسکا ریتی سمجھتی تھی کہ جلیں کا صبر اور جتنا چاہا وہاں جانے سے

قبل ایک بار اس دوش چل کر گیا تھا اپنا تھا اس عارضہ کو کش کے کل کو کھینچا چاہتا تھا جس نے اس کی راتوں کو کولیف خواہوں سے دو شاں کر لیا تھا۔

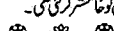
کوئے پار میں نذر مگر تھے کی وہ جسارت نہیں کر سکتا تھا کھر کوچہ پار میں نکلن بھی وہ جانے سے قبل آخری شب کوچہ پار میں سر کر نے چل پڑا تھا کی گھنے اس دور و پار کو کھینچا رہا تھا جہاں اس کی جان حیات کی سہاگن تھی اس کے ذمہ دوسری جھول اڑتی تھی اس کی آواز کے سر ٹھہرتے تھے۔ احمد حسان کی امید بد دم بھی جب درپے سے روٹی چھوٹی تھی وہ دیدہ و دل نبھانے آئے والے کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ترپ رہا تھا کوئی آیا تھا کسی نے جاتے سار کا دیار رحمت کیا تھا مگر وہ آئے والا احمد حسان کے سینے میں پیڑہ ہر کر پوست ہو گیا قادر آدمی کی بے رحم بھی مٹی اور احمد حسان کے تن میں کوٹا ستر کر گئی۔



درپے پر "آرزو" نہیں "آرزو" آئی تھی باتھ میں بیٹھ محبت لیے جھرونا رسائی کا دکھا تھا۔ وہ اسے دیکھنے کی بھی آخری بار اسے اوداع کرنے کی تھی احمد حسان کی طرح اس نے بھی اپنی چند ہی بچہ دیش میں اس عشق کے خوش اور بدلے میں اسے نفرت کی سوغات ملی تھی وہ ایک نظری کی خیرات کی تھی حق راہ نہ اپنی تھی۔ احمد حسان پر سستہ طاری تھی اس پھر سے پر کیا آخر کھر کی بس نے آخر کی کر دیا تھا۔ احمد نے اس کے ساتھ حسان واپس لوٹ رہا تھا اسے کچھ زندگی کھر کہ کوچ کی آخری شب اس کوچہ میں بتائے گا وہ صرف اس بات سے واقف تھی کہ اس نے نواز عشق پر مٹی کی اسی کی ہر مات اسی درشتے میں یوگی مجذوبیت میں گزری تھی اس کی نگاہیں احمد حسان پر مٹی تھیں اور احمد حسان کے اندر طوفان برپا ہو گیا تھا۔

مگر کی رات کا ہی کا سہاگن تھا خوشی کی چند سے بچوں اور دو دیر پہلے آئے آخر کھر کی اور سانس مٹی کی تھیں کیا کچھ کھر پر تھا ان کھوں میں کھر آتو نہ تھے نہ ہی

شعلے تھے غم کی دیاں کا سندر تھا اور دل میں کھاتیں تھیں چند سوال اور بہت سارے ٹوٹے خواب تھے۔ اس نے کھر کے لیے بھی پلک نہیں چمکائی نہ زیب دیا کیے تھے مگر احمد حسان کو لگا آرزو کے ہاتھ اس کے کہیں کو کچھ ہوں پشیمانی کے لڑا دھس اس کی گردن سے پہنے تھانہ چاہت کا کھر، کھر کا اس نے کسی ہاتھوں کے خواب بچ دینے تھے کسی کی مصمم آرزوؤں کو کھاک میں دیل دیا تھا ایک کھر اس کی بھی چھوٹا تھا کہ یہیں ایک کی نہیں تھی ایک بدمن تھا جو کسی نے ہرے طلوس اور خوشیوں کی امید لیے جڑا تھا۔ چنگ کی ڈور کاٹنے وقت بھی کھر کھر کے لیے خیل ضرور آتا ہے کہ تھکا چنگ ڈور کے لیے اخیر بے سار ہوا جائے گی۔ احمد حسان نے تو دنیا کے سب سے مقدس اور مضبوط رشتے کی ڈور باسوسے کاٹ دی کی آرزو کے بے ضرر وجود کے لباس اس کی نہیں کیا بلکہ اور مری گیا تھا ایک دوائے مشکل بھی جو آرزو کی خوشیوں کا ہوں نے سہر دفعا کی بھی اور ایک آواستف کی جو احمد حسان کے سینے سے نکلی تھی



تقدیر نے اس کی گردن وادیا کا سامنی ڈالا تھا جس اس نے بے بسی سے یاد کر دیا تھا اب بچتہ دوش کی کھلتی راتیں تھیں اور احمد حسان کا لطف زیت سے محرم و جود تھا۔ محبت کے کوچہ کی آخری شب زندگی اور وہی دامن لوٹ گیا تھا کتاب سوز اس کا مقدر تھا کھوں کی پریشانی سے اسے اپنا اندر کر لیا تھا پردیس کی بے کیف شامیں تھیں اور تھک دانا کا نڈر چاہے احمد حسان تھا دلی ماں نے بچ کا قاتار اب اضررت نے اس کے دل سے تھکڑے تھکڑے کھر تھا کھر اس نے ایک پھول کی خاطر نفرت دکھائی کھر دیا تھا۔

احمد حسان بھی آرزو مندا نہ تھا کھر آج وہ آرزو مندا نہ ہے۔



سپینارل

میمونہ رومان

انارم۔ شادیال تجارت

کوئی وعدہ نہیں پھر بھی انتظار تھا
دور ہونے پر بھی اپنے پیار پر انتظار تھا
نہ جانے کیوں رہے گی اس نے ہم سے
کیا ہم سے بھی زیادہ کوئی اس کا طلب گار تھا
کرنا تھوڑی..... ہاسمو

آنکھوں میں بار دل میں اتر کر نہیں دیکھا
کشتی کے مسافر نے سمندر نہیں دیکھا
پتھر مجھے کہتا ہے میرا چاہنے والا
میں موم ہوں اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا
مشقی خان..... بھیر کنڈ، ہاسمو

تھی کوئی دیکھیں بس عافوں میں انتظار تھا
اسے پسند میں خوشیاں ہیں سادگی میں مکمل تھا
طاہرہ منور علی بھٹی..... کیروالہ

میری زندگی کی کتب کا ہے درد حق میں سچا ہوا
سر اہتا سر اہتا تیرا نام دل پہ لکھا ہوا
شریادھل..... پاک گیٹ کتان

عنوانِ محبت ہے ہم بس اتنا ہی لکھ پاسے
بہت کر دہر شے تھے، بہت مشہور لوگوں کے
محمد یاسر..... گومزڈی

کلی کی طرح بلند ہیں سب حوصلے میرے
کتنی بھنور میں ہے کردار تو نہیں
نوشین اقبال ڈوٹی..... گاؤں بدر در جان

اب میرا عشق در حوالوں سے کہیں آگے ہے
اب ضروری ہے کہ میں وہد میں لاؤں تجھ کو
تو نہیں ہانتا مٹی کا حوالا ہوجاتا
تو ابھی رقص کروں ہو کہ دکھائی تجھ کو
پرسرانا نا..... ہاسمو

چب اعتبار اٹھ جائے تو کوئی اگر
قسم کھائے نہ زہر فرق نہیں پڑتا

انعام پرو..... ملتان

دل خوش فہم کی حالت پہ ہنسی آتی ہے
اس محبت کی جہالت پہ ہنسی آتی ہے
اس کی بے دینی سے بھی اسے چاہت کا مکمل ہوتا ہے
دل کی اس درجہ وکالت پہ ہنسی آتی ہے
کورنٹ خاند..... جڑاؤلہ

اک بار کہو "نفت" شانے لگ جائیں
شاید کہ گناہ بھرنے بھرنے لگ جائیں
پھر "عمر مسافر" آتی پھر جین تجرات آیا
نام..... لکھنؤ

چلا یہ وہاں..... مری
درد اٹاتا ہے کہ ہر گم میں ہے
اک مختصر سا بڑا گھر
سکون کچھ ایسا کہ بس
مر جانے کو جی چاہتا ہے
شادیال باہی..... صادق آباد

یہ پوچھ کر کہیں جگ لپا سبز فوں میں
تجھ سے بھی فیکری کا گمانی کا سبب پوچھ
یہ دیکھ کر سیلاب کا سر پشہ کہاں ہے
آ، آنکھ میں رویا کی رسائی کا سبب پوچھ
اقربا یات..... حانقا آباد

یہ جو کسے تم کوٹوں سے ہیں یہ بجائی میرے دوستوں
مگر ایک بات نہ بھولنا، یہ تمہارا گھر ہے، ارم نہیں
میں خطاب کرتا ہوں دور دور میری بات ہوتی ہے دور
میرے سامعین کی خیر ہو، مجھے احتیاج قلم نہیں
حارث..... لاہور

قدموں میں چھن مٹی، مگر بھی قریب تھا
پر کیا کریں کہ اب کے سفر کی عجیب تھا
لگے اگر وہ چاند روچے میں رک بھی جائے
اس شہر ہے چراغ میں کس کا نصیب تھا

آکچل • فروری ۲۰۱۸ء ۲۲۴

تانیہ نصاری..... ڈسکہ

ہمیں یہ دم کہ ہم حسن کے معصوم ہیں
انہیں یہ باز کہ تصویر تو ہماری ہے
اگر افضل وہیں..... حانقا آباد

مج سے تخت نشین شام کے مجرم ٹھہرے
ہم نے پہل بھر میں نصیبوں کو بدلتے دیکھا
تانیہ چہاں..... ڈسکہ

کیا ملا ہم کو یہ نہیں معلوم
واقعہ یہ ہے، جان ہری کرے
اک دو پہل غار کیا کرتے
ان پہ قرآن عمر ساری ہے
انطاخاب..... کورنٹ خاند

یہ تعلق تو ایک سادہ لفظ
پھر جو بھی ہے وہ بنا میں ہے
کب سے میں نے پلک نہیں کھلی
کوئی اچھیری میری نگاہ میں ہے
طلحہ سید..... گوجرانولہ

بربادیوں کا جائزہ لینے کے واسطے
وہ پوچھتے ہیں حال میری کیا مگی
حمید آباد..... ساہیوال

کل صوب کے کیلے سے خریدے تھے ٹھکانے
جو موسم کا چٹا تھا وہ گھر تک نہیں پہنچا
گہری تہاب دان..... یوسال کھا

پچھے بندھے ہیں ہاتھ مگر شرط ہے سفر
کس سے کہوں کہ پاؤں کا پائس کے نکال دے
نہرونی عابدی بھٹی..... پھر ماڑ

حساب عمر کا اتنا سا گوشوارہ ہے
جسمیں نکال کے دیکھا تو باقی سب شہادہ ہے
عائشہ پرو..... کراچی

جہاں یہ لب ہیں مگر اک حرف فکری کے لیے
زندگی ہم تیری دلیہ پر آ بیٹھے ہیں
سمیرہ کنول..... بھیر کنڈ

دغا کی جگ مت لڑنا یہ بیکار چلتی ہے
زمانہ جنت جاتا ہے محبت ہار چلتی ہے
ہمارا تذکرہ چھوڑو ہم ایسے لوگ ہیں
جنہیں موت کچھ نہیں کہتی تھاپی مار چلتی ہے
شیخ حنیف..... لاہور

اسے کاش کہ سوچا ہے یہاں لوگ کی بارش
ایمان کے سینوں پہ بڑی گرد بھی ہے
سیدہ لوبخار..... کھڑکیا

میں کیسے ٹھنکتے تھے غیر کو اپنا بنانا ہوں
یہاں آؤ، ادھر چھو چھو میں جادو کھاتا ہوں
نجم شہزاد خان..... کراچی

ہم سے کیا جرم ہوا جس کی سزا پائی
میرے بھٹے میں اس شخص کی چھٹی آئی
عابدہ منٹل..... بھیر کنڈ، ہاسمو

ماتہ ذرا کون سی بادل لے کر آیا جنوری
تم تو کہتے تھے بہت دیران ہے دہر
فاخرہ بھٹی..... چنگی

کتنا رویا تھا میں تیری خاطر
اب جو سوچوں تو ہنسی آتی ہے
راؤ تہذیب حسین تہذیب..... رحیم یار خان

کون سے دل سے تانوں حال دل؟
آئے دن اک دھڑ تازہ دل میں ہے
جس قدر مشکل میں تھا میں ہوں وہ دستور!

اس طرح بھی کوئی مشکل میں ہے؟



دش مستطالہ

طلعت آغاز

جائیز چکن کوٹھ

اشیاء۔

مرنگی کا گوشت

ایک کلو

حب ضرورت

75 گرام

تین گرام

25 گرام

دو کھانے کے کچے

تین چائے کے کچے

آدھا کھانے کا کچا

دو چائے کے کچے

پسی ہوئی سیاحری

ترکیب۔

پیار چھلکی کر لیں اور پھر اورک لودھی ہوئی پیاز کو کل پر باریک پکھلیں۔ مرنگی کا گوشت صاف کر کے اس میں سے بڑی نکال دیں اور اس گوشت کا قیصر بنالیں اس کے بعد ایک برتن میں قیصر ڈالیں اس میں اورک پھینک دے اور اٹے سویا ساں کارن گولڈا مٹیو موٹو لور کالی مرچیں اور کر خوب لٹکی طرح مکن کریں اس کے بعد سب ضرورت ساز میں رکھ دیا میں اور اٹا کوٹھے یا ایک پڑے میں بڑی پلیٹ میں دکھ لیں۔ اب ایک پڑے فرنی چبن چبن گرم کر لیں تھوڑا آج اقیلا سے باہر نکالیں۔ کھلی دھنی یا برتن میں ڈال کر لٹا تو پچھ کے ساتھ چبن کریں۔

طلعت نکاحی..... کراچی

جائیز مصالحہ بینگن

اشیاء۔

سفید بالے بینگن

(دھنسل سے تھابت بینگن میں نکال گاریں)

چاول کا آٹا

کارن گولڈ

سفید مرچ پاؤڈر

سیاحری پاؤڈر

اٹے (پیمٹ میں)

نمک

چائیز نمک

سویا ساں

چلی گارنگ ساں

تیل

ہری مرچیں (بڑی)

(موتے سے نکلے کٹ لیں)

ہری مرچ (کٹی ہوئی)

ہری پیاز (کٹی ہوئی)

ترکیب۔

چاول کے آٹے میں ایک کھانے کا کچا کارن گولڈ اور اٹے ڈال کر پیمٹ لیں اس میں نمٹو اس سیاحری پاؤڈر نمک اور سفید مرچ پاؤڈر ڈال کر نیم کر لیں۔ اب بینگن کو نمک کارن گولڈ میں لپیٹ کر تیار کر کے بیٹر میں ڈپ کر کے گرم تیل میں ڈال کر ڈسپ فرم کریں کھال لیں۔ ایک ساں چبن میں چاکر کھانے کے کچے گرم کر کے میں پھن ڈال کر ساٹے فرنی کریں۔ اب ساں میں ہری پیاز ڈال کر کچا چلیاں اس کے بعد اس میں چلی گارنگ ساں سویا ساں چائیز نمک نمک چلی ساں کی ہوئی سرخ مرچ سفید پاؤڈر اور سیاحری پاؤڈر ڈال کر مکن لیں۔ اس میں فرنی ڈال دے اور بینگن میں کھال کر کے گوجی طرح مکن کر کے ہری مرچ اور گرم کر پڑے کر پھوڑ دیں آدھے گئے بعد نمٹو اس مرچ اور تیل میں ڈال کر نیم کر لیں۔ اب بینگن میں ڈال کر دیں نمٹو اور چائیز دھال دیں تیار ہیں۔

مباحث..... بھاول

جائیز چکن بی فٹ

اشیاء۔

مرنگی کا گوشت (بون میں)

ثابت سرخ مرچیں

پیاز

شلمر مرچیں

پیمٹی

ایک کلو

چار عدد

تین عدد

تین عدد

دو چائے کے کچے

چائیز نمک

چلی گارنگ

مکی موٹو کھلی

سرکر

نمک

تیل

اورک (ہری کٹی ہوئی)

سویا ساں

اٹوں کی سفیدی

ترکیب۔

مرنگی کے گوشت کی بوٹیاں کر کے کھانے سے گودیں پیاز کے چار گولڈ کٹ لیں سفید مرچ کے کچے نکال دیں اور ساں میں کات کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ مرنگی کے گوشت میں اٹوں کی سفیدی نمک دو چائے کے کچے کارن گولڈ اور چائیز نمک ڈالیں۔ ایک چائے کا کارن گولڈ سے باہر نکال لیں اور گوشت کر لیا کھال فرنی کریں۔ نمک چلی کر گرم تیل میں ڈال کر کھال لیں۔ اب فرنگ چبن میں نمٹو ساں کر گرم کر کے اس میں اورک اور پیمٹی ڈال کر کچا چلیاں۔ پیمٹی کارنگ لٹلن ہونے لگے سرخ کھات مرچوں کے کچے نکال کر کھال کریں۔ اب اس میں سفید مرچیں مکی موٹو ساں ڈالیں اور پکھلیں۔ اب مکی موٹو چلی ساں کر لیں اور پکھن کے فرنی میں ڈال کر اٹا کچا کر لیں اس کے بعد دھن میں نکال کر سرور کریں نمٹو اور چائیز چکن کی تیار ہے۔

ادارہ..... بھارت

ایک میگوونی وائس

اشیاء۔

نیکروٹی (پال کر مھان لیں)

اٹے (پال کر کو کٹ لیں)

چاول (پال لیں)

شلمر مرچیں

(پاریک چپ کر لیں)

اور پٹو

لٹا (چ کٹ لیں)

سفید سرکر

سفید مرچ پاؤڈر

ایک بکٹ

چار عدد

ایک پاؤ

دو عدد

ایک کھانے کا کچا

دو عدد

آدھا کچا

ایک کھانے کا کچا

نمک

تیل

ترکیب۔

کڑائی میں تیل گرم کر کے اس میں سفید مرچ اور پٹو لٹا سفید سرکر سفید مرچ پاؤڈر اور نمک ڈال کر دو منٹ تک فرنی کر لیں۔ نیکروٹی میں چاول اور اٹے سے ڈال کر مکن کر دیں سرنگ دھن میں نکال کر گرم کر مہم کر دیں۔

زہمت چینی میا..... کراچی

اسپیگنی میو ہیارا

اشیاء۔

اسپیگنی (پال لیں)

مرنگی کا گوشت

(کھالی کٹ لیں)

نمک

کارن گولڈ

اٹے (پیمٹ میں)

لٹا (پال لیں)

سٹو (پال لیں)

چاچر (چپ کر لیں)

بندوکی (چپ کی ہوئی)

شلمر مرچ (چپ کر لیں)

ہری پیاز (چپ کر لیں)

سفید مرچ پاؤڈر

سیاحری پاؤڈر

چلی ساں

سویا ساں

چائیز نمک

تیل

نمک

ترکیب۔

گوشت موز چھٹی میں خشک کر لیں گوشت پر اچھی طرح کارن گولڈ نمک چائیز نمک اور سفید مرچ پاؤڈر لگا کر دیں۔ تین منٹ کے لیے رکھ دیں۔ چبن میں تیل گرم کر کے ایک اسٹپ کاٹھ سے تیل ڈپ کر فرنی کر کے ٹشو پیچہ پر نکال لیں۔

علیحدہ پتہ میں چل کر کہیں اس میں ملنا ہو چیت اور ماروا
پوری ڈال کر دوست نکالیں۔ سڑا شلہ مرغ پاؤڑا جڑ بڑا کوئی
ہری جیلا سفید مرغ پاؤڑا سیاہ مرغ پاؤڑا جانتیز ملک نمک
اسد چھ گھنٹی، فرنی کیے ہوئے اس میں سو یا سو اس اور مل
سایا ڈال کر دوسرے تین صنف کا تیس ڈال میں نکال کر پکپ
کے ساتھ گرم گرم سر کریں۔

چکن کنکلس گاؤلٹ سانس
اشیاد۔

چکن کا قحیر
آلو
اورک ایس پیٹ
جیات لال مرغ
فناز
پانی پور لیڈر کے پیٹ مانیس
شک
ہری مرغیں
اڈا
تیل
دہی
لہسن کے جوئے
(چالیں)

ترکیب۔
آلو پانی کو پھین کر میں مرغی کے لیے کوئی گھاس میں مرغی
کے لیے میں آلو اورک لہسن پیٹ کوٹ کر لال مرغی ٹائز
نمک دھری مرغیں چیں کرکس کرکس اور ایک اڈا ڈال کر فرو
پر میں ڈال کرکس کر کے نکال میں اور انھیں سلانی یا کوالی
میں دے کر زالی کر لیں۔
دہی کو باریک کرے میں لٹکا کر اس کا پانی نکال لیں
اب اس میں گلا ہوا لہسن کریم نمک اور بھی ہوئی پیٹہ
مرچوں کو بھی کرکس کر دیں اور پھر اس میں ساس کو لکس کے
ساتھ کرکھا کریں۔

ہام اور لیں۔ ہلو پیٹ
ادک اور مچھلی

اشیاد۔
پچلی کانے کے اخیر
اڈا
ایجنوڈ
سفید سرک
دھوئے تیل
ری کا چورا
اورک (باریک کی ہوئی)
نمک

ترکیب۔
پچلی کو اچھی طرح صاف کر لیں اس پر نمک اور سرک لگا کر
پندرہ میں صنف نمک دھو پھوڑیں پھر اس پر سفید مرغ سو یا
سایا اور ایجنوڈ لگا کر چار گھنٹے کے لیے نکھیں تاکہ پانی اڑا
اس میں نکھیا جائیں۔ اڈا پیٹ کر پچلی کا ایک گلا پیٹ لیں
میں پھر اس کے چوڑے میں ڈیو کر زالی کریں پچلی کو لکس میں
نکال کر اورک چمکر کر چیں کریں۔

عاشق سلیم۔ اورنگی کرانی
ایک فلاو سوپ

اڑا۔
پچلی مرغی کی
سرک
ایجنوڈ
ہری بیاز
نمک اور سیاہ مرغ
توں کا تیل
اڈا

ترکیب۔
پچلی کو زمر کے نمک سیاہ مرغی تل اور ایجنوڈ ڈال دیں
اڈے کو اچھی طرح پیٹ کر آہستہ آہستہ سوپ میں ڈالیں
صرف ایک یا دو پچلی چلائیں کئی ہوئی پتہ زار لکس اور چلیا
بند کریں۔
ارومیا۔ تلہ نمک

آدھا کو
ایک صوبہ یا س
ڈیڑھ چھانچ
چھانچ کپ
دھوئے تیل
ایک کپ
نصف لیٹر کے پانی
ڈیڑھ چائے کا چمچ

ترکیب۔
پچلی کو اچھی طرح صاف کر لیں اس پر نمک اور سرک لگا کر
پندرہ میں صنف نمک دھو پھوڑیں پھر اس پر سفید مرغ سو یا
سایا اور ایجنوڈ لگا کر چار گھنٹے کے لیے نکھیں تاکہ پانی اڑا
اس میں نکھیا جائیں۔ اڈا پیٹ کر پچلی کا ایک گلا پیٹ لیں
میں پھر اس کے چوڑے میں ڈیو کر زالی کریں پچلی کو لکس میں
نکال کر اورک چمکر کر چیں کریں۔

عاشق سلیم۔ اورنگی کرانی
ایک فلاو سوپ

اڑا۔
پچلی مرغی کی
سرک
ایجنوڈ
ہری بیاز
نمک اور سیاہ مرغ
توں کا تیل
اڈا

ترکیب۔
پچلی کو زمر کے نمک سیاہ مرغی تل اور ایجنوڈ ڈال دیں
اڈے کو اچھی طرح پیٹ کر آہستہ آہستہ سوپ میں ڈالیں
صرف ایک یا دو پچلی چلائیں کئی ہوئی پتہ زار لکس اور چلیا
بند کریں۔
ارومیا۔ تلہ نمک

بھینس کا مہیلا

روبین احمد

کاجل

ماہرین پیشہ کا خیال ہے کہ کاجل سے آنکھوں کی
خوب صورتی میں اضافہ ہوتا ہے اور خشیت کا بھار جاسکتا
ہے پرانے دور میں کاجل صرف کھیلو اور سادہ طبیعت کی
خوئیاں استعمال کرتی تھیں لیکن یہ فیشن مدت اختیار کر چکا
ہے۔ آج کل کاجل کا فیشن ان ہے اس کے ساتھ ہی
کاجل کی جگہ پر پیل اور اڈا کی فیشن سے آنکھوں کو
سمانے کا فیشن بھی زوروں پر ہے مگر خیال رکھیں کہ
آنکھوں پر جو بھی کاجلیکس استعمال کریں بہت اعتبار
سے اور معیاری استعمال کریں۔ کاجل آ آنکھوں کے
اطراف میں لگا کر آنکھوں کے تھکاوڑ کو کمایا جاسکتا ہے۔

سب سے پہلے کاجل آ آنکھوں میں لگائیں پھر
آنکھوں پر پکھوں کے بالکل قریب آنی لائنز سے پکی لکیر
کھینچیں اس کے بعد آنکھوں پر کپڑوں میں صافیت سے
اسی رنگ کے آنی شیڈز استعمال کریں جو رنگ کپڑوں کا
ہو سکتا ہے شیڈز کو کیم یا ڈاؤر اسٹیک تیلوں میں دستیاب ہے
اگر آپ چاہیں تو دو تین شیڈز مل کر "ایجنوڈ" کے بھی
لکھ سکتی ہیں پھر پانی لائز کی مدد سے آنکھوں کو مزید دلکش
بنائیں مگر کھیلو اور پھر قریب میں گہرے شیڈز اور سیاہی
میک اپ سے پرہیز کریں آپ خرمیں ہائز پروف مسکارا
لگا کر اپنی پگلیں کو کھنڈا اور گہرا لگادیں۔ مسکارا کے دو کوٹ
کریں اور کوٹش کریں کہ ہائز پروف میک اپ اور خاص
طور سے مسکارا اور لائز ہائز پروف استعمال کریں۔ سب
پاری آتی ہے رنگین مسکارا کی تو جناب رنگین مسکارے
آنکھوں کی قدرتی خوب صورتی جھین لیتے ہیں اگر آپ
کی ٹالیکس ایس رنگ لگ جائیں تو سیاہ مسکارا ہی استعمال
کریں۔ آنکھوں کے بالکل قریب جو چیز موجود ہے وہ
جین بنوئی اگر غور کیا جائے تو خوشی اس چکر میں نظر آتی

ہیں کہ جینوں میں اس قدر پک کر لیا جائیں کہ بالکل باریک
ہو جائیں مگر اس کے نقصانات سے وہ دوہرا نہیں ہیں۔
جینوں خریدیٹک کے بعد باریک تو ہوجاتی ہیں مگر چہرہ بھرا
بھرا نظر آنے لگتا ہے اور بعض اوقات چہرہ خشک نظر
آنے لگتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ آنی ہارڈ کو ایک ہارڈ
حد تک خرید کر لیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ
خود آنی ہارڈ کو پکھلے سے پک کر لیں مگر اس کام کے
بہت دور اور احتیاطا ڈولوں ضروری ہیں۔ آنی ہارڈ کو آنی ہارڈ
چمک سے گہرا کرنے بھی کوٹش کی جاتی ہے جس کی وجہ
سے بعض اوقات جینوں معنوی لکے پگے لگتی ہیں جی
ہاں آپ آنی ہارڈ بھی ضرور رکھا کریں تاکہ بہت وقت
ضرورت خود آنی ہارڈ خشک نہ کریں۔ آنی ہارڈ کو آنی شیڈز
سے بھی سنوارا جاسکتا ہے مگر خاص ترقیات اور مواقع مگر
ہر ایڈیا بلٹا پیکر لکھیں بلکہ زیادہ ڈاکر لکھ سکتی شیڈز
سے سنوارا بہتر ہے۔

آنکھوں کیلئے اسمو کی میٹ اپ
چہرے کے تمام خدوخال اپنی جگہ خوب صورتی اور
اہمیت کے حال ہیں مگر آنکھیں تو ایسے جیسے تصویر میں
رنگ و باریکی تمام رنگشیں اور روحانی انہی کی بدولت محسوس
کیا جاسکتی ہے اس لیے ہی تو آنکھوں کو بہت سے میک
اپ کے اضافہ سے حزن کیا جاتا ہے بھی صرف سر
لگانے سے ہی آنکھوں کا میک اپ ہو جاتا تھا جب کہ
آج کل چہرے کو سنوارنے کے لیے سب سے زیادہ فوج
اور وقت آنکھوں پر صرف کیا جاتا ہے۔ آنکھوں کو
کرکس اور زیادہ نمایاں کے لیے کاجل سرنگی ہارڈ اور
فرزی رنگوں کے آنی شیڈز کے استخراج سے اسمو میک
کیا جاسکتا ہے۔ آنکھوں کو مستند چہرہ ذیل طریقے سے
اسمو کیٹ کیا جاسکتا ہے۔
سب سے پہلے چہرے پر فاؤنڈیشن کی میں لگ کر
کی ٹالیکس ایس رنگ لگ جائیں تو سیاہ مسکارا ہی استعمال
کریں۔ آنکھوں کے بالکل قریب جو چیز موجود ہے وہ
جین بنوئی اگر غور کیا جائے تو خوشی اس چکر میں نظر آتی
ہیں کہ جینوں میں اس قدر پک کر لیا جائیں کہ بالکل باریک
ہو جائیں مگر اس کے نقصانات سے وہ دوہرا نہیں ہیں۔
جینوں خریدیٹک کے بعد باریک تو ہوجاتی ہیں مگر چہرہ بھرا
بھرا نظر آنے لگتا ہے اور بعض اوقات چہرہ خشک نظر
آنے لگتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ آنی ہارڈ کو ایک ہارڈ
حد تک خرید کر لیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ
خود آنی ہارڈ کو پکھلے سے پک کر لیں مگر اس کام کے
بہت دور اور احتیاطا ڈولوں ضروری ہیں۔ آنی ہارڈ کو آنی ہارڈ
چمک سے گہرا کرنے بھی کوٹش کی جاتی ہے جس کی وجہ
سے بعض اوقات جینوں معنوی لکے پگے لگتی ہیں جی
ہاں آپ آنی ہارڈ بھی ضرور رکھا کریں تاکہ بہت وقت
ضرورت خود آنی ہارڈ خشک نہ کریں۔ آنی ہارڈ کو آنی شیڈز
سے بھی سنوارا جاسکتا ہے مگر خاص ترقیات اور مواقع مگر
ہر ایڈیا بلٹا پیکر لکھیں بلکہ زیادہ ڈاکر لکھ سکتی شیڈز
سے سنوارا بہتر ہے۔

”اب کالی آئی لائز پرنٹل سے آنکھوں کے خدا مخل کو نمایاں کر رہا ہے کہ یہ ڈاکٹ لائن پٹیوں کے اوپر پٹیوں کے ساتھ کالیں لیکن لائز کی طرح لیگنہ پٹیں بکساتے پھیلا کر لگا ہیں۔
بھنوں کے نیچے کی جگہ کو سفید اور سورنگ کے شیڈز سے بالی لائٹ کریں۔
آئی لائز پرنٹل کے ساتھ خوب بنا سکیں یہ خوب زیادہ بڑی نہیں بنیں جلی جیسے پھرنے کے ساتھ سر کی رنگ کا شیڈ اس سے پر پھیلائیں، آنکھوں پر اس کی میک اپ کے لیے شیڈز برش کے بجائے آنچ کی مدد سے زیادہ صفائی سے لگائے گئے ہیں۔

اب کالی لائز لگائیں آئی لائز آنکھوں کے سائز اور خوب کے مطابق لگاتا ہے اگر انھیں چھوٹی ہیں تو بارکے آئی لائز لگائیں بڑی آگے ہر موٹا لائز بنجے۔
آنکھوں کے اطراف میں خصوصاً کونوں پر سر کی شیڈ دوبارہ سے لگائیں اور اسے آنچ کی مدد سے اچھی طرح پھیلا دیں۔

فنکشن دینے کے لیے آنکھوں کی اوپر کی اور چلی پٹیوں پر کالے رنگ کا مسکار لگائیں۔
اگر آپ آنچ کی مدد سے آنکھوں کا میک اپ کریں گی تو وہ زیادہ بہتر رہے گا اور زیادہ دیر تک آنکھوں پر بقیہ رہے گا۔

آنکھوں پر آئی لائز زیادہ نمایاں ہو رہا ہو تو اس کے لیے لائز کے اوپر ہلکا سا گرے شیڈز دکا دج دیں آئی لائز لگا دو جائے گا۔

اگر آپ نے آنکھوں پر شیڈ نہیں لگائے صرف آئی لائز استعمال کیا ہے تو اس صورت میں میں پھاؤ کی مدد سے لائز کم کیا جاسکتا ہے۔

آنکھوں کا میک اپ کرتے وقت اس بات کا خصوصاً خیال رکھیں کہ رات کا فنکشن ہے تو آنکھوں کا میک اپ نمایاں ہونا چاہیے۔
اگر آپ دن میں کسی پائی میں جا رہی ہیں تو آنکھوں

کے لیے ہلکا میک اپ بہتر ہے گا۔
اگر آپ ڈاک اس کی شیڈز یعنی (سر کی اور کالا) لگاتا ہنڈ پٹیں کر کے تو آپ گہرے ہنڈ پٹے اور ہر دن رنگ سے بکجاتے لکھن کو اس کی لکھ سے بکاتی ہیں۔

کنسیلیو
کنسیلر کا استعمال لائز کی تیاری میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے جلد کی خامیاں پر سفید رنگے میں کنسیلر کی طور پر نہایت معاون ثابت ہوتا ہے۔ جلد کی مساجد اور رنگ کا خیال رکھتے ہوئے کنسیلر کا انتخاب کرنا چاہیے ہر اینڈیشن کا خیال ہے کہ کنسیلر آپ کی جلد کو خوب صوری اور رحانی عطا کرنے کے لیے فاؤنڈیشن سے بھی زیادہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کنسیلیو کے رنگ کا خیال رکھیں
کنسیلر خریدتے وقت سب سے پہلے رنگ کا خیال رکھیں کوکشن کریں ہمیشہ ایسے کنسیلر کا انتخاب کریں جس کا شیڈ آپ کی جلد سے قریب تر ہو عموماً ہاتھ کی پشت پر چمک کر لیا جائے کہ کچھ آگے ہو جائے یا اگر فرق محسوس ہو یا اگر کے بارے میں آپ کا ذہن مطمئن نہ ہو تو چھوٹی کی جلد پر چمکائی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ہر طرح کی طرز جانچ کرنے کے بعد ہی کنسیلر کا انتخاب کریں۔ یاد رہے ہائے کنسیلر کم ہوتے ہیں جو خاص قسم کی جلد کے لیے سے ہوں، کنسیلر مختلف خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں بعض میں سوچر اور لورین اسکرین ہوتا ہے یا دوسرے کہ فاؤنڈیشن کے برعکس کنسیلر کو صرف چہرے کے چند مقامات پر ہی لگایا جاتا ہے۔

(جاری ہے)



میک اپ

ایمان وقار

نظم

اے چلے جانے والے سال
تجھے کیا کہنا تجھے کیا کہوں
تو گزر گیا.....
ٹو جا گیا.....
میری سرقوں سے کیل کر
میری چاہتوں سے کیل کر
دے کر دے گی تم مجھے
خود شگ ہی کے گزرا دیا
تجھے ایسے آنسوؤں کا درودوں
پائی آست پر چھوڑ دوں
کہنا آنے والے سال سے
مجھے خوشیوں سے لوارے
گزری ہے شمع کی بڑی
لن آنسوؤں کی تاب میں

جبر کون..... پیا بھری حانقاہ باد
نظم
جنہیں معلوم ہے جاہاں
ہر اک ہو چاہے
تہا رہے سن.....
تہا رہے سارے عدوں کو
تہا رہی ساری قسوں اور
باتوں کو.....
کے برسوں کی دیکھ نے نکلیا ہے
سنے سال میں جاہاں
کہاں کون سی خوشی کہاں پائیں؟
تہا نہ ذات سے امید نہ کئے سے کیا حاصل؟
تہا رہی باتوں کے درمجم میں جو ہم برسوں سے ملے ہیں

اس میں کہاں کہ ہر قسم خوش کرو
پاپے عدوں اور عدوں پر مل کر لو
یا.....
کہدو صاف کہ تم نے
اب تلک جیجی کیا ہم سے
لفظ جھوٹا اور سقا کیونکہ
سنے سال میں ہم نے
تہا رہے سارے عدوں اور عدوں پر باتوں کو کفر کرنا ہے
اور نیساں اب ہر
خوش ہو کر نہا ہے

سہاں گل..... دیم پر دھن
تیری ہمدت
کیا کیا ہے کہ
کہوں تھو کہ
نیساں بھلا میں
چلے گی وہی سر کی
ہوئی ہو کہ کام
سوار کی وہی جاس ہے
پھولوں پر خوشی کی
آؤ کیجیہیں سن
ہم سے محسوس کیا ہیں
انصاف پر تالے ہیں
ہم پر نہیں مصنف
ہر دن کی وہی ہیں
وہی داس ہیں یہی ہوں.....
کیا کیا ہے یہ بتا چھو
سنے سال ڈراؤ.....
تو کیا ہے تلو بل بل
یہ سر کی وہی ہیں
ہاں پوچھتے تھو
ہاں یہ دن رات جلد دے
تھی شخص دکھا
لوئی شام افلا

درد سگان کو
منظر نہیں
مدت تیری
تھو مجھے کی سال
یہاں دیکھتے ہیں
بندہ ہی بدلتے تھے جس

سب تو دکھاوا
تیری چوٹی بھی اب میرے لیے
حسرت نہیں
اب تو بھی چلا جا کر
بلکتے ہوئے ہم
صدیوں سے جیتے جاتے ہیں
نئی بات نہیں ہے
تیری مدت اے سے سال
تجھے ہی ہو... مہارک
تجھے ہی ہو... مہارک

نورین سگان سرور... ڈاکٹر یاکوٹ
نیاسال

ہر اڑسین پڑتا ہے
دکھ درد بہت ہے جانتا ہے
یہ سال غائب ہے
اوس کی کوہیں اڑتی ہیں
بہنوں کی بڑکی ہے
کسی نے کئے جوں کے پتے پر
خاک کی کوئی گتی ہے
باں کرتی ہے بینیت پر
لاہرین کوئی کرتی ہے
کیا کیا پرگ جانتا ہے
ہر اڑسین پڑتا ہے
یہ سال غائب ہے
تجھ کو دشت گردی اور دہا
اس ملک میں ہے کیا آواز
سہری اور چال اور دھانی

چرول ہو یا دل کا پار
عکسوں کو کوئی گز نہیں
ان کے لیے نہیں چوکی خوشا
مہارک سے کرب گہرا ہے
یہ سال غائب ہے

نورین انجم... کراچی
لم
اس خنوری میں
وہ دگر سے ہوا میرا نے گی
وہ جب تم میرے تھے
وہ یوں ستانے گی
اس خنوری میں...
وہ درختوں کے سائے
میں بیٹھا...
وہ دہل جڑا رہے تھے
ساتھ دہا
وہاں آنے لگے
اس خنوری میں...

ایم ظفر... جال پور
فران
صحت میں دست دعا کھینے والو
محبت کو سمجھو دفا کھینے والو
زرا خود بھی اس پر مل کر کے دیکھو
بھی زندگی کو دفا کھینے والو
زین پر جہادی حکومت رہے گی
کھا تک یہ خود کو خدا کھینے والو
فلس میں پندے مرے جا رہے ہیں
کہاں چھپ گئے ہو دفا کھینے والو
میری زندگی کا خدا میرا ہے
بھلا ہو تمہارا سزا کھینے والو
قصص میں قدر خوب صورت لگی ہوں
فرق کی قاتل لگا کھینے والو

فرید خری ہوسدلی... لاہور
دکبر

کیسے جاؤں کہ میرا کیا ہے
دکبر نام ہے لڑکت
رستے ہوئے رشتوں کا
چمڑے ہوئے لوگوں کا
انجھے ہوئے رشتوں کا
دولت ہوئی آنکھوں کا
رود میں دولی سائوں کا
ترقی ہوئی پاؤں کا
دل چرتی خجالی کا
دولت کا
کرلائی تھناؤں کا
بین کرل دھاؤں کا
پتہ تیر چاہتوں کا
نورے ہوئے غریبوں کا
صحن سے پور دھڑکن کا
دھڑکی دھاؤں کا
نور دیکر نام ہے
برختم کے گاہوں کے گھر جانے کا
اور...

برہم پور کے جیتے جانے کا
گفتہ سخن... سلال
نیاسال مہارک
پھر سے نئے برس کی آدھ کا بل بالا ہے
ہم نے بے ساختہ انھوں سے دل سنبھالا ہے
یاد ماضی کے ہر خند کھینے جگل سے آئی
اس بے وفا کی اک صدا نے دل دکھایا ہے
وہ بے وفا جو روح دواں تھا چاہت کی
تھے کہتے تھے وہ میری زینت کا سربا ہے
کھے رشتوں کی دیکھیں سکرانیں لے کر
میری آنکھوں میں وہ دھن سا آسمان ہے
تھے برس کی پور دور صدا میں سن کر

میں گزرا ہے کہ اس نے مجھے بلایا ہے
ہاتھوں میں پھول اور آنکھوں میں محبت لے کر
وہ سرپا سوخت بن کے آیا ہے
پر تو اک گل ہے تو نور ہے اک چھلکا ہے
یہاں بس خجالی ہے میں ہوں اور میرا سایہ ہے
پتے لکھوں میں اس کی آدھ کا وہی اک کر
چری آنکھوں میں انکھوں کی پاڑ لایا ہے
بکی اس نے کہا تھا تے سال مہارک مجھ سے
آج وہی مولہ میری ساتوں سے گھلایا ہے
وہ چاکا ہے پر اس سے جڑی رسوں نے
پاپا میرا خبط آڑ لایا ہے
وقت کی ڈگر پہ آج تھا کھڑی ہے اتم
اس حقیقت نے مجھے آج تک دلایا ہے
اتم زہرہ... سن

اسی سال میں
دیکھیں گے اس سال مہادی
کتنی خوشیاں پوری ہوں گی
دیکھیں گے اس سال مہادی
کتنے سماں چمڑیں گے
دیکھیں گے اس سال مہادی
خواب گر کے پتے پکارے
اس وقت مہادی چارہ
نہیں حقیقت شاید سدا ہے
اسی سال میں مہادی سال میں
شاید نکول ہی سال میں

پاکستان نکول... پھر
اکاش میا
اکاش میا
سال نو میں
دشمن کا حصول ہو
برکتوں کا ظہور ہو
اس دور سگان ہو
میں اور دشمنوں کا سایہ ہو



جوہر سداک

محاسبہ نفس اور امانت داری
 باخلافت سنبھالنے کے بعد جناب مرقاۃ نے امور غلات کو کم سے کم اور دھول و اضافہ کے ساتھ اس انداز میں چلایا کہ کسی مثل سے طبعی مصلحت عاجز ہے آپ اولیٰ سے اولیٰ بات پر اپنا خیال نہ فرماتے تھے آپ کا ضمیر بہت بیدار رہتا تھا۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ آپ نے کسی اپنی ذات کو اہم نہیں دیا آپ فرماتے تھے کہ امت کا ہاں اس طرح میرا گھول رہا ہے جس طرح غریب سے قبل کی حفاظت کی جانی ہے آپ نے ہمیشہ بڑے دقوں اور دوسری دہلی زندگی گزار دی۔ آپ کو کسی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب محمد بن ابی بکرؓ کے بعد زندگی نہ رہی تھی۔ آپ نے خاص انداز میں زندگی کے دن کاٹے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں وہیوں کے سفر میں پڑھوں کیونکہ اگر میں نے اپنا دنیا کو تویری مثل سے دوسرے جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف کر کے ان کے خلاف کریں گے۔

اولاد کو بڑی دق کے دل کی وجہ سے آپ کو یہ ڈر تھا کہ مجھے جتنے جتنے آپ کو اس کا یقین ہو چکا کہ آپ صحت یاب ہو جائیں گے آپ نے ان تمام بڑے بڑے حساب گزاروں کے نزدیک بہت ہلکا کر فرمایا۔ یہ تو کم سے کم ہزاروں سے زائد تھے آپ نے اپنے صاحبزادے سے بڑا کدواں تمام کویت ہلال میں ہمارا کوہ سے آپ کی شہادت کے دن اور بعد وہی رقم کو اگر کسی کی دہر حقیقت یاب کا کیفیت طبعی اور اپنی کارور کی کتاب کے لیے یہ ہلال سے لے کر آپ کو مجموعہ تھا۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض شمالی و عادات طیبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریا پات فرماتے کہ کیا کوئی میریلے جس کی عبادت کروں یا کوئی ہزارہ سے کہ اس کی بازیچوں اور ضرورت ہوئی تو شریف لے جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہوئے زمین پر ہی بیٹھ کر کہا کرتے تھے کہ اگر لوگوں زمین پر ہی اسرار تھے فریب اور یہ سہارا لوگوں کی عبادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کرتے تھے کسی کی کویت پر دیکھتے۔ ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے۔ کڑوٹا کڑوٹا زور دھونے لوگوں کے پاس خود خدایاے اور ان کی امانت فرماتے تھے غریب سے غریب آدمی کی اس وقت قبول فرماتے تھے غریبوں اور غنچہ ستوں کی مدد کرتے تھے کہ ان کا بوجھ تھا کہ بہانوں کی عداوت کرتے اور صلائی کے کاموں میں قتلان فرماتے (صلی اللہ علیہ وسلم شریک تھے) اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو کوئی کام مقرر ہوتا کہ میرے تو اس کو کسی صحبت فرماتے تو لوگوں کا طرح کرنا تھا ان کے لیے کہ ساتھیوں پیدا کرنا دین کو اس طرح چھوڑ کر ان کی عزت و ہمتوں کا حکم سے محبت میں نہ ادا وغیرہ۔

جو لوگ اہل علم افضل والے اور اوصیاء اخلاق والے ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عزت و احترام فرماتے جو لوگ عزت دے رہے والے ہوتے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسان فرماتے عزیز و اقارب کی عزت کے اور ان کے ساتھ صلہ رکھ کر تے۔ اپنے عزیز و اقارب میں یہ بند بچنے کو ان افضل ہوتے اور ان کی جس کو زیادہ حق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے۔ جب اپنے ساتھیوں سے ملتے ہیں تو خود صلا کرتے اور بڑی کریمگی کے ساتھ مواظف کرتے۔

آپ کی گفتگو ہمیشہ جب چاہا کرتے تو خوب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہوجاتے اور جب میدان کارزار گرم ہوتا سب سے کھڑے رہتے سب سے پہلے فریب ہوتے۔

(ان خود ارسال موصول کی شکل مرسول) خیر و حقیقت

جن انسان جب اندر سے ٹوٹ جاتے تو پھر سے خاموش ہوجاتے۔
 جن کو پراگمندی میں رہنا ہے ہر کام میں رکھنا جاتا ہے۔
 جن کو جب بات ہوتی ہے وہ نہ جوں سکے اور دہلی میں

سکتے۔
 جن انسان کو یہ نہیں ٹھننے سے مر جاتا ہے۔
 جن زہر کرنے کے لیے خود اور جینے کے لیے بہت مایوس ہوجاتے۔
 جن وقت جیسا بھی ہو جس گزرتا جاتا ہے۔

جن الفاظ کے انانت نہیں ہوتے مگر کیا بات لیتے ہیں۔
 یہ بھی اچھا ہے صرف سنا ہے کہ اگر لوگ اپنی توجہ قیامت ہوتی۔
 جن پتھر کیلے جسے ہرست سے کڑوٹا کڑوٹا دینا ہے یہاں جگ نہ کیا۔
 جن غلطیاں ہمیشہ کھردھ لوگ ہی کرتے ہیں یا کسی دیکھا ہے کہ کیا کچھ کج صحبت کے ہوتے؟
 چارہ ہمای۔ مری

بکین غزل
 میری محبت کو دل میں دل میں ماحول لینا
 اور ہلے آئے گا کوئی طرح کو کھول لینا
 لے جائے گا کہ پڑا کو کھانہ نہیں
 پیار کا سنے وقت دہرائیں
 مجھ سے دھجھ جائے کہ ہاتھ اچھا ہے
 تھوڑی دیر پر ہر کوئی کاوش کی گشت کیا ہے
 لوگ وہی بہت سے مل نہ جا جائیں
 عادل ناظم پر دیکھ لینا کہ کتنے زیادہ لوگ جائیں
 کسی کی گزشت یاد دینا
 ٹھگ مل گئے کو لڑا دینا
 علیمہ نور۔ حیران

اے اللہ ہاں جس طرح تو نے اپنی رست سے حضرت یونسؑ کو نکال کر تھوڑا رکھا۔
 حضرت یونسؑ کو تھوڑا رکھا اور ان سے تھوڑا رکھا۔
 حضرت اسماعیلؑ کو تھوڑا رکھا۔
 حضرت یونسؑ کو تھوڑا رکھا۔
 حضرت یونسؑ کو تھوڑا رکھا۔

اے اللہ ہاں ایسے ہی اپنی رست سے امت مسلمہ کو پاسکے اور تھوڑا کھانے سے تھوڑا رکھا۔
 نور بن اہم ہوں۔ کراچی

کسی کو جب اپنی غولی میں اس کا پیدا ہوا جاتا ہے پھر دنیا ہوجاتا ہے کہ مجھ میں غولی ہے اس کو کبھی کے پیچھے آئے گئے ہیں۔ جبکہ اپنی غولی پر ہاتھ ہونے لگے تو یقین کیجیے وہ اس مقام سے گزرتھانے شروع کر دیتا ہے۔
 شریلوچ۔ جنگ ممد

گولڈن ورثہ
 جن زہر و دھتوں سے بہتر وہ ایک دشمن ہے جو کل کر مخالفت کرتا ہے کہ میں مخالفت نہیں۔
 سونا اور کین کل۔ دفعہ شاد و ادا دل
 کسی بھی رشتے کو کھانے کے لیے قبول اور دھتوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔
 جس سے کھانے کے لیے خوب صورت لوگ جائیں
 ایک گھر مگر کھانے کے لیے ضرورت ہے۔
 اور
 دھت سے کھانے کے لیے ضرورت ہے۔

تانیہ جہاں۔ ڈسک
 ایک صاحب کسی زمانے میں ہر شکار دیکھتے تھے مگر بڑے سامنے سے گزرتے ہیں سے دین چلے استیصال کرنے لگے تھے پھر کسی ہر شکار دیکھتے تھے مگر دیکھے کوئی کج کسرت ایک مرتبہ ایک کچھ کا کینا بنادق کا نشانہ بنائیں۔
 ایک دن ان کے بیٹوں کو ان کی خواہش پوری کرنے کی سوچی اور دل میں بڑھ کر کھینچے ہوئے بڑے جہاں بڑھ کر کھینچے جنگل میں لے گئے تاکہ ان کے سامنے ایک بڑا درخت آگیا جو کچھ دیکھنے سے انہیں دیکھنا کوئی طرف لگا۔
 دھتوں پوتے پیچھے چلتے مگر کی طرف بھاگے اور پاپتے کا پتے ان کے ہاتھ لگتا۔
 "نصف ہو گیا کہ ادا جان کو کچھ نہ بڑا فلا۔"
 "چلا نا بڑا کدو۔" ہاں نے اٹاندا۔ "تھوڑا دلا جان تم لوگوں کے کھانے سے پانی صحت پکھلنے کی طرف کھینچے ہیں۔"
 "فینہ باب۔ مایوس ہل

دل کا کسکون
 کس میں بہت گناہ گاہوں؟
 "ج۔ مہدی رست سے مایوس ہوئے وہ سب گناہ بخش دے گا۔" (انقرآن)
 کس میں بہت کسکون نہیں ہے؟
 "ج۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی یاد سے دلوں کا مینان ہے۔" (انقرآن)
 کس میں بہت کیا کیا ہوں؟
 "ج۔ بے شک اللہ نگہ جان سے کسی زیادہ قریب ہے۔"

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ رب العزت کے پاک نام سے استعاذ ہے جو خالق دو جہاں ارض و سماں کا مالک ہے۔ ہر ایک طرح اس پارہی کی آج کل کا آپ۔ بہنوں کے لیے خاص طور پر تجاویز کیا ہے اب دیکھنا ہے کہ کتنا وہ اس کے معنی کی طرح رکھتا ہے۔ قادیانی سرافین ہیں اب جیسے ہیں بہم آئی کی جانب جہاں آپ۔ بہنوں کے تبصرہ ماننا نجوم جملہ عامر ہے ہیں۔

طیلسہ رانا: "بھانٹنا نوالہ" سو گودھا۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا وہاں پہچانے بھی کیسے کیوں کر میں آج سے ایک سال پہلے اپنے میں شرکت کی کہ اس واقعہ بھی آج کل سب معمول 26 کو ملا۔ تاہم کل کا میرا اسٹائل بہت پسند آیا سب سے پہلے در جواب آں میں مدبرہ آئی جو بہنوں کی محفل تھانے بیٹھی تھیں ہم بھی محفل سے لطف اندوز ہوئے اور ہمیشہ کی طرح مشتاقی احمد فریسی معلومات میں اضافہ کرتے نظر آئے۔ سب سے پہلے سلسلہ وار ناول "جنوں سے عشق تک" پڑھا "میں بھی اس ناول سے اور ان کی تیرا شریف طور سے جنوں سے عشق تک بھی محبت ہے۔ شہر میں تھوڑی سی تبدیلی محسوس ہو رہی ہے۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" یہ ناول پڑھنا سیدہ ناول سے عروہ کی تحریک زد تھی ہیں آخریہ تک سب سے کا بھی ہے۔ ہمیں اسے اپنے دل کی بات مودہ کو بتائی ہی ہوئی۔ "جنوری کی پہلی دھند" خیاہ بخاری کی اچھی کاڈھی محفل ناول "زرد محبت" جو ایک سی اسٹوری تھی۔ "داوت" "مسالت" "صدف" صرف نے کھلا ہے آج کل کی این سی او غریب بچوں کے لیے تو کوئی گئی ہیں لیکن غریبوں کو پچھا کوئی بھی نہیں۔ ہر کوئی اپنا پیٹ بھرے میں مصروف ہے۔ "یاس دل میں شریک بی بی" میں مجھے تھوڑی سی جگہ دینے کے لیے ہم سے پچھے میں محم انجم احوال پر دین افضل شاہین آدم کمال نے پھر پورین مہک، انیلا غالب، انیس خٹرا دی سب کے سولات کمال تھے۔

☆ دوسری طبعیہ اہلی طویل غیر حاضری لیکھ نہیں ہوا تو انتظار میں رہا ہے اب امید ہے کہ کتنا وہاں سے ہر ماہ مکمل تبصرے کے ساتھ حاضری دیں گی۔

اقرا آسمان: "سو گودھا۔ میری طرف سے آج کل کے تمام پڑھنا اور پڑھیں جو بہنوں بھر اسلام۔ اس واقعہ آج کل 25 تاریخ کو ملا تاہم کل کے چہرے پر تھوڑی سی سرگرمی کی گئی۔ سب سے پہلے مدبرہ آئی کی سرگرمیاں میں "ہمارا آج کل میں شہرت عیادت" سمیرا طاہرہ مصطفیٰ بھٹی رشتہ آفتاب جانا کو پڑھا۔ "جنگ ایک اور سال" "میں ساری اپنے سب سے سال سنانے میں مصروف تھیں۔ دو جواک میں گفتگو کھانا سنواری کی میرب کے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے جو وہ اس حال پر پہنچ گئی ہے؟ سلسلہ وار ناول میں "تیری زلف کے سر ہونے تک" یہ ناول بہت خوب صورتی کے ساتھ پڑھا جا رہا ہے اور فوٹو کو پڑھنے کے اصرار اس کی گزرتے تو فوٹو کی حالت دیکھنے والی ہوئی۔ فوٹو اب تہمت بڑے ہمارے کی ذمہ آئی۔ والے ہونڈ پکڑا لی سودہ اور دیر کی جوڑی بنائے گا۔ "نار ب کے ساتھ ایسا چھو کہو کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے۔ "ایک بار میرا اعتبار" اچھی سنواری گئی شکر ہے میرب نے غلط سلطان کا اعتبار کر لی ایسا غلط سلطان کو کسی ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اس شہر نے انشال کے لیے جو قربانی دی ہے اسے قربانی کوئی کوئی

میں کوئی اپنا کسی سے نفا ہوتا ہے اس کا دل رکھتا ہے تو موم بھی
ایسا جا سنا میں دنک کرکڑے ہو جاتے ہیں۔ جس سے نفا
میں محکم کا احساس بڑھ جاتا ہے۔

انتہا میں ایک دہمیت۔ صاف کہم چہ پوری
فاترہ میں۔ چوکی

ہول مٹی
چوکی چیلر کے سینما مشکل نہ ہو اور اتنا حاصل کر کہ
چھوڑے وقت تکلیف نہ ہو۔
چوکی عورتوں کی بھی بے جا باشت ڈال بھی۔
چوکی زندگی کی بھانپنے کی قیمت پوری زندگی کی مائی جانے
توانا نہ کرنا۔
چوکی میں جیلا انسان کا عاویں پر نہیں بھین جاتا۔
چوکی زندگی سے نفا اور کھل دیا جائے تو سکون پیدا
ہو جاتا ہے۔

چوکی جوشاں اپنی وفا کا ذکر کرتے ہیں وہ اصل میں دوسری کی
بھانپنے کا ذکر رہا ہوا ہے نفا تو ہی ہے نفا ہے۔
چوکی غریب نے کوئی رقم آسان نہیں ہو سکتی۔
چوکی ہر محفل لوگوں کو چاہنے کے باوجود نظر انداز نہیں
کر سکتے اور بعض لوگوں کو ہم چاہتے ہوئے بھی عزت نہیں دے
سکتے۔
چوکی جو ہم کو رہا ہوتے سارا دے ہم کو فوٹو کی شہادت دیتا
ہے۔

چوکی شہلا رانا کا ذکر رہا ہوا ہے نفا تو ہی ہے نفا ہے۔
چوکی غریب نے کوئی رقم آسان نہیں ہو سکتی۔
چوکی ہر محفل لوگوں کو چاہنے کے باوجود نظر انداز نہیں
کر سکتے اور بعض لوگوں کو ہم چاہتے ہوئے بھی عزت نہیں دے
سکتے۔
چوکی جو ہم کو رہا ہوتے سارا دے ہم کو فوٹو کی شہادت دیتا
ہے۔

چوکی شہلا رانا کا ذکر رہا ہوا ہے نفا تو ہی ہے نفا ہے۔
چوکی غریب نے کوئی رقم آسان نہیں ہو سکتی۔
چوکی ہر محفل لوگوں کو چاہنے کے باوجود نظر انداز نہیں
کر سکتے اور بعض لوگوں کو ہم چاہتے ہوئے بھی عزت نہیں دے
سکتے۔
چوکی جو ہم کو رہا ہوتے سارا دے ہم کو فوٹو کی شہادت دیتا
ہے۔

چوکی شہلا رانا کا ذکر رہا ہوا ہے نفا تو ہی ہے نفا ہے۔
چوکی غریب نے کوئی رقم آسان نہیں ہو سکتی۔
چوکی ہر محفل لوگوں کو چاہنے کے باوجود نظر انداز نہیں
کر سکتے اور بعض لوگوں کو ہم چاہتے ہوئے بھی عزت نہیں دے
سکتے۔
چوکی جو ہم کو رہا ہوتے سارا دے ہم کو فوٹو کی شہادت دیتا
ہے۔

چوکی شہلا رانا کا ذکر رہا ہوا ہے نفا تو ہی ہے نفا ہے۔
چوکی غریب نے کوئی رقم آسان نہیں ہو سکتی۔
چوکی ہر محفل لوگوں کو چاہنے کے باوجود نظر انداز نہیں
کر سکتے اور بعض لوگوں کو ہم چاہتے ہوئے بھی عزت نہیں دے
سکتے۔
چوکی جو ہم کو رہا ہوتے سارا دے ہم کو فوٹو کی شہادت دیتا
ہے۔



دیتا ہے ہر الجھڑت ناول "جنوں سے عشق تک" اس انسوری کے بارے میں کیا کہوں اس انسوری نے پہلی قسط سے ہی اپنے عمر میں بگڑا ہوا ہے۔ شہرہ اور اگن کی کمال کی جڑی ہے۔ "آؤ پھول پتیں" عنایہ جیسا صاف گوارہ چھا انسان ہوتا چاہیے! اجداد صادم کی باتیں سننے پر مجبور کر گئیں۔ "ذروعت" اس انسوری کے کردار میں ذرہ بذر جیسے نئے دوست کا پیغام آئے ساری دہائیوں کے دوسرے کو پیغام دینے میں مصروف تھی۔ یادگار لکھے میں روایت کوڑ معلومات میں اضافہ کرتی نظر آئیں۔ مکمل خیال و عاشق شمسہ نے انہیں ہمہ گیر انداز سے تسلیم سب کی تخلیق کا جواب حتیٰ آئینہ میں شادی ہے شمسہ نازہ یعنی آخر آج ارم کمال کا تبصرہ کیا خوب کر اگرم تھا! ہم سے پوچھنے میں پروین افضل شاہین نے مجھ پر یورین ہمک ایک خبر بادی کر لے کر سولات پسند آئے۔ اب اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ کہ اللہ ہم کو خوش خرم رکھے! آمین۔

انبیضہ احمد..... کوٹ سے رنگ۔ پیاری رازداز ریزہ ریزہ اور شہلائی کی کویر اسلام قبول ہو چکی اس دفعہ 27 کو لاٹا نکل کر گزرنے سال کا استقبال کرتے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی کھیلے جاتے رہیں کر پائی کیونکہ میرے چھوٹے پیارے بچا جان کی شادی بھی کر گئیں ایک خوب صورت اضافہ ہوا لیکن ڈائجسٹ بھر بھی پڑھ پھڑا۔ سب سے پہلے مدد پر ہی کی سرگوشیاں سنیں محضت سے دل کو سوزا کر دیا جواب آں میں قیصر آئے نے خوب محفل چائی۔ دانش کدہ سے فیض پا ہوئی پھر انیسویں صدی ناول "جنوں سے عشق تک" پڑھا شہرہ اور اگن کی جڑی ذرہ بذر سے دونوں لگے کہ ہیں مہر عزا رہا ہے بڑھنے میں اسی سے کسا ترکہ ہے ناول کا کامیاب جائے۔ نازیبا لہی آپ کا ناول "شب بھر کی پہلی بارش" جس شخص کے ساتھ گئے بڑھ رہا ہے اسی طرح بڑھتا رہے۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" انشراح "فول کی کرن" سے یہ انکشاف اچھا لگا لہی ذریعہ اور سودہ کو ایک کرنا پلیز عروہ کے ساتھ بہت کرنا۔ ناسلسلہ رازداز ناول "جو خاک میں تھا" لاسٹ میں پڑھا اچھا ناول ہے۔ ناول دونوں بیٹھے تھے! انسانوں میں "سجائی" "ناپ پر ہر ہا کشور سلطانہ کے کمال کا ڈرنگل لکھا دل خوش ہو گیا۔ بیاض دل میں ارم کمال انجم انجم علوان مدنی پورین کے شعائر زبردست لکھے۔ دانش قاتلہ میں سادی ریسپر پڑھ کر منہ میں پانی آ گیا۔ نیرنگ خیال میں سب ہی آپ پڑھتے۔ یادگار لکھے میں مکمل خیال و عاشق شمسہ نے بہت اچھا لکھا۔ آئینہ میں اظہار غالب اور ارم کمال اور آخر آج نئے میدان ملایا! ہم سے پوچھنے میں جہادی باری کب آئے گی آخر میں میری دعا ہے کہ یہ ناسال ہم سب کے لیے اچھا ثابت ہو آؤ۔ اللہ سبحان و تعالیٰ! آج اور جاہ دونوں کو بہت زیادہ ترقیاں نصیب کرے اللہ حافظ! پاکستان زندہ باد۔

بلاؤ نیر فرید اودھال کے لیے جزا کا۔

سمیعہ رانی..... ملتان۔ تمام نکل اسلاف اینڈ ریزہ رازداز اور پیاری ہی شہلائی کی کویم جہادی کی طغمری تیرا دور سے سال کے طلوع ہوتے سورج کا پہلا سلام قبول ہو۔ بی ہاں سے سال کا سورج طلوع ہو چکا ہے جس کی روشنی میں بادولت جبرہ تجر کرے میں خوش ہیں۔ ناکل کر لہی! تیرا تیرا رخصتا کیوں دیکھتی سمیت دل کے آئینوں میں جگہ پائی محضت سے نورانی طور حاصل کرتے ہوئے بہنوں کی محفل میں انٹری دی۔ نازیبا لہی! اللہ آپ کے والد محترم کو کھوت کا مدد عطا فرمائے! آمین۔ انہرہ خوشاں! پیش آپ کے قدم چوں شمسہ عروہ کی اللہ آپ کو صبر کا عطا فرمائے۔ دانش کدہ میں چھپے آنا سب تک پہنچے آگے پڑنے کو دل ہے قرار ہوا! خیر لکھے سمیعہ کے لیے دل و لطفی دے کر صبر کا اس تمام لیا! تعارف چاروں بہنوں کا کچھ رخصتا قاتل! سدا قاتب کی طرح بے شک رہو لیجیے دوستی کا ہاتھ کی بڑھا دیا اور آپ کا شکر کیوں کر دیتا ہے۔ دریائے ہمک کا سفر تو کرتی ہیں گھر کے شہر جانے

کے لیے آپ نہیں ہیں بسودا دہاں آگئے تھے۔ سنے سال کا سورہ حرا قریش! اظہار غالب! انجم کے شک سبھی کا چھانگا۔ نازیبا لہی! اب میرا کوئی لکھی کر دیں اور ہوا زان کو کھر عاں کے نام کر دیں کب تک سے جا رہے تیار ہیں گے۔ یاسین شاد! شاد! لکیز ناول لکے حاضر ہو کر میں کی یاد لہ پڑا تھہ کر لکھا۔ قسط دار "مجلس صبر کا دامن تمام لکھے ہیں" جیسے "جنوں سے عشق تک" کے لیے تھا ہوا ہے۔ صمد رحمان کے ساتھ ہم نے خوب پھول پتیں جہادی کی پہلی دھندلیا جہادی کے شک اچھی کی گئی! انسانے اور ناول بھی زبردست رہے۔ آؤ رنگل بہت خوب بھر ملے جلتے سک خراسی سے نیرنگ خیال تک پہنچے جو جناب صا صاحب من حرا قریشی نے سال کی آہ پڑائیں بنائے! یاسین! ہم بھی ساتھ ہوئے۔ ہاجرہ عمران! امید ہم کے کراب کے بریں دھندلیا طویل رانی رانی رخت سفر باندھتی نظر آئیں گی اور چکنو کے دے پر ہل دیوں ہوں گے۔ دوسرے ہم اداسیاں کھیلنے سال میں دیو دیا کر کوڑ خالود صاحب آپ نے سب کو یاد کیا کر گئے بھول گئیں ناں آپ نے تھا کیا آپ کو کیسے بھول گئیں ہوں بہر حال بھول گئیں ناں۔ کوئی بات نہیں یہ دم دینا ہے آپ سے بات کر کے برا بھلا نہ کہیے۔ آپ کی سلسلے پوچھ کر لہو اور کھوڑے سے ادھر سے رہ گئے لیکن بھر بھی اچھا خاصا پڑھ ڈالا! چل آئے۔ آخر میں آپ کی سچوٹا سا لکھ ہے کر کیا آپ چل والے مجھ سے ناراض ہیں یا ہم غریبوں سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے جو میرا چوٹی دفعہ لکھا گیا دوست کے نام پیغام میں چھپ رہا۔ بہر حال جہادی محبت میں کی نہیں آئے گی ہم آج بھی پیار سے آج ملے سے دیکھی ہی عبت کرتے ہیں جیسی کی سال پہلے کرتے تھے۔ جہادی عاں! عروہ! فیض و لکھ کر بھی اپنی (ہری مری) ساتھ سکندر سوم اور اظہار غالب! تحیرہ! نلیم! ان سب کو کتنی دفعہ دوستی کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے سب تک نہ سلا ایک بار یہ کیا رخسانہ آخر سر گودھا اس کے ساتھ ہی اجازت چاہتی ہوں زندگی بھر تو پلے رہیں گے اللہ حافظ۔

میزاب..... قصور۔ السلام! بیگم! شہلائی! کیسے ہیں آپ؟ آؤ لکھ ریزہ رازداز اور ارم کمال چاہتوں بھر اسلام قبول کیجیے۔ اس کا آؤ لکھ زبردست تھا سب سے زیادہ مجھے ہاں پسند آتا آف ناول کے کپڑے چھوڑا ایک اب میرا اسٹال کمال کا تھا جی میں اینڈ ٹھیک جی ٹھیک! اس لیے کہ کھل دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" انشراح! آپ کا انشراح کو با لکھ کر کے چھوڑیں کی اتنی! بھینیں اس کے چھوٹے سے درج میں ڈال دیں! اللہ ہی رحم کرے۔ اب حسن حسن میں نول کے عتاب کا نشانہ بنے گی۔ "شب بھر کی پہلی بارش" بہت اچھی جارہی ہے! نازیبا لہی! جی! زادیا کو کچھ پکڑوں میں ڈال رہی ہیں۔ شہرہ کے لیے عبدالہادی ہی لکھی ہے پلیز! دیکھنا اور صیام کی جڑی کی بیٹہ ہے۔ "جنوں سے عشق تک" انجم! جنوں نے عشق میں تیرے تبدیل ہو گا ہاں شہرہ لکھنے ہیں۔

بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں
دل کی بربادی کے آثار نظر آتے ہیں

باتی سارا آج بیٹہ ہے! ہم بھی بڑھ رہی ہوں! نو دیا ہے! میں میں ذرا حوصلے سے پڑھتی ہوں کہ کبیں جلدی قلم نہ ہو جائے۔ زندگی رہی تو بھر لکھا ہوا! اللہ کرے 2018ء میں سب کے خوشیاں! امن اور سکون لائے! آمین۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے اور تمام مسلم ملک کی حفاظت فرمائے! ہر ماہ کے مسلمانوں کے لیے دعا عاں۔

اسماء صدیقیہ! لعینہ مصوری..... خانیوال۔ السلام! بیگم! شہلائی! کابو! امیرہ! آپ سب تحیرہ ہوں گے! ناں! آج میرا رازداز کی ملافت کھتی! پیاری! یاسین! نازیبا! پاکت میں سے لے کر کھٹ کر دیا! ٹھیک ہی پیاری رہنا! (کدہ بھی کھٹ کر لے رہا)۔ ہر ماہ کھانا ہر شہلائی! آپ کی سرگوشیاں

میں سو رہے تھے مجھے تھک کر چاہیے کہ چوک پڑے پتا ہے کیوں؟ پیاری؟ آپ کے کہا (ہمیں نے فحری سال کی ہجرت پر ہمارے ملک ہار دینی چاہیے) آپ کی ہم آئندہ سنے اسامی سال عمر الحرام میں ہمارے ملک ہار دینے کے ضرور ان شاء اللہ کیوں تاہم یہ سلسلہ ہوا (ہمیں) اس کے بعد حضرت سے دل کو مستند کیا (دشمن کا کھنڈے سے دانائی کے موٹی پتے اور چاہیے ہمارا دل چل گیا) تقریباً یہی تعارف اچھے گلے کمرسب سے اچھا تعارف حضرت عیسیٰ کا لگا۔ سروے میں جھاک کر دیکھا ہر دل عزیز را نضر قرینی صاحب بلند بالا سند پر راجا جن میں (کاٹ لیا ہوا کہ میں آپ سے مل سکوں) پھر آئے سلسلہ دار ناول کی طرف "تیری زلف کے سر ہوئے تک" اب کی بات اور انداز ہی عجیب تھے اسے حیرت اور ہی سے نازل اور یہ جیسے بندوں میں ہمدردی اور گناہ کا پید ہوا کہ یہ سارا کرڈٹ آپ کی اقرار کو ہی جاتا ہے چہاں دار کو افسران کی بجائے لایب کی نالی ہوتا تھا۔ اسان خطا ہو گئے افسران جو صاحب کی بیٹی سے شکر ہے سو وہ کے فہم مندل ہو گئے۔ "شب جگر کی پہلی بارش" خوب اسٹوری چل رہی ہے یہی وہ آئی جلد از جلد شفا صاحب ہو جائیں آزاد کی فرمائے اور یہی نہیں جانی۔ تاہم یہ 2017ء کے مس رانر سے میں ستر ہوئی وہ آپ ہیں اس ذات جسٹ سے تاہم طرے کا سبب آپ کے ناول کی پہلی قطعہ سے اللہ آپ کے والد صاحب کو صحت کامل دے آئیں۔ پانچویں سیر کی طرح یہ میام کہاں غائب ہو گیا ہوا آیا محبت کا جو عید اور سکون کتنے معاصی سے دوچار ہوئی مگر جن جان سے لپٹ کر خبر تک نہ لی۔ میرے پاس سے گزر گئے یہی ناول تک نہ لی۔ جنوں سے عشق تک۔ لہذا صاحب کا رو بہ قافل حسین ہے احساس اسٹریکٹری کا شکار شہر یہ سخت خوں میں بند ہو چکی ہے۔ لگتا ہے کہ اس شہر کے پیچھے میری چلا جائے گا وہاں خوب اثر انداز ہوئے گا کہ یہ خوں میں بند ہو جائے گی۔ افسانے اور ادب ہی خوب تر ہے "وہ جواک میں تھا" یا میں شفا بہت افسانہ بہترین ناول موضوع کا چناؤ و منفرد انداز تحریر الفاظ کو آج بھانڈے کھڑے ہیں۔ لفظ لفظ سے ادبی جانی ٹھک رہی ہے بہت کچھ سکسا میں نے" اور اچھے بول میرے رب کو پسند لفظ "میں" میرے رب کو یہ دیتا ہے۔ "تیرا ناول کا شدت سے انتظار ہے گا" وہ ایک لکھی آپ ایم ایم کا کہنا ہے جانتا ہوں کہ مکمل ذات جسٹ پر فوٹیت آپ کی تحریر کو حاصل کی ہیں جوں جوں پڑھتے گئے دو نکلے کھڑے ہوتے گئے کہ جوں ہی اختتام ہوا گرم سال کا احساس ہوا۔ پیاری سائرا آپ کی تحریر سے دل کی تیرائی کی ایسا انش فطرت چھوڑا جو شاید تا عمر مدیم نہ ہو سکے۔ ہمارا دل تو مینا ندی کا در در دیتا ہے نہ جانے ہم کیوں شدت پسند ہیں جانتے ہیں۔ اللہ بھان نعلانی آپ کے لکھ میں بہت عطا فرمائے اور اصلاحات کا دروازہ بنائے اس میں شدت سے آپ کا انتظار ہے گا۔ "سافت" صدف صدف بہت ایک پیاری تحریر جو طنز و مزاح کی محبت میں پور پور دی ہوئی حاصل مطالعہ ہی اور وہ دکان کا واحد کا انداز عجیب سا لگا (گھر سارے کھلنے گئے جوں جوں پڑھتے تھے)۔ "کوئی تلاء نہ کہ" اہا ہی ہی ہی۔ یوں لگ رہا تھا ہمارے گھر کی روداد ہو۔ ہماری اہل جان بھی ہماری بھائی خانا جو بول ہی میں ماں کے سر سے پرفاز ہوئی ہیں وہاں فوٹا نساج میں اس انداز ہی رہتی ہیں کھلے وہ ادھر سے کن کادھر سے نکال دے پتہ چارہ باب ہے لی دونوں کھول میں کشیدہ شہر بنا ہوا ہے۔ صدف بھان نیام بھاری نامار ملو کی محبت کے انوشہ شے میں گندمی کا جواب تمہارے ہیں۔ آئیہ اخطا بلا غلطی اچھ زہرہ خانہ شہر پرویز ادم کیل آخر آجٹ کے پیارے پیارے تھرے اچھے گلے اقرار آجٹ کا شکر ہے نے پیار لکھا۔ میں ناول میں مان کر دیکھ ہوا کیونکہ یہی سہی ہے آپ کی۔ ایم ایم کا ناول آپ میں نے آپ کی تحریر کی اس ناول کو کے متعلق جو سب سے نیند پر کھڑے ہیں انہی میں کی ملامت پر دینا قائم ہے۔ چوٹی کا مینڈر سے ہماری کیوٹ میں کرن نے خوب فائدہ اٹھا یا ڈاؤنٹین لکھ لگا کر پڑی بی بی اہا۔ دوست کا پیغام آئے خوش نصیبوں کے نام بنگلہ گھر ہے تھرے خوش نصیب ہوں اب کے جب ہماری پیاری دوست ہمارے مام چند

پل کر کے گی آئی مس پوشیدہ صاحبہ اللہ رب العزت کا چل کر خوش حالیا نصیب فرمائے دن نگہ رات چوکی ترقی عطا فرمائے اور اپنی رحمتوں کا سایہ فرمائے آئیں۔ خوش رہے آپ سب کو دل کو بھی زندگی کا حصہ سمجھ کر انور کر دیں اپنا خیال رکھیے گا ڈاکٹوں کی درخواست اسچھاب عبادت اللہ حافظ۔
 پیاری اسامہ! تیرا بھلے بے دھندہ یا آئندہ بھی کھل میں شامل رہے گا۔

شبنم حسین..... لاہور۔ السلام علیکم! امید ہے سب خیریت سے ہوں گے! آپ کی لکھی ہوئی کلاما ورق پیارا تھا سب سے پہلے حضرت سے دل کو منور کیا۔ یادگار لکھے ہمیشہ کی طرح دل پر اثر کر گئے آئینہ میں خط شوق سے پڑھتی ہوں اگر اپنا بھی شامل ہو تو شوق پڑے گا۔ عمل میں آج ایم ایم کا قصہ لکھا "وہ ایک لکھی" درست تھا۔ "تیری زلف کے سر ہوئے تک" بھی اچھا رہا ہے آپ کی ناول کے دل میں افسران کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں وہ اب دور ہو چکی ہیں پانچویں سیر کی سوڈہ کے متعلق بات کر لینی چاہیے یہ نہ ہو وہ بعد میں سمجھتا ہے۔ "شب جگر کی پہلی بارش" کے صفحات بہت عمدہ ہوتے ہیں پلایز جو ہا دیں۔ شیر دل کا انجام بہت اچھا ہوا اس لیے مجھے غلام لوگوں کو ایسے میں ملنی چاہییں۔ شہزاد اور امیر الہادی کو ضرور ملانے کا نیرنگ خیال میں کوڑ تازی کی لکھ سنال سال کا سورج پسند آئی۔ بات آپ کی لکھی تھرے لکھے کے شوق میں ابھی نہیں پڑھا ان شاء اللہ آئندہ ناؤ کھینچنا بھرے کے ساتھ شامل ہوگی اللہ حافظ۔

شفا صدیق آباد۔ قہارم کریم کو سلام دعا ہے کسب خیریت سے اور خوش ہیں ہوں نے سال کا آج کل ہمارے ہاتھ میں ہے۔ "وہ جواک میں تھا" سے آغاز کیا۔ نئے سال کے نئے کی طرح لگا ہے ناول واہ زبردست۔ امید ہے یہ ایک ٹاپ کلاس ناول ہوگا۔ "سافت" کے لیے تو یہی کہنا چاہوں گی کہ ہم جو بھی ہیں پاکستان سے ہیں اگر پاکستان نہیں تو ہم بھی نہیں۔ شکر ہے کہ لکھی کو قتل آگئی اور اس نے بروقت اچھا فیصلہ کیا ذیل ذون صدف جی۔ "تیری زلف کے سر ہوئے تک" افر آئی ہے تو اس بار خاصا ہنسا دیا جب یہ پتا چلا کہ وہ ناول دار ہی اصل میں افسران کی والدہ ہیں۔ ناول کی یہ قسط بھی بہترین رہی، نل فارم میں "سجانی" ایک جمعی تحریر کی اس شکر کی تفسیر کہ.....

اپنے لیے جیسے تو کیا خاک ہم ہے
 "نسا سال اوتھ" سمجھتا ہوں تاہم شہر میں نہیں کی ہر حال تو کلمین کے الفاظ کا چناؤ اچھا تھا کہ موضوع پرانا ہوتے ہوئے بھی کہانی مزید لکھی۔ "شب جگر کی پہلی بارش" ناول تو بہترین ہے ہی لیکن تاہم یہی کی شاعر سے لکھی جا چاند لگا رہی ہے۔ ناویہ فاطمہ صوفی کی تحریر "ایک بار کویر افسانہ" میں بہت اچھا لکھا ہوا شکر کہ لکھی سلطان کی ختم ماری قلم ہوئی روختہ خاصا نقصان ہو چکا تا اس کا ادب میر کا۔ "جنوں سے عشق تک" کی تو بات یہ کیا ہے اس تحریر کے سامنے تو جیسے الفاظ ہی رک جاتے ہیں۔ سیرا کی بیروہ و دن کا شروع میں ہی نکاح کر دیتی ہیں اور ہر جان کو خوب لڑائی میں اہا۔ بات اسٹوری پر ابھی پڑھی نہیں ہیں دو تین دن بعد اپنا میگزین اساتذات ہور ہے ہیں اس لیے یہ خیال دل میں بھی کا کا تھا اچھا کہانی یا میں بھری اللہ حافظ۔

حنان ارشد..... لاہور۔ السلام علیکم! پیاری شہلا! آپ کی میری طرف سے آپ تمام قارئین ایذا آجلی اساتذات کو پیار ہر اسلام۔ ادم کرکے ہوں کہ سب اللہ کے کرم سے سرور دیدہ وہ سب سے شہنشاہت کو چھوڑ کر دھند سے ملی ہوئے اس کے بعد وہ جواب آں میں تھا کہ حضرت عیسیٰ کا تعارف اچھا لکھا پہلی بار شکر کر رہی ہوں امید ہے آپ کی کھل میں جگہ ملے گی۔ ماشاء اللہ آج ایک اچھا ادبی رسالہ ہے تمام سلسلے

بہت اچھے ہیں سلسلہ داروں میں "تیری زلف کے سر ہونے تک" بہت زبردست جادہ ہے۔ "شب بھری پہلی بارش" نازی آبی آپ کی شہادت سے کی خصوصیت "اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کو شہادت کا ملکہ و عاجل عطا فرمائے۔ جناب وقاص عمر میں آپ کی تبدل سے شکور ہوں کہ آپ ہر کی بے لوث اقیانیاں کر رہے ہو شاید کوئی اور بھی نہیں کر سکتا آپ جیسے لوگ کبھی کسی فراموش نہیں کیے جاسکتے۔ ہاں آپ کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو جائے آئینہ میں نور مسکان سر مغز و بکس اور ناز و جہتی چوکی سر فرست رہیں۔ بیاض دل میں حنا ہر ایک کھن کوئل اور وقاص عمر سر فرست رہے۔ نیرنگ خیال میں کنول خان کوثر نازی کی شاعری نے دل کے تار کو چھو لیا۔ دکانر گئے ہیں غفلت سے وقاص عمر اور درویش کوثر کا خیال بہتر نہیں تھا۔ ذریعہ ناز فریڈ ڈاٹ میں سے کوئی بھی نہیں، بہن ہر شاعری مجموعہ "خواب سے خواب تک" پڑھنا چاہئے تو 24 دہرے دیہ کے ساتھ میرے سوا کبھی نہر پر رابطہ کر کے ملکو کھتی ہیں اللہ تکمیل۔

بہن بیاری حنا پہلی باہم پر خوش آمدید آئندہ مکمل تبصرے کے ساتھ حاضری دیجیے گا۔

صاحبزادہ انصاری حیدر آباد۔ السلام علیکم ضروری کے شمار میں خوش آمدید آج کل 28 کوکاتو خوشی و چند ہوسکی گیند کا زمانہ بارہ بجے ہم نے دہری کے سردرات کے فرسوں کوں میں خود کو سالگرہ مبارک کہا ہے ہونی و بلی خوشی فرست رنفلز دروازا میں انعام نہ دھکا تو آئے بڑھ گئے آپا کی "سرگوشیاں" سینہ و اقیانیاں کے عذاب چل کی سالگرہ بھی تو منانی ہے ان شاء اللہ اس بار سالگرہ ہمیں ہر بار سالگرہ کا نور لگا کر فرسوں کے آج کل میں گھسے کا آغا ز میں سے سالگرہ میرے ہی کیا ہے کہ شہادت حدیث مبارکہ اور انکو دل میں گھر کر گئے۔ در جواب آپ میں لاری پرستی کوں نہیں کہیں سے قیصر آپ کا یہ شکوہ کا گمان اچھا لگتا ہے۔ نور شہل آپ کا نام بہت اچھا لگتا انسانہ منتخب ہونے پر مبارکباد۔ اگر لڑائی ہمارے شہر کا نام ضرور رکھئے گا کہ ہمیں بھی پتا چلے انتظار کی گھڑیاں کس کے نصیب میں ہیں ہمارا آج کل میں عشرت آپ کا گھسے میں نکار جانے والا نہ زیادہ پندہ آغوش و میرا آپ کا منافق آن چاہا میں کر خوشی ہوئی مجھے سے دس ماہ بڑی رشامہ قرب جاناس آپ کا تعارف مجھے سے زیادہ اچھا لگتا آپ کی بیشتر پسند مجھے سے تھی ہے بالخصوص لڑکا ہو کر نازی میں جانے کی خواہش اور اپنی دوست سے اتنی محبت مجھے بھی اپنی دوست مار پیٹ سے محبت ہے اتنی ہے اتنی آری میں جانے کا بہت شوق ہے انتہا آپ کی مبارک میری بارش کی آری سے محبت کی ہے بھل فرمائے۔ "چینا اور ایک سال" میں حراقہ کی آری کی مدد کو لکھ کر "جاری کی مدد کو لکھ کر غصہ یا مسعودہ کی کیا ہو جاتا کہ میرے جوابات جنوری کے شمارے میں شائع ہوتے ہوں ڈاٹ میں کیا گچی اور دل کے کوٹھے کا اثر ہے کہ میں نے پانچ سال کا اور صرف نصف کوٹھیں پر چلا (معدرت دونوں سے تم لکھا ہوا ڈاٹ پھر فرمیں گے اور دوسرے پڑھنے پر چھپا میں کی)۔ ہاں افرار کو بڑا حال اور بڑھ کر اچھا لگتا کہانی آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ "سجائی" میں خدیجہ جلال کا چنانچہ پورا اثر تھا نیک اولاد اولاد اولاد صدقہ جاریہ ہے بے بدلہ کن تربیت اولاد میں بہترین لڑکا اور لڑکا چاہیے۔ "نیاسا اور دم" بھی پسند آئی نازی کے ایک بار پھر بھلوں کے کمر میں ٹکڑا ڈولن ہاں نازی کو کوہ کے حوالہ سے مصلوٹا دینا ہے حد شکر ہے میرا "جنون سے قہقہہ ٹوٹا ہوا تارا" اور "پچاسیتیں سے شیشیں" کے بعد میرا انورٹ ہو رہا ہے۔ میں بک پر داروطلو کے ایک کیڈنٹ کی خبر لی کہ وہ تھا ہوا انہیں محبت دے گا کمر سے وہ ہمیں "زود محبت" سامان دل پڑھنے کو دی۔ راضہ و رغبت حیا بخاری صرف گیلی آئی ایم انا قاضی سے معدرت آئیں انہیں کس میں پڑھا۔ ہاں ان کو سرفلان کا آڑھیل پر ہوا انظفون کا چنانچہ کل تھا ہو کر نازی حساس مسئلہ پر مصلوٹا کا قابل دیدہ رہی سلامت میں اضافہ ہوا۔ بیاض دل میں ادرم کلید ہو چکوروں کے اشعار پسند آئے سہاس گل کا شعر دوازی کی زینت ٹھہرا۔ دُش مقابلہ کی تمام دُشرا می کے لیے محفوظ کر لیں، یعنی ہاں کھلے سے تمہا میں واہ۔ نیرنگ خیال میں حراقہ کی اپنی دوست رہیں اور کوس

مریم کی شاعری پسند آئی۔ زمین سر میو کا سال کے حوالے سے کاوش بہت پسند آئی مبارک قبول کریں زمین دہری کے چاب میں آپ کا ہے اپنا پیغام پڑھا آپ نے سچ کہا کہ "مہلا لیاں کریں تو کیا کریں واقعی تو یں سچ پر حجاج تو ممکن نہیں" نرسن میرے رنکیل کا پیغام ہی سہی تھا کہ ہمارے بس ہیں جتنا ہو سکے تاکر یں قلم کے ذریعے اس سٹیل میڈ پر سب اپنا جگہ لائیں تا زور و حشر ہمارا یڈن ہو کہ ہم بھی صرف تماشائیوں میں سے تھے سنے آئے رنکیل بہت مختصر لکھا تھا کھلی باقی ہے اب تکہ رنکیل کے نام پر بس مختصر پیغام دینا چاہتا تھا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمارے لکھنے شاعری پر بارود بکھر چکا کھلا مسلمان بھائیوں کو زادی نصیب فرمائے ویسے آپ میں بک پر کس نام سے ہیں اور حیدر آباد میں کہاں سے ہیں؟ کیا اختلاف ہو گیا میں نے انتظار ہے کارن۔ نہ بیکہا ہے نہ خطا چھانکا۔ راجہ شاہ مجھے آپ کی دوست قبول ہے اب پیغام میں آپ کا ہے جو بلیے گا۔ دکانر گئے ہیں غفلت سے وقاص عمر اور درویش کوثر بالخصوص سہاس گل کی قلم وقاص عمر کی دعا اور طاہرہ منور کی غزل پسند آئی اور آج ہی میں بک پیدا لائیں یہاں روڈی کوثر "مصلوٹا" میں اس لائن کا اضافہ کر لیں۔ "بہنو کا شہر" حیدر آباد پاکستان کو کہا جاتا ہے ہاں جی دل و جھنڈے کا جانی تھی مگر شہرت کے بایوں کے بحر میں معطلی کی بھد تار و تار غزل بھی پسند آئی۔ شہلا عامر کے نیند میں نور بن نجم انجم اپنا شمار کمال ذکر سرسبز تاشال ہاشی اور افرار جنت کا کس کے بکر ہے حدیثی ہوئی آپ کے لیے میں آفا شاہی مگر میں آپ بھی کو بہت خوش دود سے پرستی ہوں انتہا آپ سب کو ہمیشہ چل دیاب سے جوڑے گئے افرار جنت ہے حدیثی ہے تبصرہ پسند کرنے کا محبت کے معاملے میں ہے پڑھا ہوں اے آپ کی محبت بھی کھاری پرستی ہوں مگر اس بار سرری لگاؤ اور حیدر عاصم پر پڑی تو کھم کے تبصرے شہرت کے بایوں سے میں پیار جو بہت ہے۔ ہم سے پوچھئے پڑھا تو سوچا چلو ہم بھی کبھی پوچھتے ہیں؟ شام کی ہے کام کا ہمیں اس بار واقعی کام کی نہیں میرے لیے نہیں بلکہ آس پاس کی لوگوں کے لیے جو شریکے ہیں میں گھر سے ہیں اور دینان سے تو درہمہ کے گل جاتی ہے مصلوٹا بہتر ہیں قاضی کوہ دور حاضر میں خود انکادی ہے حد ضروری ہے بس 290 صفحے سے تم کوٹھے سے پیغام کے ساتھ اب انتظار ہے سینے میں دوسرے میں بھی جناب کا چلچل ہے اور میں لکھتا کرتے ہیں اور بڑھتا آئینہ میں ہمارا ساتھ سہیل تک تھا۔ اجازت دیں کہ نیکدہا میں سے گل کے دن کی تیاری کرتی ہے تو حرکت میری سالگرہ ہے دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

بہن ذریعہ نام 290 صفحات میں سے کسی معذرت کی خبر پڑھ کر تبصرہ کرتیں تو یقیناً ان کے لکھنے کا حق وصول ہوتا۔

انصیا طالب گوجرانوالہ۔ السلام علیکم آج کل کے چمکتے دکتے ستاروں کو اور شہلا کی کوسلام اس بار طویل انتظار کے بعد جو میں دہری کا چل کر دیا ہوا سرور لکھا اچھا کہ محدثت اور سرگوشیاں بڑھ کے در جواب اس میں اچھا لگتا خود کو باروں اطمینان ہوا چلچل کی امید پر دنیا غما سے اس سال دیکھا اور جست وغیرہ میں میرے عمل ناول نہارت پڑھنے کوٹھیں کے لکھنے سے گل دیاب میں بھی خبریں شائع ہو جائیں گی آئی ہوں باقاعدہ تبصرہ کی جانب۔ پیارے آج کل کیڈواؤں میں سالگرہ مبارک ہو دینے اس سینے میں میری بھی سالگرہ ہو جا رہا آج کل میں انگریزی کو ظاہر نور میں بھی میں جگہ بنانے میں کامیاب نہیں۔ سر سے میں قدم رکھا تو آئی حراقہ کی کوسانے ہاں یڈن و ڈاٹ آئی حراقہ میرے شریک کی اصابت رنکیل انتہا آپ کو کامیاب کرے۔ شکر ہے پیاری آئی مسعودہ ٹھاکر صاحبہ مجھے شہل کر کے انکاسوں میں "سجائی" اور سٹیلے دار ناز میں "شب بھری پہلی بارش" بہت پسند آئی انتہا شریک طرف کا گزن یہ ہول بہت اچھا لگتا۔ "ایک بار کو میرا تباہ وہ ایک چل چوری کی چلی رند" کہانیاں اچھی لگیں۔

بیاض دل میں تانبہ جہاں سیدہ چاہا اس کا گلی شاز یہ ہاشم سوانی کے اشعار دل پر لگے۔ نیرنگ خیال میں حرا قریشی اور یحیٰی انور ضرمانی کی نظم پندتا کی سبکی کے ہمصر ہے پندتا کے آخر میں ایک پر زور اچھا ہے کہ تین سے اگر کسی کے پاس "ہلال" کے اردو انڈیکس ہیں ایک بھی ہے تو بلیز مجھے ارسال کر دیجئے میں ان کو خوار ہوئی سیٹ پر بھی کھٹکا کر لکھیں ملا۔ میرے ایڈیٹر ایس پریمچواری تو دل کی گہرائیوں سے محکوم ہوں گی! اگلے شمارے کا شدت سے انتظار ہے گا تب تک کے لیے اجازت دیجیے اللہ حافظ۔

فضہ ماہ ۶ جہت 132 جنوبی سرگودھا۔ السلام علیکم اشہاء! آپ کی اجازت سے آئی جی تین ماہ بعد آئی ہوں مدرسہ میں میں ترجمہ تفسیر پڑھ رہی ہوں آپ کی دعا کی سبک مل کر ہوں۔ اس وقتاً تک 28 کول کیا سردی کی سادہ سا اچھا کتب سے پہلے حدیث پر مبنی امام شاہ ابنت شہت ابھی کی اس کے بعد آئی جی کی سرگودھا اور درجہ اولیٰ پر چار پھر چل دی سے نازی کی کتاب کا ناول پر آئی جی آپ کا ناول بہت شوق سے پڑھتی ہوئی آج میں پڑھ کر مزہ آتا ہے۔ حدیث کو کیا تکلیف ہے دردی کے پیچھے پڑتی ہے دردی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے پھر مارا درودھ کر دیں اور یہ صام کو کیا ہے دردی پہلے ہی پریشان ہے اور سے حدیث کے ساتھ کام کر کے اور پریشان کر رہا ہے دردی کو (شرم کر دو صام! اشرم کر!) جس سے محبت کرتے ہیں اس کو یونہی نہیں کرتے۔ شکر ہے زاپار کو بھی عقل آئی آئی جی اس ناول کا ابھی اینڈ بہت غمناک ہونا چاہیے۔ پھر "تیری زلف کے ہونے تک" پڑھا آئی جی زید اور دردی کی شادی تمہاریں پڑھنا پڑھنا یہ کیسے ہو گا بلادی جی سو وہ پریشان کر لی رہتی ہیں۔ یہ کافہ اور اشراج کی دینی کمال کی ہے عائد بھی بھی اشراج کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ "خون سے مشق تک" یہ ناول پڑھ کر مزہ آ گیا۔ شکر ہے لیکن کو بھی شہری کا احساس ہوا اللہ کے لیکن کو شہری سے عشق ہو جائے پھر مزہ آئے گا (ادھر شہری کو بھی کچھ شرم کرو تا کو تا جیاد تو ہے کاش پھیل جائے ناس طرح کا بندہ)۔ باؤل اور انیسٹانے ابھی پڑھے ہیں لیکن بیاض دل میں کوثر خالد شاہین ارم کمال نپار شاہ کے شعر اچھے لگے۔ لقصی کو سارے شعر یہ بہت شوق سے پڑھتی ہے مگر یہ صامت کی غزل بہت پند آئی دوست کا بیاض سے سب کا بیاض پڑھے۔ فائزہ بھی کاش اپنے نام بیاض کو دیکھ کر خوش ہوئی فائزہ میں سے بھی آپ کے نام بیاض لکھا تھا فائزہ کیا آپ شہر میں رہتی ہیں یا پھر گاؤں میں۔ میرے ہاں ابھی تو کی میں رہتے ہیں اور ہاں میرے پاس اکثر کرا کا چل ہے آپ کر لے جاؤ۔ میری دعا ہے سدا بھی رو ملنی عبادت آپ کا بندہ اچھا کاش میری طرف سے دوستی کی ہے صاف تھوڑا سا لڑکھا آپ کا بھی تھوڑا بڑبڑ تھا آپ سرگودھا کے گاؤں سے ہے؟ آئی سب کے تیسرے بھی بڑبڑت تھے۔ یادگار ہے تو ہوتے ہی یادگار ہیں ماہ مبارک آپ کہاں ہیں؟ خیریت تو ہے نا۔ لقصی میں سرت آجکل رسالہ کو خواب دیکھا کر گھیں تو میں دیکھیں کروں گی بھی۔ عماما سکان جنت آپ کہاں ہو؟ اللہ تعالیٰ آپ پر پریشان دور دراز سے آمین ہائی سب کو سلام اللہ حافظ۔

کتاب آپ دعا کے ساتھ ساتھ دعا دیکھ کے لیے اجازت کہ اللہ رب العزت و من عزیز کوثر کی کا جانب مازن کرے اور تمام مسلمانوں کی پریشانیاں دور فرمائے آمین۔



مہم ہے چوتھے شمارے کا شرف

عائشہ پرہیز کراچی

آئی جی ایس کے لئے آپ کا پیغام جانے لگا بعد آئی ہوں سارا کتبیں کریں گی ہاں؟
آج غافل تھا تھا کی ہو بیٹھ کی طرح کچھوں اب تو شادی بھی ہو گئی ہے کچھ کچھ شرم۔
آج مجھے میرے میاں دنیا کی حسین ترین خوب صورت ترین گورت لگتے ہیں کیا میں ان کی بات پر یقین کر لوں؟
آج ضرور میں صرف اللہ عزت ہے۔
آج میرے میاں پر ہر دو دنوں کا ٹھہرا ہے کہتے ہیں آج میں پرستے تھے آج میں سے وہ سب بندہ ہے ہیں؟
آج تم بھی کیو دو دن میں بیٹے بیٹے ہیں سب تمہارے ہیں شاہاں پر جا کر
آج اپنے میاں سے آٹھ سال میں کیا گفتگوں میںیت و فاعلور.....
آج ایک اہمیت اور کام کاج کرنے والی ہاں۔
آج آپ دعا دیں ابھی سی کبیرے میاں میرے بیٹے میں آ جا کر
آج دیکھیں ہی چل دی ہو میری دعا تو تمہارے میاں کے لیے ہے وہ نہیں خوش ہو گئے تھیں۔
آج تم بھی مہم..... کراچی

آج شام کی خوشی کے باوجود بھی ان لوگوں کو کہیں نہیں بھول جائے میں سے جو کھاتے ہیں؟
آج کچھ انہوں نے ہمارے پیسے ہوتے ہیں اس لیے۔
آج محبت کے کیل میں مری کی ہوتا ہے؟
آج شادی سے پہلے ای اور شادی کے بعد ساس۔
آج ہم مشق کیا ہے چنانچہ کیوں چھاپا میں نے اسے چاہا ہے بڑوں سے کہیں؟
آج ایک اہم صاحب کی لانی ہیں بڑوں کو کیوں دوسری ہو۔

آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے

آج اس کا دل لڑکھنے سے ایک کلمہ کے دل پر بند ہو۔
آج سب سے بڑی شادی ہوئی کی تو میرے صاحب نے
آج مجھے کے بجائے کر لیں کیوں بکائے تھے؟
آج تمہارے انہوں کی کڑواہٹ کم کرنے کے لیے۔
آج ماہ و خزل تھک دی ہوئی..... جوتی

آج کئی عرصے بعد آپ کی محفل میں شریف فرما ہوں ہیں بھولوں سے بھلاؤ کریں؟
آج بھول گئے ہیں اس لیے بھول کو بھی ٹھیک ہے بکا کھار بھی لیتا۔
آج آئی بیلیاں میں تارے کے نظارے ہیں؟
آج وہاں کے بچے کھانوں کی تو ہڈوں کے ساتھ چاند بھی نظر آئے گا۔
آج آپ نے میں میں محفل سے کیوں کھانا کھا؟
آج تم جو ہر دو دن کے سر سے جو ہیں دیکھتے بیٹے میں اس لیے۔
آج آپ کی خواب میں میں نے آپ کا ناول بار بار دیکھا کیا کر رہی ہیں آپ؟
آج تمہارے لیے کمر پڑے لے رہی تھی اب سڑیوں میں استعمال کرتا۔

آج آج..... سخن ہاں
آج نے سب کی سب کا دیکھ کر ہی ہوا؟
آج سارا دل صرف ہے خرچے پر۔
آج محبت ایک جگہ ہے نہیں کسی طرح لڑائی چاہیے؟
آج انہوں میں سے ہے آپ کا کامیاب ہو۔
آج آپ نے سب کی کوئی کوئی کوئی نہیں ہوئی؟
آج ایک دفعہ مجھے پھوڑا دیا کریں؟
آج میں چھوڑنے پر ہی قورہ دیکھی کافکا ہو جاتی ہے۔
آج درد و خون کا ایک ہی لڑکی سے محبت ہو جائے تو؟
آج ایک کھل ہو جانا ہے دوستی کی خاطر۔
آج طوفان ہے کچھ کچھ۔
آج آپ کی بھولنا سوانا کھل کر لیا کریں؟
آج میرا تو ٹھیک ہے تم کیوں چہرے پر بار بکائے گئی ہو۔
آج آپ کو پتا ہے محبت میں نے آپ کو خواب میں دیکھا تو
آج انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا ہے

کپ کی صحت

سمیہ، بھادپور سے تھیں جی کہ میری عمر 34 سال ہے، کچھ ماہ بعد میری شادی ہے، میری عمر کے 3 مہرے آپس میں ملے ہوئے ہیں، بڑے پتھرانی کمرادری ہوں اب بچہ بہتری آئی ہیں، مہرہ دل کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دوڑوں یا گھومنے میں ڈراما سا چلنے سے کام کاج کرنے سے شدید درد ہوتا ہے، مگر کے ہا میں تھکے ہیں، ہا میں کدے میں کدے میں اور گردن میں دوڑوں کنڈیوں میں، کھوپڑی میں سر کے پچھلے حصے میں، ہا میں آگے کے پچھلے حصے میں، چہرے کے ہا میں طرف اور دونوں جڑوں میں شدید درد ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے نیند نہیں آتی، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ پرائمری ہے، جانتا ہوں کہ ہوگا کیونکہ مہرہ دل کا مرض تقریباً 10 سالوں سے ہے، ہمیں نہیں معلوم تھا، ہم کو کس سرور، مگر درد کچھ رہے تھے، 2 ماہ پہلے مرض خفیف ہوا ہے، کوئی دوائی تجویز کر دیں۔

محترمہ آپ مہرہ 30 Theridion اور ہا میں طرف کے درد کے لیے 30 Spigelia دونوں میڈیسن کے 5.5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین مرتبہ لیں، ان شاء اللہ افادہ ہوگا۔

ساجدہ ورمضان، ہرے سندھو سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 21 سال ہے اور میں آئن میرا ہوں، میں پیدل کرتے کے لیے Calcareo Fluor 6x آگلی میں آپ کے کالم میں پڑھا ہے، آپ یہ بتادیں کیا یہ ٹھیک ہے اور کتنے دن استعمال کرنا ہے۔ دوسرا مسئلہ میری بھائی کا ہے، بچوں کی کیلوری کے بعد ان کا پیٹ کالی لٹک گیا ہے، ڈیوڈی آرٹیشن سے ہوئی کی اور کمر میں درد کی کالی رہتا ہے، بیچ کو فلیڈ بھی کر دلی ہیں، ان کی عمر 28 سال ہے، کوئی دوائی تجویز کر دیں۔

محترمہ آپ دہی دوا 6 ماہ تک جاری رکھیں اور بھائی بھی Phytolacca berry Q کو 10 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین مرتبہ کھانے سے پہلے پلائیں، پچھائی، آگو، جاول اور مرچ مٹھا کے سے پریز کریں، ہم ان کو آدھا گھنٹہ دواگ لڑائی کر دیا میں۔

کرن سنگھ، جناح ٹاؤن سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 31 سال ہے، غیر شادی شدہ ہوں میرا ماہانہ نظام ٹھیک نہیں ہے، کبھی درد رائیہ درد ہوتا ہے تو کبھی کم ہوتا ہے۔ دوسرا مسئلہ میری کزن کا ہے وہ بہت کمزور ہے، ان کو مہرہ ہے، میری عمر 10 ماہ سے ماہانہ نظام بند ہے، ہم دونوں کے لیے کوئی دوا تجویز

کر دیں۔ تیسرا مسئلہ میری دوری نظر کمزور ہے بہت زیادہ بھی نہیں ہے میں نے ٹیکٹ نہیں لگوائی اور نہ لگواتا چاہتی ہوں۔ چوتھا مسئلہ میرے اور میرے بہن بھائی کی آنکھوں کے نیچے چلتے ہیں، بخدا کبھی مناسب ہے، درد، پھل وغیرہ بھی لیتے ہیں مگر چلتے کم نہیں اور ہے، اس کے لیے بھی کوئی دوائی تجویز فرمادیں۔

محترمہ آپ اپنا اور اپنی کزن کا Pelvis کا الٹرا ساؤنڈ کروا کر رپورٹ بھیج دیں، رپورٹ دیکھ کر مناسب دوا تجویز کر دی جائے گی۔ نفی کی کڑوڑی کے لیے Physostigma 30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین مرتبہ لیں۔ آپ کو اور بہن بھائی کو کمزوری ہے، چلتے قطع کرنے کے لیے 30 China کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین مرتبہ لیں۔

ماحق حسین، لعل آباد سے لکھتے ہیں کہ ماشاء اللہ میری بیٹیاں تو بے لگن بیٹے کی نعت سے عروم ہوں، برائے مہربانی کوئی علاج بتائے، اللہ آپ کو اجر دے گا۔

محترمہ آپ اپنی بچی کو کھل کے پہلے مینے میں Calcium Phos CM کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں رات کو سوتے وقت پلائیں اور دوسرے دن صبح نہار منہ 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر پلائیں، یہ دو خوراک کوئی کالی ہوگی، ہماری دوا میں آپ کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی مراد پوری کرے گا۔

شادیہ بانو، بکھر سے لکھتی ہیں کہ میری ایک سہیلی کے ساتھ ناخوشگوار حادثہ ہو گیا تھا، کچھ مہینے بعد اس کی شادی ہے، اس وجہ سے وہ کالی پریشان ہے۔

محترمہ آپ اپنی سہیلی کے مسئلے کے لیے صبح 10 بجے، شام 9 بجے ٹھیک کے فون نمبر 1 موبائل نمبر 1299119-0320 پر رابطہ کریں۔

ہنگامہ لک، لاہور سے لکھتی ہیں کہ میرے بالوں کی حالت بہت خراب ہے، مختلف قسم کے سپو استعمال کرنے سے بال روکنے اور بے روشنی ہو گئے، کسی بھی تفریب میں کھلا چھوڑ کر نہیں چا سکتی، گندک بے پھول جاتے ہیں، میں چاہتی ہوں کہ میرے بال سیدھے اور کھلی ہو جائیں۔ دوسرا مسئلہ میرے ماتھے اور رخساروں پر بہت زیادہ ہال ہیں، پہلے یہ جگہ خراب یہ گئے بھی اور ختم نکل رہے ہیں کوئی ایسی دوا بتائیں کہ بغیر کسی سائیڈ افیکٹ کے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

محترمہ آپ اپنے سر کے بالوں کے لیے Aphrodit Hair Grower اور پھر سے غیر ضروری ہال ختم کرنے کے لیے Aphrodit Hair Inhibitor خریدیں۔ ایڑی پر اکاؤنٹ نمبر 0349-4900800 میں پیسے بھیج کر بھی منگو سکتی ہے۔

علیہ احمد، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے لکھتی ہیں کہ عمر 24 سال ہے

چند سالوں سے چہرے پر بھروسے کی بنا شروع ہو گئے تھے اب کالے اور سرخ رنگ سے بھی بہت زیادہ بھر رہے ہیں، چہرہ بڑھتا لگتا ہے، کل بڑھ رہے ہیں اور پوست کے مچھل مچھل ہیں۔ کوئی اور دوا تجربہ کر دی، جس سے یہ قسم ہو گیا اور دوبارہ نہ ہو۔ دوسرا مسئلہ میری بڑی بہن کا ہے ان کی رنگت سالی ہے، ہاتھ پاؤں اور پاؤں کی رگت کافی ہے، 6 ماہ بعد شادی سے کوئی ایسا دوا تاجیں کہ تمام جسم کی رنگت کویری ہو جائے۔

تھو جی Q Thuja 10 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیاں اس کے علاوہ Blood D/R ٹیسٹ اور کرائیو پورٹ مہار سے ٹیکٹ کے ٹیسٹس پر اس سال کریں ایجنٹ 10 Judeum 10 کے قعرے آدھا کپ پانی میں 15 دن ایک بار پلائیں، شانہ انداز رنگت کافی ہو جائے گی۔
بشری خالق سائکلوٹ سے لکھیں کہ کچھ لکھیں ہی سردی لگے تو زکام ہو جاتا ہے، لکھ لکھ کر درد ہوتا ہے، ہموگنی کھانے سے منہ لکھنے میں تکلیف ہوتی ہے، لکھ لکھ کر درد ہوتا ہے، لکھ لکھ کر درد ہوتا ہے۔
کے درد کی سون جائے ہیں۔ کرائیو دانا دلائیں۔

تھو جی Baryta 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔ فحش اور چٹائی والی اشیاء سے پرہیز کریں۔
پالانہ، ہری پھر سے لکھیں جس کی عمری 38 ہے، شادی کو 12 ماہ ہو گئے ہیں، ہموگنی سالوں سے ازاد دانی زندگی میں سائل کا ساتا ہے جس کی وجہ سے بہت پریشان رہتا ہوں، آپ بڑی امید کے ساتھ کپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ میرے مسئلے کا سبب لگتا ہیں۔

تھو جی Staphisagaria 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں اور ڈاکٹر صاحب کا بتایا ہوا خاص علاوہ بذریعہ کئی آرڈر منگواتے ہیں، جس کی قیمت 800 روپے ہے۔ شانہ انداز بہت فائدہ ہوگا۔

سازنہ دوا سبب سالوں سے سخت ہیں کبیر سے چہرے پر بہت زیادہ بھروسے ہیں، جنہو سہما ک، گال، اندر ہونے کے اوپر کریم استعمال کرنے سے دکن طور پر دم ہوتی ہیں لیکن بعد میں کالی سیاہ ہو جاتی ہیں۔ میں ان سے بہت پریشان ہوں، میٹر ان کا کوئی عمل بتا دیں، میری چوٹی بہن کا چہرہ پہلے ساف تھا لیکن اب اس کے چہرے پر کئی مہماں بنا شروع ہو گئی ہیں، ہم دھڑکنے کے لیے کوئی دوا تجربہ کر دیں۔

تھو جی Barbary Equifolium 10 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
نازہ بہن لاہور سے سختی کی عمری 35 سال ہے۔
میں، انکھ بھر ہوں، مٹاں میں چمچا رہے ہیں اور کھانڈ

بچتا ہے، کھانسی کے ساتھ غلغلی محسوس ہوتا ہے، کوئی دوا تجربہ کر دی۔
تھو جی Argentum Met 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
فاخرہ زری، مٹاں سے سختی کی عمری 19 سال ہے، ہموگنی سے بہت کم شادی ہے، میں اس کو ہوں کہ شادی سے پہلے میرے بالوں کی حالت کچھ بہتر ہو جائے جو کہ بہت خراب ہو گئی ہے، بال روکنے اور بڑھنے کے لیے دوا تجربہ کر دی۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Mure 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔
تھو جی Nux Vomica 30 کے قعرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین بار چٹکیں۔

جدوجہد سے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ میں ریاضا کا کہتا ہے کہ بچپن کے حادثات اور محرومیاں بھی زندگیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں لیکن اس حادثات اور محرومیوں کے اثرات کو مثبت انداز میں استعمال کیا جائے تو کامیابیاں قدم چوم لیتی ہیں۔ سانبوں نے چند ہی ستاروں کی مثالیں دیں کہ کلمہ استاد میڈیٹا کی ماں کا انتقال اس وقت ہوا تھا جب اس کی عمر صرف چھ برس تھی۔ کیت پٹیلو کے باپ کو بل کا دورہ اس وقت ہوا تھا جب کیت کی عمر چار برس تھی اور جینفر آگسٹن کے والدین میں اس وقت طلاق ہوئی جب وہ لکھی کو عمر ہی تھی لیکن آج میڈیٹا کامیابیوں کی بلندی کو چھو رہی ہے کل کی عمر زندہ اور غریب امیڈیا آج کی ایک کامیاب اور کارہ بہترین کلکا کا مقبول ماڈل بڑس وکس، بہترین ماں اور بیوی ہونے کے علاوہ معجزہ بھی ہے۔ شہرت کی بلندیوں کو چھوئے والی میڈیٹا کو "کل کی چھوڑی" کہا جاتا تھا اور غیر اہم سمجھ کر دھکا دیا جاتا لیکن میڈیٹا نے اپنے غم سے اور بے چارگی کے جواب میں جابرانہ انداز میں اپنی صلاحیتوں کو آزاد بنا شروع کر دیا اور کامیابیاں اس کے قدم پستی چلی گئیں۔
لندن کے روڈز پر فارم ٹینک کے پانی ڈاکٹر ڈی ڈاؤسن نے بتایا کہ ان کے ٹینک پر بھوک نہ لگنے کی شکایت لے کر آئے والوں کی بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جو تیزی سے ترقی کے ذریعے پر چڑھتے چلے جا رہے ہوں۔ ڈاکٹر ڈی ڈاؤسن کا کہنا ہے کہ ان مریضوں میں تعلیمات پر انداز و کمال پسند افراد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے یہ لوگ دہم کا شکار ہوتے ہیں اور کمال کی بلندیوں کو چھوئے کا مضبوط نہیں بتا رہا ڈال دیتا ہے کیونکہ نہ تو کمال کی حد ہے نہ وجود جس کی تلاش میں یہ اپنی توانیاں صرف کیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈاؤسن نے بتایا کہ کیت پٹیلو اور کیت پٹیلو دونوں معدے کی خرابی میں مبتلا تھیں تاہم یہ اس وقت

کی بات ہے جب وہ نو عمر تھیں ان کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح کلنی دنیا میں مقبول و معروف ہو جائیں۔ ڈاکٹر پٹسکی کا کہنا ہے کہ ”جو لوگ نشے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور وہم کا شکار ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے وہم کو مثبت طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ ڈاکٹر پٹسکی کا یہ بھی کہنا ہے کہ ”یہ بات عام لوگوں کے لیے خوش کن ہوگی کہ کامیابیوں کے آسمان پر جھنگانے والے لوگوں نے بھی اپنی زندگی کے ابتداء میں انتہائی کمشن وقت گزارا تھا لیکن انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو مثبت کاموں میں صرف کر کے کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ ڈاکٹر پٹسکی کا کہنا ہے کہ افساری ہی کا کامیابی کا پہلا اصول ہے اور جو لوگ مشق اور محنت مزاج نہیں ہوتے ان کا کامیابی محکوک رہتی ہے جبکہ منکسر المزاج لوگ بازی جیت لیتے ہیں۔ ماہرین کا مطلب ہے کہ ”کمال“ کو چھونے کی وصل میں بہت سے لوگ اپنی صلاحیتوں کے حلقے خوش فہم ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن قدرتی عوامل اور اس کے برعکس نتیجہ لاتے ہیں تو..... یا تو لوگ نشے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں یا پھر ان کے معدے خراب ہو جاتے ہیں اور اشتہا بالکل ختم ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماہرین اعتدال کا مشورہ دیتے ہیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ دکھ پریشانیاں یا کسی قسم کے صدمات بھی زندگی کا رخ موڑ دیتے ہیں اور اکثر لوگ حالات کے آگے ہتھیار ڈالنے کے بجائے ڈٹ جاتے ہیں اور حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے گویا ہراو تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ میڈونا کی مثال دیتے ہوئے ڈاکٹر پٹسکی کا کہنا ہے کہ 19 سال کی عمر میں میڈونا کی اشتہا ختم ہو گئی تھی لیکن اس نے تمام دکھوں اور غموں کو جھٹک دیا اور آج وہ کلنی دنیا کی مقبول و معروف ترین خاتون ہے جبکہ وہ بریڈ پٹ سے شادی

بھی کر چکی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی چیز کے گم ہونے یا تلف ہو جانے کا رد عمل غصے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس غصے کو مثبت طور پر استعمال کرتے ہوئے اسے نتیجہ سمجھ کر اپنے آپ کو منوالیتے ہیں۔ ڈاکٹر بین ریٹھام کا کہنا ہے کہ ”بعض اوقات غیر یقینی بچپن خطرناک ہے اور نقصان دہ ثابت ہوتا ہے لیکن آپ یقین کریں کہ اس بد قسمتی“ کو نہایت آسانی سے سودمند بنایا جاسکتا ہے۔ آپ کو جب بھی غصے آئے تو آپ اپنی غصے کی عرصہ سے اپنی بھرپور صلاحیتوں کو استعمال کر کے بہترین نتائج حاصل کر سکتے ہیں آپ کا احساس عدم تحفظ آپ کو بلند یوں پر پہنچا سکتا ہے۔“

اس موضوع پر ماہرین کہتے ہیں کہ ”نا کام ہونے کے خوف کی وجہ سے ہی بیشتر لوگ اپنے خوابوں کی تکمیل نہیں کر پاتے جبکہ اصول یہ ہے کہ زندگی کا ہر لمحہ ”آپ کا ہاں“ کے قریب تر لانا چلا جاتا ہے۔ ”مستقبل نا“ کا مطلب ہے کہ ”ہاں“ اب دور نہیں ہے۔ اس بات کی وضاحت میں تین ریٹھام نے کہا ”اپنی زندگی کے نشیب و فراز کو ذرا نیات کی طرف نہ لے جائیں۔ خیال کریں کہ آپ کا کوئی دوست کسی ناکامی سے دوچار ہے یا اسے کسی مرحلے پر مسترد کر دیا گیا ہے تو آپ کیا کریں گے؟ یہی ناکام آپ اس کی ہمت بڑھائیں گے اسے دلا س دیں گے اور پھر اسے ڈٹ جانے کا مشورہ دیں گے ہر ناکامی کے پیچھے کامیابی آپ کو خطر نظر آئے گی۔“

